اَفواہوں کی شرعی حیثیت

وجوہات، اقسام، اثرات

www.KitaboSunnat.com

تالیف: راشد حسن
اعداد و اضافہ: حافظ ثناء اللہ خاں

دار المعرفة
پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَنْ تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ

افواہوں کی شرعی حیثیت

تالیف: راشد حسن
اضافہ و اضافہ: حافظ ثناء اللہ خاں

دار المعرفۃ پاکستان
الفضل مارکیٹ اردو بازار، لاہور
0321-4210145

www.KitaboSunnat.com
محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

ادارہ تمام کتب معاشرتی اصلاح وتربیت اور نیک نیتی سے شائع کرتا ہے، البتہ مصنف ومترجم کی آراء سے ادارے کا متفق ہونا ضروری نہیں، تاہم فنی وطباعتی خرابی کی صورت میں کتاب کسی بھی وقت تبدیل کی جاسکتی ہے۔ (ادارہ)

افواہوں کی شرعی حیثیت

تالیف: راشد حسن

افادات وإضافه: حافظ ثناءاللہ خاں

ڈیلرز

مکتبہ اسلامیہ

لاہور: بادیہ حلیمہ سینٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور 042-37244973 - 37232369

فیصل آباد: بالمقابل شیل پٹرول پمپ کوتوالی روڈ، فیصل آباد 041-2631204 - 2641204

مکتبۃ الکتاب حق سٹریٹ، اردو بازار لاہور فون: 0300 98 88 629

سعودی عرب

- دار الوحيين للنشر والتوزيع ...... مركز الجامع التجاری شارع باخشب ، جده ـ 026336640
- دار القبس للنشر والتوزيع ...... شارع امير سطام ، البيعه، رياض، ت ـ 02681045 ـ ف: 4351395
- مكتبه دار الفرقان ...... رياض، هاتف: 0507419921,0563064736,01-4358646
- مكتبه بيت السلام ...... هاتف: 0502033260,0505440147,01-4460129

ملنے کے پتے

- مکتبہ قدوسیہ ...... اردو بازار لاہور 0321 - 44 60 487
- نعمانی کتب خانہ ...... اردو بازار لاہور 042 373 21 865
- اسلامی اکیڈمی ...... اردو بازار لاہور 042 373 57 587
- دار الکتب السلفیہ ...... اردو بازار لاہور 042 373 61 505
- کتاب سرائے ...... اردو بازار لاہور 042 373 20 318
- مکتبہ بیت السلام ...... اردو بازار، لاہور 042 373 20 422

دار المعرفۃ پاکستان

الفضل مارکیٹ اردو بازار، لاہور

+92 321 42 10 145

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

❋ مقدمہ 9

❋ دیباچہ 11

❋ تمہید: اسلامی شریعت میں عزت وآبرو کے بنیادی حق کا تحفظ 13

❋ بنیادی حقوق 14

❋ خلاصہ بحث 16

باب اول

غلط افواہوں کے پھیلانے میں لوگوں کے مختلف کردار اور اسلامی شریعت میں اُن کے احکام کا بیان

پہلا مبحث: افواہوں کے پھیلانے کا بیان 18

◎ جھوٹ اور ایک منافق کا کردار 21

◎ جھوٹی اور بے اصل باتیں بیان کرنے کی سزا 26

◎ خلاصہ بحث 28

دوسرا مبحث: افواہوں کو رواج دینے کا بیان 29

تیسرا مبحث: افواہوں کی تصدیق کرنے کا بیان 34

❋ جھوٹ اور جھوٹے افواہوں کے نقصان 42

◎ جھوٹ ایمان کے منافی ہے 42

◎ جھوٹ اور شرک کا باہمی تعلق 43

◎ جھوٹ کا منافقوں کی خصلتوں میں سے ہونا 44

◎ دروغ گوئی شیطان کا وصف 45

◎ جھوٹ کا باعث قلق واضطراب ہونا 46

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- جھوٹ کا راہ ہدایت کی رکاوٹ ہونا 47
- جھوٹ اور اس کے مطابق عمل قبولیت روزہ میں رکاوٹ 47
- جھوٹ کا تاجروں کو فاجر بنانے والی چیزوں میں سے ہونا 48
- جھوٹ کا گناہوں اور جہنم کی طرف لے جانا 48
- کذاب کے لیے شدید اور طویل عذاب 49
- جھوٹ کا خالی از خیر ہونا 50
- اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنے کا برا انجام، فلاح سے محرومی 50
- جھوٹ باندھنے والے پر اللہ کی لعنت 51
- روسیاہی اور جہنم میں داخلہ 52
- خوشبوئے جنت سے محرومی 52
- نبی ﷺ کی ایسے شخص کے لیے بددعا 53
- جھوٹی قسم کا گھروں کو اجاڑ دینا 53

افواہوں کو جنم دینا 54

سزائے موت 64

سچ کے ثمرات و برکات 67
- سچ بولنے سے کیا ثمرات حاصل ہوتے ہیں؟ 67

جھوٹ کے چند مثبت پہلو 80
- ان حالات میں جائز (جھوٹ) سے مراد 81
- ان حالات میں جھوٹ کا استعمال بوقت مجبوری 82
- اضطراری حالت میں جھوٹ کے جواز پر اتفاق 82

افواہوں کے نقصانات تاریخ کی نظر میں 84
- حضرت علی رضی اللہ عنہ پر قاتلانہ حملہ 85
- اہل کوفہ کے دعوتی خطوط اور مسلم بن عقیل کا سفر کوفہ 86

افواہ حدیث کی نظر میں 87
- ان لوگوں کی بات پر کان لگانے کی سزا جو اسے پسند نہیں کرتے 87

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- بدگمانی سے بچو 89
- محدثین نے افواہوں کی سد ذراع کے لیے شرائط مرتب کیے 93
- ضعیف کی اقسام نقصان عدالت کی رُو سے 94

باب دوم

لوگوں کی عیب جوئی کی حرمت کے ذریعے عزت و آبرو کی حفاظت وصیانت

پہلا مبحث: لوگوں کو مطعون کرنے اور انہیں برا بھلا کہنے کا حکم 96

دوسرا مبحث: غیبت کا حکم 105

تیسرا مبحث: حکمراں طبقہ اور علمائے اسلام کے خلاف طعن و تشنیع کا حکم 110

باب سوم

عزت و آبرو کی ضروری اور بنیادی مصلحت کی حفاظت اور اس میں خلل اندازی کی سزا

پہلا مبحث: حد قذف کا بیان 118

- قذف کی سزا 119

دوسرا مبحث: لوگوں کو مطعون کرنے کی سزا کا بیان 122

تیسرا مبحث: امن عامہ پر اثر انداز ہونے والی افواہوں کی سزا 124

باب چہارم

ابلاغ اور مواصلات کے میدان میں جدید ٹیکنالوجی کے ذریعے عزت و آبرو کے بنیادی حق کا تحفظ

پہلا مبحث: غلط افواہوں کے خلاف جنگ میں جدید ذرائع کی کوششوں کا بیان 128

دوسرا مبحث: غلط افواہوں کی نشر واشاعت سے جدید ذرائع ابلاغ کو دور رکھنے 132

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- شوشل میڈیا اور فیس بک 137
- موبائل فون کے ذریعے افواہوں کو پھیلانا 141
  - وقت کا رک جانا 141
  - شب عرفات 143
  - توبہ کی فضیلت 144
  - پانی سے گزرنا 144
  - محبت اور رنجش کا طریقہ 144
  - ماں کی عظمت 145
- صحت خبر کی اہمیت 147
- تحقیق خبر کے اسلامی اصول 150
- وقائع نگاری کے آداب 158
- صحافت اور ضمیر کی آواز 161
- تحریر و نگارش کے اخلاقی پہلو 173
- صحافت کیا ہے؟ 175
- صحافت اور اسلام 185
- صحافت کا مقصد 187
- حرفِ آخر 191

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عرضِ ناشر

کفار نے پوری دُنیا میں مسلمانوں کے خلاف جنگوں کا ایک بڑا سلسلہ شروع کر رکھا ہے، جس کے تحت وہ مختلف حیلوں بہانوں سے مسلم ممالک پر قبضہ اور ان پر بمباری کو اپنا حق سمجھتے ہیں۔ ان جنگوں کو جیتنے کے لیے وہ مختلف ذرائع استعمال کرتے ہیں، جن میں میڈیا ایک بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ سب سے پہلے میڈیا کے ذریعے کسی بھی اسلامی ملک یا اسلام کی تبلیغ کرنے والے گروہوں کے خلاف جعلی ویڈیوز، جھوٹی خبریں اور جھوٹ کو پھیلایا جاتا ہے، جب لوگوں کے ذہن اس ملک یا اس خاص گروہ کے خلاف ہو جاتے ہیں تو پھر جنگ مسلط کر دی جاتی ہے۔ یعنی اصلی جنگ سے پہلے میڈیا کی جنگ۔

ہمارے بہت سے وہ اسلامی بھائی جو اس جنگ کی نوعیت، خدوخال اور طریقہ واردات کو نہیں سمجھتے، بہت جلد اس کا شکار ہو کر اپنے ہی بھائیوں کے خلاف لاشعوری طور پر کفار کے پراپیگنڈے کا حصہ بن جاتے ہیں۔ کچھ تو دامِ فریب میں ایسا آ چکے ہیں کہ انہیں اسلامی عادات واطوار، رہن سہن، طرزِ معاشرت اور قوانین اسلام بھی ظالمانہ، غیر مہذب اور غیر اخلاقی نظر آنے لگے ہیں۔ اس پراپیگنڈا جنگ کے شکار مسلمانوں کو بھی اب داڑھی والے دہشت گرد، اونچی شلوار اور شرعی برقعہ پوش خواتین، پتھر کے دور کے انسان لگتے ہیں۔

میرے بھائیو! کفار اس ''افواہ سازی'' یعنی پراپیگنڈا جنگ کو اس قدر مہارت سے لڑ رہے ہیں کہ ہمارا دین دار طبقہ بھی اس سے نہیں بچ سکا۔ وجہ یہ ہے کہ ہمیں ان کے طریقہ واردات کا علم ہی نہیں۔ ہم نہیں جانتے کہ وہ کن کن طریقوں سے ہمارے افکار و معاشرت کو بدل رہے ہیں۔ کیسے وہ اسلام اور اسلامی عادات واطوار کے خلاف ہماری ذہن سازی کر کے اس میں زہر بھر رہے ہیں۔ ہم اپنی نجی محفلوں میں اسلامی طریقوں اور رہن سہن کو طنزیہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نشانہ بنا رہے ہوتے ہیں اور ہمیں اندازہ ہی نہیں ہو پاتا۔ کئی بار دیکھنے میں آیا کہ نماز کی مسخرانہ ویڈیوز ہمارے اپنے یا ہمارے دوستوں کے موبائلوں میں بھری ہوتی ہیں اور ہم دیکھ کر انجوائے کر رہے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سمجھ عطا فرمائے۔

یہ کتاب آپ کو ''افواہ سازی'' کے طریقہ واردات کو سمجھنے کے لیے تمام مطلوبہ معلومات فراہم کرے گی۔ اس کے مطالعہ کے بعد آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ ''افواہ'' کی شرعی حیثیت کو سمجھ سکیں۔ اگر لاشعوری طور پر آپ اس جنگ سے متاثر ہو چکے ہیں تو بھی یہ کتاب آپ کو صراطِ مستقیم کے لیے مدد فراہم کرے گی۔ ان شاء اللہ

آئیں سب مل کر اللہ سے دُعا کریں کہ اللہ ہمارے گھروں، ذہنوں، نظریات، رہن سہن کو اسلامی بنا دے۔ اگر ہم اسلام کے خلاف جھوٹی افواہوں کا شکار ہو چکے ہیں تو اللہ ہمیں صراطِ مستقیم دکھا دے اور اس کتاب کو مسلمانوں کے لیے بہت نفع بخش بنا دے۔ آمین یارب العالمین

آپ کا بھائی

ابو ابراہیم ابراہیم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

نحمده ونصلي على رسوله الكريم، اما بعد!

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿ إِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَاذِبُونَ ﴾ (النحل: 105)

''جھوٹ تو وہی باندھتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی آیات کے ساتھ ایمان نہیں لاتے اور یہی لوگ جھوٹے ہیں۔''

مفسر قاسمی لکھتے ہیں:

''جھوٹ انہی لوگوں کو زیبا ہے جو ایمان نہیں لاتے کیونکہ انھیں سزا کا ڈر نہیں ہوتا جو انھیں جھوٹ سے روک سکے۔'' ❶

جھوٹ انسان کو اندھیروں کی طرف دھکیلتا ہے، انسان فطرتی طور پر کمزور ہے۔ ہر موقع پر کامیابی کو پسند کرتا ہے۔ جب کہ اہل ایمان اپنے نفس پر کنٹرول اور ضبط رکھتے ہیں، کیونکہ جھوٹ بولنا مومن کا شیوہ نہیں اور جس کے دل میں ایمان ہوتا ہے وہ جھوٹ بولنے سے کتراتا ہے کیونکہ اس میں رب الٰہی کی ناراضی ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب انسان جھوٹ بولتا ہے تو فرشتے اس کے منہ کی بدبو سے 70 میل دور چلے جاتے ہیں۔''

اور ایک دوسری روایت میں فرمایا کہ: ''بندہ جھوٹ بولتا رہتا ہے اور وہ اس میں اس قدر بڑھ جاتا ہے کہ وہ اللہ کے ہاں بھی جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔''

جو انسان جھوٹ کو اپنا لیتا ہے اس کا معاشرے میں کوئی وقار نہیں ہوتا، اپنے پرائے سب

---

❶ تفسير القاسمي: 160/10.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے دور چلے جاتے ہیں اور وہ لوگوں کی نظروں میں گر جاتا ہے۔

جھوٹ کی ایک قسم افواہ سازی بھی ہے جو کہ انسان بنا کچھ سوچے سمجھے کوئی بات کسی سے سن کر لوگوں میں پھیلا دیتے ہیں، جب کہ اس کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی۔ جس سے انسان کی عزت پر حرف آتا ہے اور مسلمان کی عزت کو نبی مکرم ﷺ نے کعبہ کی حرمت سے بڑھ کر قرار دیا ہے۔

افواہ سازی کے آج کل مختلف ذرائع بن چکے ہیں۔ بالخصوص میڈیا کا کردار اس میں سرفہرست سامنے آتا ہے۔ میڈیا کے مثبت اور منفی کردار پر کتاب میں سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ جس سے قارئین کی تشفی ہوگی۔ ان شاء اللہ

ہمیں چاہیے کہ ایسے اعمال سے کوسوں دور رہیں جن سے رب تعالیٰ کی ناراضی اور لوگوں میں بھی انسان کا وقار اور عزت کم ہو اور اپنے بچوں کو بھی ایسی غلط حرکات سے منع کریں، کیونکہ آپ کی اولادیں آپ کی تربیت کا آئینہ دار ہوتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو عمل کی توفیق عطا فرمائے اور افواہ سازی سے دور رکھے۔

عفی اللہ عنہ

مبشر احمد ربانی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

الحمد لله الذی هدانا لدين الإسلام الجامع لخيري الدنيا والآخرة، والصلاة والسلام على نبينا محمد وعلى آله وصحبه وسلم تسليما كثيرا، أما بعد!

ہر معاشرہ غلط افواہوں کی لپیٹ میں ہے، خاص طور پر عصر حاضر کے معاشرے تو انتہائی تیزی سے اس کی زد میں آرہے ہیں، پھر نت نئے ذرائع کی ایجاد نے ایک تو لوگوں کا اس طرف رجحان بڑھادیا ہے اور دوسرا وہ اس کی ترویج اور نشر و اشاعت میں مددگار بھی لیتے ہیں۔ ان سارے حالات کو سامنے رکھتے ہوئے نیز فن اُصولِ فقہ میں تخصص اور مقاصد شرعیہ کے موضوع پر اپنی سابقہ تحریر کے پیش نظر میں نے یہ مناسب سمجھا کہ درج ذیل اہم موضوع پر گفتگو کروں: ''اسلامی شریعت میں عزت وآبرو اور اس کے وسائل کے بنیادی حق کا تحفظ اور اس کی ضرورت واہمیت۔''

میں نے اس کتاب کو ایک تمہید، چار ابواب اور ایک خاتمہ پر تقسیم کیا ہے:

تمہید میں اسلام میں عزت وآبرو کی ضرورت پر روشنی ڈالی گئی ہے:

باب اوّل: اس میں افواہوں کو پھیلانے میں لوگوں کے مختلف کردار اور شریعت میں اس کے حکم کا بیان ہے۔

اس باب میں تین مباحث ہیں:

مبحث اول: افواہوں کو پھیلانا اور اسے ہوا دینا۔

مبحث دوم: افواہوں کی اشاعت وترویج۔

مبحث سوم: افواہوں کی تصدیق اور تائید کرنا۔

دوسرا باب: اس فصل میں لوگوں کے خلاف طعن وتشنیع کی حرمت کو سامنے رکھتے ہوئے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عزت و آبرو کے تحفظ کے بنیادی حق کی ضرورت کو زیر بحث بنایا گیا ہے، اس میں بھی تین مبحث ہیں:

مبحث اوّل: لوگوں کو برا بھلا کہنے کا شرعی حکم۔

مبحث دوم: غیبت کا حکم۔

مبحث سوم: حکام اور علمائے دین کے خلاف طعن و تشنیع کے بارے میں شرعی حکم

تیسرا باب: اس باب میں عزت و آبرو کی حفاظت کی ضرورت اور اس کے خلاف کاموں پر سزا کا تذکرہ ہے۔

اس میں بھی تین مبحث ہیں:

1: پہلے مبحث میں بہتان اور الزام تراشی کی سزا کا بیان ہے۔

2: دوسرے مبحث میں لوگوں کے خلاف طعن و تشنیع کی سزا کا ذکر ہے۔

3: تیسرے مبحث میں وسیع مفہوم میں امن عامہ کے خلاف بھڑکائی جانے والی سزاؤں کا ذکر ہے۔

4: چوتھی فصل: ابلاغ، اور مواصلات کی جدید ٹیکنالوجی کے ذریعے عزت و آبرو کے بنیادی حق کے تحفظ پر مشتمل ہے، اس میں دو مبحث ہیں:

1: پہلے مبحث میں افواہوں کے خلاف جنگ میں نئے وسائل کی کوششوں کا تذکرہ ہے۔

2: دوسرے مبحث میں افواہیں پھیلانے اور اُن کی نشر و اشاعت میں حصہ لینے والے جدید ذرائع ابلاغ پر روک لگانے کے طریقے کا تذکرہ ہے۔

اور آخر میں خاتمہ ہے جس میں خلاصہ مطالب اور قرار دادوں کا ذکر ہے۔

اس موضوع کی تیاری میں میری پوری کوشش یہ رہی ہے کہ اس میں مذکور معلومات کی توثیق اور مصادر و مراجع کے استعمال میں علمی منہج کی پابندی کروں، اللہ رب العالمین سے دعا ہے کہ وہ اس کتاب کو نفع بخش بنائے اور اسے خالص اپنی رضا اور خوشنودی کا ذریعہ بنائے۔

وصلی اللہ علی نبینا محمد و علی آلہ وسلم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمہید:

اسلامی شریعت میں
عزت وآبرو کے بنیادی حق کا تحفظ

اسلامی شریعت کی آمد کا مقصد انسانوں کے مصالح و منافع کی حفاظت کرنا ہے۔ ❶

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴾ (الانبیاء:107)

"(اے نبی!) ہم نے آپ کو ساری دنیا کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔"

انسانی مصالح و منافع (جن کا تذکرہ ہم آگے بنیادی حقوق سے کریں گے) کی تین قسمیں ہیں: ❷

1: مصلحت ضروریہ:...... اس سے مراد ایسی ناگزیر مصلحت و منفعت ہے جس کے بغیر کوئی چارۂ کار نہ ہو۔

2: مصلحت حاجیہ:...... اس کا اطلاق ایسی چیزوں پر ہوتا ہے جن کا آدمی روزمرہ زندگی گزارنے میں محتاج ہوتا ہے اور عام لوگوں کی زندگی میں وہ چیزیں استعمال ہوتی ہیں۔

3: مصلحت تحسینیہ:...... اس سے مراد وہ اشیاء اور منافع ہیں جو انسانی زندگی کو آسودگی اور خوشحالی فراہم کرتے ہیں۔ عیش وعشرت کے مظاہر اور نت نئے فیشن کی ایجاد کا تعلق اسی مصلحت تحسینیہ کے ساتھ ہے اور اگر یہ مصالح اور منافع انسانی زندگی میں نہ بھی ہوں تو تب بھی وہ عام زندگی گزار سکتا ہے۔ مصالح ضروریہ کو ذرا تفصیل کے ساتھ بیان کیا جائے تو اس

❶ الموافقات 6/2، مجموع الفتاوی لابن تیمیة 48/20، 583.

❷ الموافقات 8/2، شرح الکوکب المنیر 159/4.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے مراد وہ بنیادی اور لازی حقوق ہیں جن کے ساتھ دین اور دنیا کی مصلحتیں اور منافع وابستہ ہیں اور یہ وابستگی اور تعلق اتنا گہرا اور مضبوط ہو کہ اگر یہ بنیادی حقوق و منافع تلف یا ناپید ہو جائیں تو دنیا کا امن وسکون قتل و غارت گری میں اور صلح و آشتی فتنہ وفساد میں بدل جائے اور انھی بنیادی منافع کی عدم موجودگی میں یا تو انسان کی دنیا کو تباہ کر دے یا اس کی آخرت کی بربادی کا پیش خیمہ بن جائے۔ ❶

بنیادی حقوق:

وہ بنیادی حقوق اور اہم حقوق جن کی حفاظت ضروری اور ہر حال میں شرعی طور پر مطلوب ہے، پانچ ہیں:

(1) دین (2) جان (3) عزت وآبرو (4) مال ودولت (5) عقل۔ ❷

یہ وہ پانچ بنیادی مصالح ہیں جن کی حفاظت ہر مصلح سے مقدم ہے اور یہ وہ پانچ بنیادی حقوق ہیں جن کی عدم موجودگی میں دین اور دنیا دونوں میں سے کوئی بھی سلامت نہیں بچتا۔

ان بنیادی مصالح کی اہمیت اور ضرورت کے پیش نظر علماء کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ ساری آسمانی شریعتیں اس بات پر متفق ہیں کہ ان پانچ بنیادی حقوق کی حفاظت ہر حال میں ضروری ہے۔ ❸ اگرچہ بعض علماء کا خیال ہے کہ یہ بنیادی مصالح اور حقوق صرف پانچ ہی نہیں بلکہ اس میں دوسری ضروریات کا اضافہ ممکن ہے جس طرح امن وسلامتی کا بنیادی حق بھی ان میں شامل ہے کیونکہ امن وسلامتی ایک ایسی بنیادی ضرورت ہے جس کی حفاظت کی خاطر اس میں رخنہ ڈالنے والے پر شریعت نے حد مقرر کی ہے۔ ❹ اس پہلو سے اس کو دیکھا جائے تو یہ بھی ایک بنیادی حق ہے اور ان پانچ بنیادی حقوق میں شامل ہے۔

---

❶ الموافقات 8/2، شرح مختصر الروضة 209/3.

❷ الكليات الخمس: الموافقات 10/2، المقاصد العامة صفحه 155.

❸ نشر البنود 173/2، مقاصد الشريعة لليولى صفحه 183.

❹ مجموع الفتاویٰ 343/11.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شریعت کی آمد کا مقصد انھی ضروری اور بنیادی حقوق و مصالح کا تحفظ ہے یہی وجہ ہے کہ شریعت نے ہراس کام کے کرنے کا حکم دیا ہے جوان بنیادی حقوق ومصالح کو پائیدار اور محفوظ رکھ سکے اور ہراس کام سے منع کیا ہے جوان ضروری حقوق کی بقا میں خلل ڈالے اور اس کے ساتھ شریعت نے ان میں رخنہ ڈالنے والوں کے لیے مناسب سزائیں بھی مقرر کی ہیں۔ ❶

باقی بنیادی حقوق میں سے علماء نے عزت و آبرو کے بنیادی حق میں اختلاف کیا ہے۔ اس کے مقام ومرتبہ کی تعیین کرتے ہوئے وہ دوگروہوں میں بٹ گئے ہیں:

(1)......: امام سبکی ❷ اور ابن النجار ❸ کا موقف ہے کہ عزت کے بنیادی حق اور مال کے بنیادی حق کا مقام ومرتبہ ایک ہی ہے، دونوں میں سے کوئی دوسرے پر مقدم نہیں ہے۔

(2)......: دوسرے علماء اصول نے عزت و آبرو کے بنیادی حق کو چھوڑ کر صرف نسل اور نسب کے بنیادی حق پر اکتفا کیا ہے۔ ❹ گویا ان کے نزدیک عزت کے بنیادی حق کے بجائے نسل ونسب بنیادی حق ہے۔ اس کو اگر تھوڑا سا گہرائی سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ نسل اورنسب کے حق کی حفاظت بھی دراصل عزت و آبرو کی حفاظت ہے۔ اسلام نے زنا کو حرام قرار دیا ہے اور اس فعل کا ارتکاب کرنے والے کے لیے کڑی سزا مقرر کی ہے کیونکہ زنا ایک تو انسانی عزت کو بٹہ لگاتا ہے اور دوسرا اس سے نسل ونسب کی حفاظت قطعی طور پر ناممکن ہے، لہٰذا اگر ہم یہ کہیں کہ عزت کے بنیادی حق کے عموم کے پیش نظر نسل ونسب کا حق بھی اس میں شامل ہے تو غلط نہ ہوگا اور کتاب وسنت کے نصوص میں غور وفکر کرنے والوں کو یہ بھی یہ بات ملے گی کہ شریعت نے عزت و آبرو کے ضروری اور بنیادی حق کو ایک خاص اہتمام کے ساتھ اوّلیت کا درجہ عطا کیا ہے یہی وجہ ہے کہ شریعت نے جہاں جان و مال کے انتہائی بنیادی حق کے تحفظ کا ذکر کیا ہے وہیں عزت و آبرو کے بنیادی حق کو بھی بیان کیا ہے، جیسا کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

---

❶ الموافقات 8/2. ❷ جمع الجوامع بحاشية العطار 322/2.
❸ شرح الكوكب المنير : 163/4. ❹ الدرر اللوامع 620/2.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((فَإِنَّ دِمَائَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ بَيْنَكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا فِي شَهْرِكُمْ هَذَا فِي بَلَدِكُمْ هَذَا .)) ❶

''یقیناً تمہاری جان، تمہارے مال اور تمہاری عزت و آبرو تمہارے درمیان اسی طرح محترم ہیں جس طرح آج کا دن تمہارے اس مہینے اور اس شہر میں قابل احترام ہے۔''

ایک دوسری حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ: مَالُهُ، وَعِرْضُهُ وَدَمُهُ، حَسْبُ امْرِئٍ مِنَ الشَّرِّ أَنْ يَحْقِرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ .)) ❷

''ہر مسلمان کا دوسرے مسلمان پر اس کا مال، عزت و آبرو اور خون حرام ہے...... کسی آدمی کے برا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے۔''

اسی کے پیش نظر شریعت نے عزت و آبرو کے بنیادی حق کے تحفظ کی خاطر حد قذف یعنی زنا کی تہمت اور الزام تراشی پر سزا مقرر کی ہے اور اسی طرح شریعت نے زنا کی تہمت سے کم جرم یعنی لوگوں کی عیب جوئی پر تعزیری سزائیں مقرر کی ہیں تاکہ عزت و آبرو کے بنیادی حق کی مکمل طور پر حفاظت ہو جائے۔ ❸

خلاصہ بحث:

1: اسلامی شریعت کی آمد کا اہم مقصد انسانی مصالح کی حفاظت کرنا ہے۔

2: جو بھی مصلحت ہے شریعت نے اس کو برقرار رکھا ہے اور جو بھی مضرت ہے شریعت نے اس سے منع کیا ہے۔

3: بنیادی حقوق کا تحفظ ہر حال میں ناگزیر ہے۔

---

❶ صحيح البخاري: 67. ❷ مسلم: 2564.

❸ شرح الكوكب المنير 164/4، نبراس العقول صفحه 280.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

باب اوّل

غلط افواہوں کے پھیلانے میں لوگوں کے مختلف کردار اور اسلامی شریعت میں اُن کے احکام کا بیان

اس میں تین بحث ہیں:

1: افواہوں کے پھیلانے کا بیان

2: افواہوں کو رواج دینے کا بیان

3: افواہوں کی تصدیق کرنے کا بیان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلا مبحث:

افواہوں کے پھیلانے کا بیان

اسلامی شریعت نے جھوٹی خبروں، غلط باتوں، گمراہ کن نظریات اور افواہوں سے نمٹنے کے لیے کئی طریقے اختیار کیے ہیں، ان میں سے سب سے بنیادی اور اہم جھوٹ کے خلاف اعلانِ جنگ ہے کیونکہ افواہوں کی بنیاد جھوٹ ہے، جھوٹ ہی اس کی پشت پناہی پر کام کرتا ہے اور جھوٹ ہی اس کی سب سے بڑی دلیل ہے اور یہ ایسے لوگوں کا کام ہے جو واقعات کو الٹ کر بیان کرتے ہیں، خلاف حقیقت بات کرتے ہیں اور حقائق کو اپنی مرضی کے مطابق ڈھال کر پیش کرتے ہیں۔ شریعت نے ان لوگوں کو شتر بے مہار نہیں چھوڑا کہ جس کی عزت چاہیں، چھین لیں اور جس کی آبرو چاہیں، نوچ ڈالیں۔ بلکہ اس فعل کی شدید مذمت کی ہے اور اس کو حرام قرار دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جھوٹ کی حرمت کے دلائل تواتر سے منقول ہیں۔ آخرت میں ملنے والی شقاوت اور بدنصیبی تو الگ ہے جھوٹا انسان دنیا میں بھی خدائی رہنمائی، یعنی ہدایت سے محروم رہتا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ كَٰذِبٌ كَفَّارٌ ﴾ (الزمر: 3)

”بے شک اللہ تعالیٰ جھوٹے اور ناشکرے کو ہدایت نصیب نہیں کرتا۔“

مزید فرمایا:

﴿ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ ﴾ (الاسراء: 36)

”جس بات کی تجھے خبر ہی نہ ہو اس کے پیچھے مت پڑو۔“

یعنی بدگمانی مت کرو، کسی کی ٹوہ میں مت رہو اور جس چیز کا علم نہیں، اس پر عمل مت کرو۔ جھوٹ سے اپنا دامن بچا کر سچے لوگوں کا ساتھ دینے کا حکم یوں دیا:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ ءَامَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّٰدِقِينَ ﴾ (التوبہ: 119)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچ بولنے والوں کے ساتھ رہو۔''

جھوٹ کی سنگینی اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتی ہے کہ جھوٹا انسان بالآخر جنت سے محروم ہو جاتا ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِي إِلَى الْبِرِّ وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِي إِلَى الْجَنَّةِ وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَصْدُقُ حَتَّى يَكُونَ صِدِّيقًا وَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِي إِلَى الْفُجُورِ وَإِنَّ الْفُجُورَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَكْذِبُ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللَّهِ كَذَّابًا.)) ❶

''بلاشبہ سچ آدمی کو نیکی کا راستہ دکھاتا ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے، ایک شخص سچ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ صدیق کا لقب اور مرتبہ حاصل کر لیتا ہے، یقیناً جھوٹ برائی کی طرف لے جاتا ہے اور برائی جہنم کی طرف لے جاتی ہے اور ایک شخص جھوٹ بولتا رہتا ہے، یہاں تک کہ وہ اللہ کے ہاں جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔''

اور ایک دوسری حدیث میں ہے:

((الصدق طمانينة والكذب ريبة.)) ❷

''سچائی طمانیت اور جھوٹ شک وشبہ کا نام ہے۔''

یہی وجہ ہے کہ اسلام نے اس بات کی سخت تاکید کی ہے کہ جب تمھیں کوئی خبر ملے تو پہلی فرصت میں اس کی تحقیق اور چھان بین کرو، مبادا لاعلمی میں تم کسی پر ظلم کر بیٹھو اور وہ اللہ کی ناراضگی کا سبب بن جائے، چنانچہ فرمایا:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَن تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ ۝ ﴾ (الحجرات: 6)

---

❶ صحيح البخاري: 6094.

❷ سنن الترمذي: 2518، (حسن صحيح)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اے ایمان والو! اگر تمھیں کوئی فاسق خبر دے تو تم اس کی اچھی طرح تحقیق کرلیا کرو ایسا نہ ہو کہ نادنی میں کسی قوم کو ایذا پہنچا دو، پھر اپنے کیے پر پشیمانی اٹھاؤ۔"

اس آیت میں ایک نہایت ہی اہم اصول بیان فرمایا گیا ہے کہ ہر فرد کی یہ ذمہ داری کہ اس کے پاس جو بھی خبر یا اطلاع آئے بالخصوص بدکردار، فاسق اور مفسد قسم کے لوگوں کی طرف سے تو پہلے اس کی تحقیق کی جائے تاکہ غلط فہمی میں کسی کے خلاف کوئی قدم نہ اٹھے۔ یہ غلط فہمی، بدگمانی اور شکوک وشبہات ہی ان افواہوں کو ہوا دیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ شریعت نے اس کا سدباب کرنے کے لیے بدگمانی کو سب سے جھوٹی بات کہا ہے، فرمایا:

﴿ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ ﴾

(الحجرات:12)

"اے ایمان والو! بہت بدگمانیوں سے بچو، یقین مانو کہ بعض بدگمانیاں گناہ ہیں۔"

مطلب یہ ہے کہ اہل خیر واہل صلاح وتقویٰ کے بارے میں ایسے گمان رکھنا جو بے اصل ہوں اور تہمت وافتراء کے ضمن میں آتے ہوں، ناجائز اور حرام ہیں اور حدیث میں اس میں اکذب الحدیث (سب سے بڑا جھوٹ) کہہ کر اس سے بچنے کی تاکید کی گئی ہے، چنانچہ فرمایا:

((اياكم والظن فان الظن اكذب.)) [1]

"بدگمانی سے بچو، یقیناً بدگمانی سب سے بڑا جھوٹ ہے۔"

البتہ یہاں پر یہ بات ذہن نشین رہے کہ اس سے مراد وہ بدگمانی نہیں ہے جو فسق وفجور میں مبتلا لوگوں کے گناہوں کی وجہ سے اور ان کے گھناؤنے کردار کی وجہ سے ہوتی ہے، جیسا کہ امام قرطبی نے اپنی تفسیر میں نقل کیا ہے:

"ان الظن القبيح بمن ظاهره الخبر لا يجوز وانه لا حرج في الظن القبيح بمن ظاهره القبيح." (تفسير القرطبي)

---

[1] بخاری.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''جس کا ظاہر اچھا اس کے بارے میں بدگمانی جائز نہیں، البتہ جس کا ظاہر برا ہے اس کے بارے میں بدگمانی کرنے میں کوئی حرج نہیں۔''

جھوٹ اور ایک منافق کا کردار:

جھوٹ بولنا منافق کی سب سے بڑی علامت ہے۔ وہ جھوٹ کے سہارے اپنے نفاق کو کسی پر ظاہر نہیں ہونے دیتا۔ وہ جھوٹ کے ذریعے سے ہر کسی کو مطمئن رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے منافق کی نشانیاں بیان کرتے ہوئے جھوٹ کو سرفہرست بیان کیا ہے، فرمایا:

((آية المنافق ثلاث: اذا حدث كذب واذا وعد اخلف واذا ائتمن خان.)) ❶

''منافق کی تین علامات ہیں: جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے، خلاف ورزی کرے اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔''

نفاق کے بعد منافقین کی سب سے گھناؤنی اور خطرناک حرکت یہی جھوٹی باتیں پھیلانا ہے۔ مختلف قسم کی افواہیں پھیلا کر وہ مسلمانوں کو اسلام سے ہٹانے کی کوشش کرتے ہیں۔ جھوٹے پروپیگنڈے کرکے وہ اہل ایمان کے دلوں میں شکوک وشبہات پیدا کرتے ہیں۔ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے ان کی اس خوئے بد کا تذکرہ یوں کیا ہے:

﴿لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّ الْمُرْجِفُوْنَ فِي الْمَدِيْنَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَآ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ مَّلْعُوْنِيْنَ ۚ اَيْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَ قُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا ۝﴾ (الاحزاب: 60تا61)

''اگر یہ منافق اور وہ جن کے دلوں میں بیماری ہے اور وہ لوگ جو مدینے میں غلط افواہیں اڑانے والے ہیں، باز نہ آئے تو ہم آپ کو ان (کی تباہی) پر مسلط کردیں گے، پھر وہ چند دن ہی آپ کے ساتھ اس (شہر) میں رہ سکیں گے۔ ان

❶ بخاری: 33.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر پھٹکار برسائی گئی جہاں بھی جائیں پکڑے جائیں اور خوب ٹکڑے ٹکڑے کر دیے جائیں۔''

کچھ علماء نے تو اس آیت کو بددعا پر محمول کیا ہے جبکہ بعض دوسرے علماء کا کہنا ہے کہ یہ منافقین کے بارے میں حکم ہے۔ (فتح القدیر)

رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں بھی دین اسلام کو سب سے زیادہ نقصان ان منافقین کی طرف سے پہنچا۔ خود رسول اللہ ﷺ سخت پریشان اور مضطرب رہے جب منافقین نے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے دامن عفت و عزت کو داغ دار کرنا چاہا لیکن اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی براءت نازل فرما کر ان کی پاکدامنی کو واضح کر دیا اور جھوٹی افواہیں پھیلانے والوں کو قیامت تک کے لیے ذلیل و رسوا کر دیا۔ اس واقعہ کا پس منظر مختصراً بیان کیا جاتا ہے تاکہ ان منافقین کا گھٹیا کردار بھی ہمارے سامنے آجائے۔

حکم حجاب کے بعد غزوہ بنی مصطلق سے واپسی پر نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مدینہ کے قریب ایک جگہ قیام کیا، صبح کو جب وہاں سے روانہ ہوئے تو سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ہودج اہل قافلہ نے یہ سمجھ کر اونٹ پر رکھ دیا کہ اُمّ المومنین اس کے اندر ہی ہوں گی اور وہاں سے روانہ ہوگئے حالانکہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا قضائے حاجت کے لیے باہر گئی ہوئی تھیں، وہاں ان کا ہار گر گیا جس کی تلاش میں انھیں دیر ہوگئی۔ جب واپس آئیں تو دیکھا کہ قافلا چلا گیا تو یہ سوچ کر وہیں لیٹ رہیں کہ جب ان کو میری غیر موجودگی کا علم ہوگا تو تلاش کے لیے واپس آئیں گے۔ تھوڑی دیر کے بعد صفوان بن معطل سلمی رضی اللہ عنہ آ گئے جن کی ذمہ داری یہی تھی کہ قافلے کی رہ جانے والی چیزیں سنبھالیں۔ انھوں نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو حکم حجاب سے پہلے دیکھا ہوا تھا۔ انھیں دیکھتے ہی انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور سمجھ گئے کہ قافلہ غلطی سے یا لاعلمی میں سیّدہ اُمّ المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہیں چھوڑ کر آگے چلا گیا ہے، چنانچہ انھوں نے انھیں اونٹ پر بٹھایا اور خود نکیل تھامے پیدل چلتے قافلے کو جا ملے۔ منافقین نے جب سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس طرح بعد میں سیّدنا صفوان رضی اللہ عنہ کے ساتھ آتے دیکھا تو اس موقع کو بہت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غنیمت جانا اور رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی نے کہا کہ یہ تنہائی اور علیحدگی بے سبب نہیں، یوں انھوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو سیدنا صفوان رضی اللہ عنہ کے ساتھ مطعون کر دیا حالانکہ وہ دونوں ان باتوں سے یکسر بے خبر تھے۔ (بخاری)

یہ ایک انتہائی اہم موڑ تھا، ایک طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہلیہ محترمہ ہیں جن کو مطعون کرنا خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی کو مطعون کرنا ہے جس کی زد براہ راست دین اسلام پر پڑتی ہے۔ اس سے بڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک مہینہ تک وحی نازل نہیں ہوئی جس سے آپ کی بے قراری اور پریشانی میں مزید اضافہ ہو گیا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی ذات پر اس واقعہ کا اثر انتہائی شدید تھا۔ جونہی انھیں خبر ہوئی، بیہوش ہو گئیں۔ افاقہ ہوا تو سخت بخار تھا اور آنکھوں میں آنسو تھے کہ تھمنے کا نام نہ لیتے تھے۔

خود بیان کرتی ہیں کہ مجھے یوں محسوس ہونے لگا رو رو کر میرا کلیجہ پھٹ جائے گا اور پھر منافقین نے ان افواہوں کو خوب ہوا دی اور مسلمانوں کو اسلام سے متنفر کرنے کی سرتوڑ کوشش کی۔ ایک مہینے کی کشمکش اور بے چینی کے بعد اللہ تعالیٰ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی براءت نازل فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے اس پاک دامن، شریف النسب اور عفت و عصمت کے پیکر کو ایسا بری قرار دیا کہ ان کی عظمت شان اور ان کے خاندان کا شرف و فضل نمایاں تر ہو گیا اور منافقین کے منہ پر ذلت و رسوائی کا ایسا طمانچہ پڑا کہ قیامت تک ہر مسلمان ان کے ملعون ہونے کی گواہی دیتا رہے گا، چنانچہ فرمایا:

﴿إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنكُمْ ۚ لَا تَحْسَبُوهُ شَرًّا لَّكُم ۖ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُم مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْإِثْمِ ۚ وَالَّذِي تَوَلَّىٰ كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿١١﴾﴾ (النور: 11)

”جو لوگ یہ بہت بڑا بہتان باندھ لائے ہیں یہ بھی تم میں سے ہی ایک گروہ ہے۔ تم اسے اپنے لیے برا نہ سمجھو بلکہ یہ تو تمھارے حق میں بہتر ہے۔ ہاں ان میں سے ہر ایک شخص پر اتنا گناہ ہے جتنا اس نے کمایا اور ان میں سے جس نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے بہت بڑے حصے کو سر انجام دیا اس کے لیے عذاب بھی بہت بڑا ہے۔''

اس آیت میں جو سخت ترین عذاب کی وعید سنائی گئی ہے اس کا مخاطب عبد اللہ بن ابی بن سلول ہے۔ یہ منافقوں کا سردار اور اندرونی طور پر اسلام کا سب سے بڑا دشمن تھا۔ اس نے مار آستین بن کر اسلام اور مسلمانوں کو ہر لمحہ اور موقع ڈسنے کی کوشش کی۔ اس کا سب سے بڑا مقصد زندگانی یہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ کی سرداری ختم ہو جائے اور اسے اس کا تاج دوبارہ مل جائے، لہٰذا اس نے ہر وہ طریقہ آزمایا جس سے رسول اللہ ﷺ کی ذات پر حرف آ سکتا تھا اور ہر وہ جھوٹا پروپیگنڈا کیا جو رسول اللہ ﷺ اور اسلام کے لیے باعث نقصان ثابت ہو سکتا تھا، اس کے اس گھٹیا کردار کا نمونہ ایک اور موقع پر یوں سامنے آیا:

غزوہ مریسیع یا غزوہ بنی مصطلق میں ایک مہاجر اور ایک انصاری کا جھگڑا ہو گیا، دونوں نے اپنی اپنی حمایت کے لیے انصار اور مہاجرین کو پکارا۔ مہاجر نے کہا: اے مہاجرین! اور انصاری نے آواز دی: اے انصار! جب معاملہ سنگین ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ کو اس کی اطلاع دی گئی، آپ نے فرمایا: ''یہ تو جاہلیت والا طریقہ ہے۔'' اس طرح معاملہ رفع دفع ہو گیا۔ عبد اللہ بن ابی منافق نے اس موقع کو غنیمت جانا اور انصار سے کہا کہ تم نے مہاجرین کی مدد کی، ان کو اپنے ساتھ رکھا، اب دیکھ لو، اس کا نتیجہ تمھارے سامنے آ رہا ہے، یعنی یہ لوگ تمھارا کھا کر تمھی پر غرا رہے ہیں۔ ان کا علاج تو یہ ہے کہ ان پر خرچ کرنا بند کر دو، یہ اپنے آپ تتر بتر ہو جائیں گے نیز اس نے یہ بھی کہا کہ ہم (جو عزت والے ہیں) ان (ذلیلوں) کو مدینہ سے نکال دیں گے۔ سیّدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے یہ کلمات خبیثہ سن لیے اور انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو آ کر بتایا۔ آپ نے عبد اللہ بن ابی کو بلا کر پوچھا تو اس نے صاف انکار کر دیا۔ جس پر سیّدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کو سخت ملال ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے سیّدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی صداقت کے اظہار کے لیے پوری سورۂ منافقون نازل فرما دی، جس میں عبد اللہ بن ابی کے کردار کو پوری طرح طشت از بام کر دیا گیا۔ [1]

[1] صحیح بخاری: 4900.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث پر غور کریں تو ایک منافق، اس کا ذہنی رجحان، اس کا کردار اور اس کی شخصیت کے تمام پہلو بالکل نکھر کر سامنے آجاتے ہیں۔ اوّل تو مہاجرین اور انصار کی اس کشمکش میں ان منافقین کو کوئی حق نہیں تھا کہ وہ اس میں کسی بھی طرح شامل ہوں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فریقین میں صلح کرادی معاملہ رفع دفع ہوگیا، غصہ ٹھنڈا ہوگیا اور دل آئینے کی طرح صاف ہوگئے۔ ان ساری باتوں کے باوجود بھی عبد اللہ بن ابی انصار کو بھڑکاتا ہے، لگی لپٹی باتیں سنا کر طیش دلاتا ہے، جھوٹ بول کر ان کے کان بھرتا ہے اور سب سے بڑھ کر ان کو اپنی حمایت کا مکمل یقین دلاتا ہے۔ اس سے گرا ہوا کردار اور اس سے رذیل ترین حرکت اور کیا ہوسکتی ہے؟ یہاں بھی ان بے اصل باتوں اور جھوٹے پروپیگنڈے سے عبد اللہ بن ابی کا مقصد یہی تھا کہ انصار اور مہاجرین کی صلح، جنگ و جدال میں اور بھائی چارہ پھر سے دشمنی میں بدل جائے۔ مدینے سے مہاجرین بشمول رسول اللہ ﷺ کو نکال دیا جائے تاکہ اسے اس کی سرداری دوبارہ مل جائے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے اس نے جھوٹ بولا، جھوٹ کو چھپانے کے لیے رسول اللہ ﷺ کے سامنے اپنی بات سے پھر گیا، جھوٹے پروپیگنڈے کے ذریعے سے انصار کے کان بھرے، مہاجرین کو حقیر جانا، خود کو عزت دار کہا اور اپنی جھوٹی عزت کے بل پر انصار کو اپنی حمایت کا یقین دلایا۔ یہ ساری باتیں ہی افواہوں کا دوسرا نام ہے۔

اگر انصاف کی نظر سے دیکھا جائے تو ہر زمانے میں افواہیں پھیلانے میں منافقین پیش پیش رہے۔ منافقت ہی نے افراد کے درمیان صلح و آشتی کی بیخ کنی کی، اسی نے معاشروں کے امن و سلامتی کو غارت کیا، اسی کی وجہ سے ہنستے بستے گھر اجڑ گئے اور یہی وہ نفاق ہے جس نے اسلام اور مسلمانوں کی پیٹھ میں ایسا خنجر گھونپا ہے کہ جس کا زخم آج تک مندمل نہیں ہوسکا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ منافق کے دو چہرے اور دو رخ ہوتے ہیں۔ یہی دورخی افراد میں شکوک و شبہات کا بیج بوتی ہے، لوگ مختلف اوہام کا شکار ہوتے ہیں، ایک دوسرے کے بارے میں مختلف گمان اور سوچیں پیدا ہوتی ہیں، منفی خیالات ذہن میں جنم لیتے ہیں۔ اس دوران میں یہ منافق شخص جھوٹ اور خلافِ حقیقت باتوں سے اس پودے کی آبیاری کرتا رہتا ہے جو بالآخر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تناور درخت بن کر لوگوں کو باہم تلواریں سونت لینے پر مجبور کر دیتا ہے۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جھوٹی اور بے اصل باتیں بیان کرنے کی سزا:

((انّه رأى فِي المنام، أنه مُرّ به مع ملكين عَلَى رَجُلٍ مُسْتَلْقٍ لِقَفَاهُ، وَإِذَا آخرُ قَائِمٌ عَلَيْهِ بِكَلُّوبٍ مِنْ حَدِيدٍ، وَإِذَا هُوَ يَأْتِي أَحَدَ شِقَّيْ وَجْهِهِ؛ فَيُشَرْشِرُ شِدْقَهُ إِلَى قفاهُ، وَمَنْخِرَهُ إِلَى قَفَاهُ، وَعَيْنَهُ إِلَى قفاهُ، قَالَ وَرُبَّمَا قَالَ أَبُو رَجَاءٍ فَيَشُقُّ قَالَ ثُمَّ يَتَحَوَّلُ إِلَى الْجَانِبِ الْآخَرِ فَيَفْعَلُ بِهِ مِثْلَ مَا فَعَلَ بِالْجَانِبِ الْأَوَّلِ، فَمَا يَفْرُغُ مِنْ ذَلِكَ الْجَانِبِ حَتَّى يَصِحَّ ذَلِكَ الْجَانِبُ كَمَا كَانَ، ثُمَّ يَعُودُ عَلَيْهِ؛ فَيَفْعَلُ مِثْلَ مَا فَعَلَ الْمَرَّةَ الْأُولَى، قَالَ: قُلْتُ: سُبْحَانَ اللَّهِ مَا هَذَانِ؟ قَالَ: قَالَا لِي: إِنَّ الرَّجُلُ الَّذِي أَتَيْتَ عَلَيْهِ يُشَرْشَرُ شِدْقُهُ إِلَى قَفَاهُ، وَمَنْخِرُهُ إِلَى قفاهُ، وَعَيْنُهُ إِلَى قَفَاهُ؛ فَإِنَّهُ الرَّجُلُ يَغْدُو مِنْ بَيْتِهِ؛ فَيَكْذِبُ الْكَذْبَةَ تَبْلُغُ الْآفَاقَ.)) [1]

''نبی اکرم ﷺ نے خواب میں دیکھا کہ ''دو فرشتے آپ کو لے کر ایک ایسے شخص کی جانب چلے جو اپنی گدی کے بل چت لیٹا ہوا تھا اور اس کے پاس ایک اور شخص (فرشتہ) لوہے کی قینچی لیے کھڑا تھا، وہ اس کے منہ کے ایک طرف جا کر اس کا جبڑا گدی تک پھاڑ ڈالتا، نتھنے اور آنکھ کو بھی اسی طرح گدی تک چیر دیتا، پھر دوسری جانب پلٹ کر ایسا ہی کرتا تھا جیسا کہ پہلی جانب کیا تھا اور ایک طرف چیر کر فارغ نہیں ہوتا کہ دوسری طرف کا حصہ بالکل درست ہو کر اپنی اصلی حالت پر آ جاتا تھا، پھر وہ اس کی طرف دوبارہ پلٹ کر اس کو چیر ڈالتا جس طرح

[1] صحيح البخاري: 7047.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلی بار چیرا تھا، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اس پر میں نے اپنے ساتھ والے دونوں فرشتوں سے پوچھا: سبحان اللہ! یہ دونوں شخص کون ہیں؟ تو ان دونوں نے مجھ سے کہا کہ وہ شخص جس کے پاس آئے اور جس کا جبڑا اور نتھنے گدی تک چیرا جارہا تھا وہ ایسا شخص ہے جو صبح اپنے گھر سے نکلتا اور ایسا جھوٹ بولتا جو دور دور تک پھیل جاتا۔"

اس لیے آدمی پر یہ واجب و لازم ہے کہ ایسی بات بولنے سے بچیں جو افواہوں کو ہوا دینے کا سبب بنے، اپنی زبان سے وہی کلمات ادا کرے جو اللہ کی رضا کا باعث ہوں اور ان باتوں سے بچے جو اس کی ناراضگی کا سبب بنیں۔ چونکہ انسانی عزت براہ راست افواہوں کی زد میں آتی ہے، اس لیے اس کے تحفظ کے لیے انتہائی سنجیدگی اختیار کی گئی ہے۔ بسا اوقات انسان کے منہ سے ایسی بات نکل جاتی ہے جس سے انسانی عزت و حرمت کا تقدس پامال ہو جاتا ہے اور لاشعوری طور پر اس کے منہ سے نکلا ہوا یہ ایک کلمہ اس کی تباہی کا پیش خیمہ بن جاتا ہے، اس بڑی تباہی سے آگاہ کرنے کے لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مَا يَتَبَيَّنُ فِيهَا يَزِلُّ بِهَا فِي النَّارِ أَبْعَدَ مِمَّا بَيْنَ الْمَشْرِقِ .)) ❶

"آدمی اپنی زبان سے ایک بات بولتا ہے اور اس کے متعلق سوچتا نہیں (کہ کتنی کفر اور بے ادبی کی بات ہے) جس کی وجہ سے وہ جہنم کے گڑھے میں اتنی دور گرتا ہے جتنا پچھم سے پورب کا فاصلہ ہے۔"

اسی طرح ایک دوسری روایت میں فرمایا:

((ان العبد ليتكلم بالكلمة من سخط الله لا يلقى لها بالا فيهوى بها فى نار جهنم .)) ❷

---

❶ صحيح البخاري : 6477، صحيح مسلم 8892.

❷ صحيح بخاري.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''بندہ اللہ کی ناپسندیدہ باتوں میں سے کوئی بات زبان سے نکالتا ہے، وہ اس کی پرواہ نہیں کرتا تو وہ اسی کی وجہ سے جہنم میں جا گرتا ہے۔''

اس کے برعکس جس انسان کی زبان سے اچھے کلمات جاری ہوں، وہ بولنے سے پہلے سوچنے کی صلاحیت کو بروئے کار لائے کہ اس کے یہ الفاظ کسی کے دردِ دل کا سامان تو نہیں بنیں گے یا ان کلمات کی وجہ سے کسی کی عزت تو داؤ پر نہیں لگے گی تو بسااوقات اس کے منہ سے نکلے ہوئے ایک کلمے کی اللہ کے ہاں اتنی وقعت ہوتی ہے کہ وہی ایک بات اس کی نجات کا ذریعہ بن جاتی ہے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((ان العبد ليتكلم بالكلمة من رضى الله لا يلقى لها بالا يدخل بها فى الجنة .))❶

''بسا اوقات انسان اللہ کے پسندیدہ کلمات میں سے کوئی کلمہ ادا کرتا ہے وہ اس کی پرواہ نہیں کرتا تو وہ اسی کی وجہ سے جنت میں داخل ہو جائے گا۔''

لہٰذا انسان کو حزم واحتیاط سے کام لینا چاہیے، جھوٹ اور بے اصل واقعات سے دامن بچا کر رہنا چاہیے اور اس کے منہ سے صرف وہی بات نکلنی چاہیے جو سیدھی، سچی اور صاف ہو۔

خلاصہ بحث:

1: افواہوں کو سب سے مستحکم بنیاد جھوٹ فراہم کرتا ہے جو کہ اسلام میں بہت بڑا جرم اور کبیرہ گناہ ہے۔

2: جھوٹ بولنا منافقوں کی سب سے نمایاں علامت ہے۔

3: افواہیں پھیلانا منافقوں کا کام ہے۔

4: جھوٹ بولنے والے اور جھوٹا پروپیگنڈا کرنے والے کے لیے سخت عذاب کی وعید ہے۔

❶ صحیح بخاری

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

دوسرا مبحث:

افواہوں کو رواج دینے کا بیان

اسلامی شریعت کا مزاج ہے کہ جو بھی خبر یا بات پہنچے اس کی بنیاد معلوم ہو۔ یہی وجہ ہے کہ رواروی اور بے سروپا عزت کی حوصلہ افزائی نہیں کی گئی بلکہ ایسا طرز عمل انسان کے لیے بہت بڑا عیب اور اس کے کردار کو مجروح بنا دیتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسی ایک خصلت کو انسان کے جھوٹا اور بے یقین ہونے کے لیے کافی قرار دیا ہے، فرمایا:

((كَفَى بِالْمَرْءِ كَذِبًا أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ .)) ❶

"آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات (بلا تحقیق) بیان کرے۔"

ایک دوسری حدیث میں آپ ﷺ فرماتے ہیں:

((مَنْ حَدَّثَ عَنِّي حَدِيثًا، وَهُوَ يُرَى أَنَّهُ كَذِبٌ؛ فَهُوَ أَحَدُ الْكَاذِبِينَ .)) ❷

"جس نے میری طرف سے کوئی حدیث بیان کی اور وہ سمجھتا ہے کہ یہ جھوٹ ہے تو وہ بھی جھوٹ بولنے والوں میں سے ایک ہے۔"

اسلامی شریعت نے اگرچہ مباح اور جائز بات کہنے کی اجازت دی ہے لیکن ساتھ ساتھ اس بات کی تلقین و ترغیب بھی دی ہے کہ صرف وہی بات کی جائے جو نفع بخش اور مفید ہو، جیسا کہ نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں:

((وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ؛ فَلْيَقُلْ خَيْرًا، أَوْ

---

❶ صحيح مسلم :5.

❷ صحيح مسلم : مقدمه : 1.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لِيَصْمُتْ .)) [1]

”جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان و یقین رکھتا ہو وہ بھلی بات کہے یا خاموش رہے۔“

ایسا اس لیے ہے کہ انسان کے منہ سے نکلی ہوئی باتیں اس کے نامہ اعمال میں لکھی جاتی ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ ۝١٨﴾ (ق : 18)

”(انسان) منہ سے جو لفظ بھی نکالتا ہے، اس کے پاس نگہبان (فرشتے اسے لکھنے کے لیے) تیار رہتے ہیں۔“

افواہوں کی ترویج دراصل فواحش ومنکرات کی ترویج ہے۔ جو شخص جھوٹے پروپیگنڈے کا علمبردار ہے اسے جان لینا چاہیے کہ وہ حقیقی معنوں میں فحاشی، بے حیائی اور برائی کی اشاعت کر رہا ہے کیونکہ انسانی فطرت ہے کہ اس وقت اس کے دل میں برائی کے خلاف نفرت کم پڑ جاتی ہے جب اس کے علم میں یہ بات آتی ہے کہ لوگوں کی اکثریت اور ایک بہت بڑی تعداد اس برائی کے فعل کا ارتکاب کر رہی ہے، پھر رفتہ رفتہ وہ خود بھی بڑی اس برے فعل کا مرتکب بن جاتا ہے۔ بنی اسرائیل میں بھی یہی خوئے بدتھی کہ وہ ایک مرتبہ اپنے دوسرے بھائی کو برائی سے منع کرتے اگر وہ باز نہ آتا تو چند دنوں بعد خود اس کے شریک بن جاتے۔ لہٰذا افواہیں پھیلانے والے کی ان باتوں سے بہت سے لوگ خصوصاً سادہ لوح عوام متاثر ہوکر اس بات کے قائل ہو جائیں گے۔ جب لوگوں کا ایک جم غفیر اس غلط بات پر عمل کرے گا تو لامحالہ اس کے دل میں برائی کے خلاف نفرت کم پڑ جائے گی جس سے اس بات کا قوی اندیشہ پیدا ہو جاتا ہے کہ وہ بخوشی اسے برے کام کو کرنے کا اقدام کرے گا، یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے افواہوں اور پروپیگنڈوں کی ترویج کو قبیح گناہ (زنا) کے پھیلانے کے زمرے میں رکھا ہے، جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

---

[1] صحيح البخاري : 6019، وصحيح مسلم : 48.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۙ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ؁﴾

(النور :19)

''جو لوگ مسلمانوں میں بے حیائی پھیلانے کے خواہاں رہتے ہیں، ان کے لیے دنیا و آخرت میں دردناک عذاب ہے، اللہ سب کچھ جانتا ہے اور تم کچھ بھی نہیں جانتے۔''

اس آیت کی تفسیر میں معروف مفسر حافظ ابن کثیر نے فرمایا ہے:

"هذا تأديب ثالث لمن سمع شيئا من الكلام السيئ فقام بذهنه شيئ منه، فل يتكلم به ولا يكثر منه ولا يشيعه ولا يذيعه فقد قال تعالىٰ: ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ أي يختارون ظهور الكلام عنهم القبيح ."❶

''اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ اس انسان کے لیے تیسری بار تادیب ہے جس نے غلط بات سنی اور اس کے کچھ اثرات اس کے ذہن میں باقی رہ گئے (تو اس پر لازم ہے کہ) وہ نہ تو اس کو اپنی زبان سے بیان کرے، نہ اس میں اضافہ کرے اور نہ اس کی اشاعت و ترویج کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ (النور: 19) ''جو لوگ مسلمانوں میں بے حیائی پھیلانا پسند کرتے ہیں۔'' یعنی وہ پسند کرتے ہیں کہ ان کی جانب سے قبیح و بے تکی باتیں ظہور پذیر ہوں۔''

فاحشہ کے معنی بے حیائی کے ہیں اور قرآن نے بدکاری کو بھی فاحشہ قرار دیا ہے۔ (بنی اسرائیل) اور یہاں بدکاری کی ایک جھوٹی خبر کی اشاعت کو بھی اللہ تعالیٰ نے بے حیائی سے

❶ تفسیر ابن کثیر 285/3.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعبیر کیا ہے اور اسے دنیا و آخرت میں عذاب الیم کا باعث قرار دیا ہے جس سے بے حیائی کے بارے میں اسلام کے مزاج کا اور اللہ تعالیٰ کی منشا کا اندازہ ہوتا ہے کہ محض بے حیائی کی ایک جھوٹی خبر کی اشاعت عند اللہ اتنا بڑا جرم ہے تو جو لوگ دن رات ایک مسلمان معاشرے میں اخبارات، ریڈیو، ٹی وی اور فلموں کے ذریعے سے بے حیائی پھیلا رہے ہیں اور گھر گھر اسے پہنچا رہے ہیں اللہ کے ہاں یہ لوگ کتنے بڑے مجرم ہوں گے؟ اور ان اداروں میں کام کرنے والے ملازمین کیونکر اشاعت فاحشہ کے جرم سے بری الذمہ قرار پائیں گے؟ اسی طرح اپنے گھروں میں ٹی وی لا کر رکھنے والے، جس سے ان کی آئندہ نسلوں میں بے حیائی پھیل رہی ہے وہ بھی اشاعت فاحشہ کے مجرم کیوں نہیں ہوں گے؟ اور یہی معاملہ فواحش و منکرات سے بھرپور روزنامہ اخبارات کا ہے کہ وہ بھی اشاعت فاحشہ کا ہی سبب ہیں یہ بھی عند اللہ جرم ہوسکتا ہے۔ کاش! مسلمان اپنی ذمہ داریوں کا احساس کریں اور اس بے حیائی کے طوفان کو روکنے کے لیے اپنی مقدور بھر سعی کریں۔ واقعہ افک میں اللہ تعالیٰ نے جھوٹی افواہ پھیلانے والوں کی مذمت کی جنھوں نے اس منکر افواہ کو رواج دیا، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ لَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَتُهٗ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِيْ مَاۤ اَفَضْتُمْ فِيْهِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿١٤﴾ اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ وَ تَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّ تَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا ۖ وَّ هُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ ﴿١٥﴾ وَ لَوْ لَاۤ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَاۤ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا ۖ سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ ﴿١٦﴾ يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖۤ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١٧﴾﴾ (النور: 14تا17)

”اگر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر دنیا و آخرت میں نہ ہوتی تو یقیناً تم نے جس بات کے چرچے شروع کر رکھے تھے اس بارے میں تمھیں بہت بڑا عذاب پہنچتا، جبکہ تم اسے اپنی زبانوں سے نقل در نقل کرنے لگے اور اپنے منہ سے وہ بات نکالنے لگے جس کی تمھیں مطلق خبر نہ تھی، گو تم اسے ہلکی بات سمجھتے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

رہے، لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ بہت بڑی بات تھی، تم نے ایسی بات کو سنتے ہی کیوں نہ کہہ دیا کہ ہمیں ایسی بات منہ سے نکالنی بھی لائق نہیں، یا اللہ! تو پاک ہے، یہ تو بہت بڑا بہتان اور تہمت ہے، اللہ تعالیٰ تمھیں نصیحت کرتا ہے کہ پھر کبھی ایسا کام نہ کرنا اگر تم سچے مومن ہو۔''

اللہ تعالیٰ نے ان کے اس فعل کو انتہائی بلیغ انداز میں یوں بیان کیا ہے: ﴿ إِذْ تَلَقَّوْنَهُ بِأَلْسِنَتِكُمْ ﴾ ''جب تم اس کو زبانوں سے نقل کر رہے تھے۔'' حالانکہ کوئی بھی خبر ہو انسان پہلے کان سے سنتا ہے، پھر زبان سے اس کی تعبیر کرتا ہے۔ چونکہ ان لوگوں نے ان افواہوں اور خبروں کے صحیح یا غلط ہونے کے بارے میں غور وفکر نہیں کیا بلکہ جونہی خبر پہنچی زبان سے بیان کردی بجائے اس کے کہ وہ خبر ان کے کانوں پر سے گزرتی وہ اس کو توجہ سے سنتے یا ان کی عقل پر گزرتی وہ اس پر غور کرتی۔ جب ایسا نہیں ہوا بلکہ وہ خبر براہ راست ان کی زبان تک پہنچی اور زبان نے بلا تامل اس کو بیان کردیا تو اللہ تعالیٰ نے بھی زبان کے کردار کو نمایاں کرکے بیان کردیا۔ یہ قرآن کی فصاحت و بلاغت کا انتہائی اعلیٰ نمونہ ہے۔ ان آیات کی تفسیر میں مشہور تابعی امام سعید بن جبیر فرماتے ہیں:

"فی هذه الآية عبرة عظيمة لجميع المسلمين إذا كانت فيهم خطيئته ، فمن اعان عليها بفعل او كلام او عرض لها او أعجبه ذلك او رضي به فهو في تلك الخطيئة على قدر ما كان منه ." [1]

''اس آیت کریمہ میں تمام مسلمانوں کے لیے بڑی عبرت و نصیحت ہے کہ اگر اُن میں کوئی برائی پائی جاتی ہو تو جس شخص نے بھی اس برائی میں اپنے قول وفعل یا مال و دولت سے حصہ لیا، اس کے پھیلنے میں مدد کی یا اسے پسند کیا اور سراہا اور اس سے اپنی خوشی اور رضامندی ظاہر کی تو وہ اس گناہ میں بقدر حصہ ذمہ دار ہوگا۔''

[1] الدر المنثور 153/6.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیسرا مبحث:

افواہوں کی تصدیق کرنے کا بیان

اسلام ایک باوقار اور پر امن معاشرے کی تشکیل چاہتا ہے جہاں آپس میں مودت و محبت ہو، پیار اور انس ہو۔ ایک دوسرے کے بارے میں ذہن ہر قسم کے گندے خیالات سے صاف ہو، سوءظن کے بجائے حسن ظن اور اچھی اور مثبت سوچ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ ایسا پرسکون اور صحت افزا ماحول پیدا کرنے کے لیے اس نے چھوٹے پروپیگنڈے اور افواہوں کی ہر قسم پر حوصلہ شکنی ہے۔ مسلمانوں کو ان ظنون اور اوہام فاسدہ سے بچانے کے لیے مختلف تدابیر اختیار کی ہیں، چند تدابیر درج ذیل ہیں:

(1)......جھوٹی باتیں پھیلانے اور اس کی تصدیق کرنے والوں کی خوب مذمت کی ہے تاکہ وہ اس فعل شنیع سے باز آجائیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿لَوْ خَرَجُوْا فِيْكُمْ مَّا زَادُوْكُمْ اِلَّا خَبَالًا وَّ لَاْ اَوْضَعُوْا خِلٰلَكُمْ يَبْغُوْنَكُمُ الْفِتْنَةَ ۚ وَفِيْكُمْ سَمّٰعُوْنَ لَهُمْ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ۝﴾

(التوبہ : 47)

''اگر یہ تم میں مل کر نکلتے بھی تو تمہارے لیے سوائے فساد کے اور کوئی چیز نہ بڑھاتے، بلکہ تمہارے درمیان خوب گھوڑے دوڑا دیتے اور تم میں فتنے ڈالنے کی تلاش میں رہتے، ان کے ماننے والے خود تم میں موجود ہیں اور اللہ ان ظالموں کو خوب جانتا ہے۔''

(2)......واقعہ افک میں جن مسلمانوں نے جھوٹی افواہ کی تصدیق کی تھی اللہ تعالیٰ نے انھیں سخت زجر و تنبیہ کی اور قصوروار ٹھہرایا ہے، چنانچہ وہ فرماتا ہے:

﴿لَوْ لَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا ۙ وَّ قَالُوْا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

هٰذَآ اِفۡكٌ مُّبِيۡنٌ ﴿١٢﴾ (النور : 12)

''اسے سنتے ہی مسلمان مردوں اور عورتوں نے اپنے حق میں نیک گمانی کیوں نہ کی اور کیوں نہ کہہ دیا کہ یہ تو کھلم کھلا صریح بہتان ہے۔''

آگے فرمایا:

﴿وَ لَوۡ لَا فَضۡلُ اللّٰهِ عَلَيۡكُمۡ وَ رَحۡمَتُهٗ فِى الدُّنۡيَا وَ الۡاٰخِرَةِ لَمَسَّكُمۡ فِىۡ مَاۤ اَفَضۡتُمۡ فِيۡهِ عَذَابٌ عَظِيۡمٌ ﴿١٤﴾﴾ (النور:14)

''اگر اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم تم پر دنیا وآخرت میں نہ ہوتا تو یقیناً تم نے جس بات کے چرچے شروع کر رکھے تھے اس بارے میں تمھیں بڑا عذاب پہنچتا۔''

(3)...... اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کی خوبی بیان کی ہے کہ وہ صرف صحیح اور ٹھوس معلومات پر اعتماد کرتے ہیں، فرمایا:

﴿الَّذِيۡنَ يَسۡتَمِعُوۡنَ الۡقَوۡلَ فَيَتَّبِعُوۡنَ اَحۡسَنَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيۡنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ وَ اُولٰٓئِكَ هُمۡ اُولُوا الۡاَلۡبَابِ ﴿١٨﴾﴾ (الزمر:18)

''جو بات کو کان لگا کر سنتے ہیں، پھر جو بہترین بات ہو اس کی اتباع کرتے ہیں۔ یہی ہیں جنھیں اللہ نے ہدایت کی ہے اور یہی عقلمند بھی ہیں۔''

یہاں بہترین بات سے مراد محکم اور پختہ بات ہے۔ یہ لوگ افواہیں اور جھوٹی خبریں سن کر ان کی طرف مائل نہیں ہوتے بلکہ حق اور صداقت کے دامن کو تھامے رکھتے ہیں۔ اس کی بہترین مثال سیّدنا ابو ایوب خالد بن زید انصاری رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہے کہ واقعہ افک کے بعد ان کی بیوی نے ان سے کہا: اے ابو ایوب! کیا تم نے وہ بات سنی جو لوگ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں کہتے ہیں؟ انھوں نے جواب دیا: ہاں، وہ سب جھوٹ اور بہتان ہے۔ اے ام ایوب! کیا تم یہ کام کر سکتی ہو؟ اس نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم میں تو ایسا کبھی نہیں کر سکتی تو انھوں نے کہا: سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا تجھ سے ہزار درجے بہتر ہیں۔ یعنی اگر تم ایسا نہیں کر سکتی تو پھر سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں ایسا سوچنا بھی ناممکن ہے۔ اسی اعلیٰ اور مثالی کردار کی طرف اشارہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہوئے فرمایا:

﴿لَوْ لَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا ۙ وَّ قَالُوْا هٰذَآ اِفْكٌ مُّبِيْنٌ﴾ (النور : 12)

''اسے سنتے ہی مسلمان مردوں اور عورتوں نے اپنے حق میں نیک گمانی کیوں نہ کی اور کیوں نہ کہہ دیا کہ یہ تو کھلم کھلا صریح بہتان ہے۔''

(4)...... بیہودہ اور لایعنی باتوں کے سننے سے کنارہ کشی اختیار کرنے پر اسلامی شریعت نے ترغیب دلائی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَ اِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ وَ قَالُوْا لَنَآ اَعْمَالُنَا وَ لَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۫ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ ۫ لَا نَبْتَغِي الْجٰهِلِيْنَ﴾ (القصص:55)

''اور جب بیہودہ بات کان میں پڑتی تو اس سے کنارہ کر لیتے اور کہہ دیتے کہ ہمارے عمل ہمارے لیے اور تمہارے اعمال لیے، تم پر سلام ہو، ہم جاہلوں سے (الجھنا) نہیں چاہتے۔''

اس میں کوئی شک نہیں کہ اشتعال انگیز افواہیں اور گمراہ کن معلومات لغو و لایعنی باتوں کے قبیل سے ہے جس سے اہل ایمان دور رہتے ہیں۔

(5)...... اللہ تعالیٰ نے جھوٹی اور بے اصل باتوں کی بیخ کنی کے لیے فرمایا کہ جب بھی تمہارے پاس کوئی اطلاع آئے تو تم فوراً اس کی تحقیق کرو، جیسا کہ ارشاد ہے:

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْۤا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ﴾ (الحجرات : 6)

''اے مسلمانو! اگر تمہیں کوئی فاسق خبر دے تو تم اس کی اچھی طرح تحقیق کر لیا کرو، ایسا نہ ہو کہ نادانی میں کسی قوم کو ایذاء پہنچا دو، پھر اپنے کیے پر پچھتاؤ۔''

اس کی تفسیر میں امام ضحاک فرماتے ہیں:

"اذا جاءك فحدثك ان فلانا ان فلانة يعملون كذا وكذا من

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مساوئ الاعمال فلا تصدقه .“ ❶

”جب کوئی تمہارے پاس آ کر یہ کہے کہ فلاں اور فلانی ایسے ایسے برے کام کرتے ہیں تو اس کی تصدیق نہ کرو۔“

علمائے دین نے اسی منہج کو اختیار کرتے ہوئے کہا ہے کہ مدعی سے دعوے کے ثبوت میں دلیل طلب کی جائے گی۔

مجھے ایک یمنی عالم دین شیخ محمد بن اسماعیل صنعانی کا ایک شعر یاد آ رہا ہے جسے انھوں نے شیخ محمد بن عبدالوہاب کی مدح وتعریف میں کہا تھا، شعر یہ ہے:

وما كل قول بالقبول مقابل

ولا كل قول واجب الرد والطرد

”ہر بات لائق قبول نہیں ہوتی اور نہ ہی ہر بات قابل تردید ہوتی ہے۔“ ❷

(6)...... اسلامی شریعت نے افواہوں اور جھوٹی نشریات کے رد و ابطال کا ایک یہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ لوگوں کے دلوں میں عزت و آبرو کے تقدس کو اجاگر کیا ہے اور اس کی حرمت کی حفاظت کی تشویش دلائی ہے جیسا کہ نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

((مَنْ رَدَّ عَنْ عِرْضِ أَخِيْهِ رَدَّ اللّٰهُ عَنْ وَجْهِهِ النَّارَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ .)) ❸

”جس شخص نے اپنے بھائی کی عزت کا دفاع کیا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے چہرے کو جہنم کی آگ سے بچائے گا۔“

اس کے برعکس جو شخص دوسروں کی عزت کو پامال کرتا ہے، اپنے مسلمان بھائیوں کی آبروریزی کرتا ہے اس کو سخت وعید بھی سنائی ہے تا کہ وہ اس فعل شنیع سے باز آ سکے، چنانچہ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف لائے اور بلند آواز

❶ الدر المنثور: 558/7. ❷ الشيخ محمد ص : 236.

❸ سنن الترمذي : 1931. (صحيح)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے اعلان کیا اور فرمایا:

((یا معشر من أسلم بلسانه ولم یفض الایمان إلٰی قلبه لا تؤذوا المسلمین ولا تتبعوا عوراتهم فانه من تتبع عورة اخیه المسلم تتبع الله عورته ومن تتبع الله عورته یفضحه ولو فی جوف رحله .)) ❶

''اے وہ لوگو جو اپنی زبان سے اسلام کا اقرار کر چکے لیکن ابھی تک ایمان کی بشاشت ان کے دلوں تک نہیں پہنچی، تم مسلمانوں کو ایذا نہ پہنچاؤ اور نہ ان کے عیوب تلاش کرو، جو کوئی اپنے کسی مسلمان بھائی کے عیب تلاش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے عیب تلاش کرنا شروع کر دیتا ہے اور جس کے عیب اللہ تعالیٰ تلاش کرنا شروع کر دے تو وہ اس کو رسوا کر دیتا ہے اگرچہ وہ شخص اپنے گھر کے اندر ہی کیوں نہ ہو۔''

اس حدیث کو سننے کے بعد سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کعبہ کی طرف دیکھا اور کہا:

((ما اعظمك وما اعظم حرمتك والمؤمن اعظم حرمة عند الله منك .)) ❷

''تیری کیا عظمت ہے اور تیری کیا حرمت و تقدس ہے! جبکہ اللہ کے نزدیک ایک مومن کی حرمت تجھ سے کہیں بڑھ کر ہے۔''

لہٰذا ہر مسلمان کا یہ فرض ہے کہ وہ اس تقدس اور حرمت کا لحاظ کرے اور ہر ممکن اس کا دفاع کرنے کی کوشش کرے۔

(7)......اسی طرح شریعت نے یہ تدبیر اختیار کی ہے کہ جب اس طرح کی تکلیف دہ بات سامنے آئے تو بجائے اس کے کہ انسان اسی انداز میں اس کا مقابلہ کرے اور اسی طریقے

❶ صحیح الترغیب والترهیب : 292/2.

❷ صحیح الترغیب والترهیب 292/2.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو اختیار کر کے اس کو ختم کرنے کی کوشش کرے، شریعت نے یہ کہا ہے کہ ایسے موقع پر صبر و ثبات سے کام لیا جائے اور انسان کے اس عمل کی نہایت تحسین کی ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ لَتُبْلَوُنَّ فِيْٓ اَمْوَالِكُمْ وَ اَنْفُسِكُمْ ۟ وَ لَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ مِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا ؕ وَ اِنْ تَصْبِرُوْا وَ تَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝۱۸۶ ﴾ (آل عمران : 186)

”اور یہ یقین ہے کہ تمہیں ان لوگوں کی جو تم سے پہلے کتاب دیے گئے اور مشرکوں کی بہت سی دکھ دینے والی باتیں بھی سننی پڑیں گی اور اگر تم صبر کر لو اور پرہیزگاری اختیار کرو، تو یقیناً یہ بہت بڑی ہمت کا کام ہے۔“

(8)...... اسی طرح شریعت نے ان افواہوں، توہمات اور لایعنی خیالات کا راستہ بند کرنے کے لیے مسلمانوں کو شکوک و شبہات والی چیزوں سے دور رکھا ہے اور جو شخص اپنا دامن شبہ والی چیز سے پاک رکھتا ہے شریعت نے اس کی حوصلہ افزائی اور تعریف کی ہے اور اس کو حفاظت دین کا ایک اہم ذریعہ شمار کیا ہے۔

جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

((اَلْحَلَالُ بَيِّنٌ وَالْحَرَامُ بَيِّنٌ وَبَيْنَهُمَا مُشَبَّهَاتٌ لَا يَعْلَمُهَا كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ فَمَنِ اتَّقَى الْمُشَبَّهَاتِ اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ وَعِرْضِهِ وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ كَرَاعٍ يَرْعَى حَوْلَ الْحِمَى يُوشِكُ أَنْ يُوَاقِعَهُ أَلَا وَإِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى أَلَا إِنَّ حِمَى اللَّهِ فِي أَرْضِهِ مَحَارِمُهُ أَلَا وَإِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ أَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ .)) ❶

”حلال واضح ہے اور حرام بھی بالکل واضح ہے، ان دونوں کے درمیان کچھ اشیاء مشتبہ ہیں جن سے لوگوں کی اکثریت ناواقف ہے۔ جو شخص شبہ والی چیزوں سے

❶ متفق علیہ .

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بچ گیا تو درحقیقت اس نے اپنے دین اور عزت کو بچالیا اور جو شخص شبہ والی چیزوں میں پڑ گیا تو درحقیقت وہ حرام اشیاء میں پڑ گیا۔ اس کی مثال اس چرواہے کی سی ہے جو چراگاہ کے پاس بکریاں چراتا ہے، قریب ہے کہ وہ اس میں داخل ہوجائیں۔ سن لو! ہر بادشاہ کی ایک چراگاہ ہے اور اللہ کی چراگاہ اس کی حرام کردہ اشیاء ہیں۔ سن لو! انسانی جسم میں ایک ایسا ٹکڑا ہے، اگر وہ صحیح ہے ہوتو سارا جسم صحیح رہتا ہے اور اگر وہ بگڑ جائے تو سارا جسم بگاڑ کا شکار ہوجاتا ہے، وہ ٹکڑا دل ہے۔"

اس حدیث میں صراحت سے مذکور ہے کہ شبہات سے بچنا تحفظ دین عزت کا اہم ترین ذریعہ ہے اور شبہات میں پڑ جانے والے کی مثال چراگاہ کے قریب چرنے والی اس بکری جیسی ہے جو کسی بھی وقت چراگاہ میں داخل ہوسکتی ہے۔ جس طرح اس بکری کے چراگاہ میں داخل ہونے کا ایک لمحے کا بھی یقین نہیں بالکل یہی کیفیت مشتبہ اشیاء کے مرتکب کی ہے کہ وہ کسی بھی وقت حرام کا ارتکاب کرسکتا ہے۔ دنیاوی بادشاہوں کی چراگاہوں کا بلا اجازت استعمال جرم ہے اسی طرح اللہ کی چراگاہ، یعنی حرام اشیاء کا ارتکاب قابل مؤاخذہ ہے۔ یہی وجہ تھی کہ سلف علماء نے کہا ہے کہ جو شخص اباحیات میں پڑا رہتا ہے ایک وقت آنے پر وہ مکروہات کا مرتکب بھی بن جائے گا۔ بعینہٖ یہی حالت مشتبہ اشیاء کا ارتکاب کرنے والے کی ہے۔

اور ایک مسلمان کا کردار بھی ایسا ہونا چاہیے کہ اس سے افواہوں کو ہوا نہ ملے۔ اس کو اپنے کام حکمت اور دانائی سے سرانجام دینے چاہئیں مبادا لوگوں کے ذہنوں میں الجھنیں پیدا ہوں اور وہ طرح طرح کی باتیں کریں۔ یہی وجہ تھی کہ جب ایک غزوہ میں رئیس المنافقین عبد اللہ بن ابی نے فتنہ انگیزی کی ناکام کوشش کی اور جھوٹے پروپیگنڈے کے ذریعے مسلمانوں کو بھڑکانے اور باہم ٹکرانے کی سعی لاحاصل کی تو کچھ صحابہ نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے اس کو قتل کرنے کی تجویز پیش کی تاکہ فتنوں کی اس بنیاد کو جڑ سے اکھاڑ دیا جائے۔ چونکہ یہ منافق بظاہر کلمہ گو اور مسلمان تھا اس لیے آپ نے اس تجویز کو قبول نہ کیا تاکہ اس کے بظاہر اسلام سے عوام کے دلوں میں شکوک وشبہات نہ جنم لیں، اسی لیے آپ نے فرمایا تھا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((لَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ أَنَّهُ كَانَ يَقْتُلُ أَصْحَابَهُ.)) ❶

''ایسا نہ ہو کہ لوگ کہیں کہ محمد اپنے لوگوں کو قتل کر دیا کرتے ہیں۔''

اور جب رسول اکرم ﷺ کو دو انصاری صحابہ نے دیکھا کہ آپ اپنی بیوی صفیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ہیں تو وہ دوڑ پڑے، اس پر آپ نے (اُن کی بدگمانی دور کرنے کی خاطر) ان سے فرمایا:

((عَلَى رِسْلِكُمَا إِنَّمَا هِيَ صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ فَقَالَا سُبْحَانَ اللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: إِنَّ الشَّيْطَانَ يَبْلُغُ مِنَ الْإِنْسَانِ مَبْلَغَ الدَّمِ وَإِنِّي خَشِيتُ أَنْ يَقْذِفَ فِي قُلُوبِكُمَا شَيْئًا.)) ❷

''ذرا تم دونوں ٹھہرو! میرے ساتھ یہ صفیہ ہیں، انھوں نے کہا: سبحان اللہ! اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: شیطان ان کے جسم میں خون کی طرح دوڑتا ہے، مجھے ڈر ہوا کہ کہیں وہ تمہارے دلوں میں کوئی بری بات نہ ڈال دے۔''

❶ صحيح البخاري: 3518 و صحيح مسلم: 2584.

❷ صحيح البخاري: 2038، وصحيح مسلم: 2175.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جھوٹ اور جھوٹے افواہوں کے نقصان

قارئین کرام افواہ کو جنم دینے کے لیے ضروری ہے کہ آدمی جھوٹ کا سہارا لے اور جھوٹ ایک قابل مذمت اور قبیح فعل ہے۔ اور آدمی کے لیے دنیا و آخرت میں خسارے کا باعث ہے۔

ہم یہاں فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر فضل الٰہی کی تحریر کو معمولی تصرف اور اختصار کے ساتھ آپ حضرات کی خدمت میں پیش کرتے ہیں جس میں جھوٹ کے نقصان کو بڑے احسن انداز میں واضح کیا گیا ہے جیسے ہم سب کو اس فعل قبیح کی ہلاکت کا اندازہ ہو سکے۔

1: جھوٹ ایمان کے منافی ہے:

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ إِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَاذِبُونَ ۝ ﴾ (النحل : 105)

''جھوٹ تو وہی باندھتے ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ کی آیات کے ساتھ ایمان نہیں لاتے اور یہی لوگ جھوٹے ہیں۔''

علامہ قاسمی اس آیت کی تفسیر میں تحریر کرتے ہیں:

''جھوٹ تو انہی کو زیبا ہے جو ایمان نہیں لاتے کیونکہ انہیں سزا کا ڈر نہیں ہوتا جو انہیں جھوٹ سے روک سکے۔'' [1]

لیکن جو لوگ آیات پر ایمان لاتے ہیں اور ان میں بیان کردہ عذاب سے ڈرتے ہیں ان سے جھوٹ نہیں بولا جا سکتا۔ [2]

---

[1] ملاحظہ ہو: تفسیر القاسمی: 160/10 [2] ملاحظہ ہو: تفسیر ابی السعود: 142/5

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام بزار اور امام ابو یعلی حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((کل خلّة یطبع او قال یطوی علیه المؤمن شك علی ابن هاشم اِلا الخیانة والکذب .)) ❶

"خیانت اور جھوٹ کے سوا مومن ہر خصلت پر پیدا کیا جاتا ہے۔"

علامہ طیبی خیانت اور جھوٹ کے ایمان کے منافی ہونے کی حکمت بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"خیانت اور جھوٹ ایمان کے منافی ہیں کیونکہ ایمان تو (امن) سے ہے کہ اس (ایمان) نے اس (مومن) کو تکذیب اور مخالفت سے بچا لیا علاوہ ازیں وہ (مومن) تو امانت الٰہیہ کا حامل ہے لہٰذا اس کو امین ہونا چاہیے نہ کہ خائن۔" ❷

خلاصہ گفتگو یہ ہے کہ جھوٹ ایمان کے منافی ہے اللہ کریم ہم سب کو اپنے فضل وکرم سے جھوٹ سے محفوظ رکھے۔ آمین

2: جھوٹ اور شرک کا باہمی تعلق:

جھوٹ کی قباحت پر دلالت کرنے والی باتوں میں سے ایک یہ ہے کہ بعض آیات اور احادیث میں جھوٹ اور شرک دونوں سے ایک ہی مقام پر منع کیا گیا ہے یا دونوں کی برائی کو ایک ہی جگہ واضح کیا گیا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ ﴿٣٠﴾﴾ (الحج : 30)

"قول الزور بتوں کی گندگی سے بچو اور قول زور سے۔"

زور سے مراد جیسا کہ علامہ قرطبی نے بیان کیا ہے باطل اور جھوٹ ہے اور اس کو زور

❶ مسند ابی یعلی الموصلی مسند سعد بن ابی الوقاص رقم الحدیث: 23۔ 2/ 67-68.

❷ شرح الطیبی: 3132/10.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس لیے کہا جاتا ہے کیونکہ وہ حق سے ہٹا ہوا ہے۔ ❶

اس آیت کریمہ میں یہ بات واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بتوں کی پرستش کی ممانعت کے ساتھ ہی جھوٹ سے منع فرمایا ہے۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے۔ یہاں (من) جنس کے بیان کے لیے ہے یعنی نجاست سے اجتناب کرو اور وہ (نجاست) بت ہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کو جھوٹ کے ساتھ ملا دیا گیا ہے۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (انہوں نے فرمایا) جھوٹی گواہی اشراک باللہ کے برابر ہے پھر انہوں نے اس آیت کو (بطور دلیل) پڑھا۔ ❷

امام مسلم اور امام ترمذی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کبائر کے بارے میں ارشاد نقل کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((الشرك بالله وعقوق الوالدين وقتل النفس وقول الزور)) ❸

اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا والدین کی نافرمانی، قتل نفس اور جھوٹی بات۔"

اس حدیث میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جھوٹی بات کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کرنے، والدین کی نافرمانی کرنے اور قتل النفس کے ساتھ ذکر فرمایا ہے۔

3: جھوٹ کا منافقوں کی خصلتوں میں سے ہونا:

جھوٹ کی شدید خرابی اور قباحت پر دلالت کرنے والی باتوں میں سے ایک یہ ہے کہ یہ منافقوں کی خصلتوں میں سے ایک خصلت اور ان کی علامتوں میں سے ایک علامت ہے۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے

---

❶ ملاحظہ ہو: تفسير القرطبي: 55/12.

❷ تفسير ابن كثير: 242/3.

❸ صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب بيان الكبائر واكبرها رقم الحديث: 144 (88) 91/1.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے، کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((آية المنافق ثلاث اذا حدث كذب واذا وعد اخلف واذا ائتمن خان .)) ❶

"منافق کی نشانیاں تین ہیں۔ جب بات کرے تو جھوٹے بولے، جب وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے اور جب (اس کے ہاں) امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔"

ملا علی قاری نے شرح حدیث میں مزید لکھا ہے: "اذا حدّث كذب" (یعنی جھوٹ بولنا) تینوں میں سے بدترین (خصلت) ہے۔ ❷

علاوہ ازیں بعض علماء امت نے بیان کیا ہے کہ نفاق کی اساس اور بنیاد جھوٹ ہے۔ حضرت حسن فرماتے ہیں۔

کہا جاتا تھا ظاہر و باطن، قول و عمل اور داخلی اور خارجی صورت حال کا باہمی تعلق نفاق سے ہے اور وہ اساس جس پر نفاق کی عمارت قائم ہے وہ جھوٹ ہے۔ ❸

4: دروغ گوئی شیطان کا وصف:

جھوٹ کی قباحت کو اجاگر کرنے والی ایک بات یہ ہے کہ جھوٹ بولنا شیطان کا شیوہ ہے۔ جسے امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے صدقۃ الفطر (کے غلہ) کی حفاظت پر مقرر فرمایا ایک شخص آیا اور غلہ سے چلو بھر بھر کر اٹھانا شروع کیا میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا میں تجھے رسول اللہ ﷺ کے روبرو پیش کروں گا۔

---

❶ صحيح بخارى، كتاب الايمان، باب علامة المنافق، رقم الحديث: 33، 89/1۔ صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب بيان خصائل الايمان، رقم الحديث: 107، 78/1.

❷ مرقاة المفاتيح: 225/1-226. ❸ احياء علوم الدين: 134/3.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر انہوں نے آخر حدیث تک بیان کی اس (چور) نے کہا:

((اذا ویت الی فراشك فاقرا آیة الكرسی لن یزال معك من اللّٰه حافظ ولا یقربك الشیطان حتی تصبح .))

''جب تو اپنے بستر پر آئے تو آیت الکرسی پڑھ لیا کرو (اس کی برکت سے) اللہ تعالیٰ کی طرف سے تم پر ایک نگہبان رہے گا اور شیطان صبح تک تمہارے قریب نہیں آئے گا۔''

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((صدقك وهو كذوب ذاك الشیطان .)) ❶

''اس نے تجھ سے سچ کہا حالانکہ وہ جھوٹا ہے، وہ شیطان تھا۔''

حافظ ابن حجر حدیث کے فوائد بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "ان الشیطان من شانه ان یكذب" ''بے شک شیطان کا شیوہ جھوٹ بولنا ہے۔'' ❷

جس شخص کے سینے میں ایمان اور کھوپڑی میں عقل ہو، وہ ایسا کام کرنے کی جراٗت کیسے کرے گا، جس کی وجہ سے اس کی مشابہت شیطان مردود سے ہو۔

5: جھوٹ کا باعث قلق واضطراب ہونا:

جھوٹ کی خرابی اور قباحت کو اجاگر کرنے والی باتوں میں سے ایک یہ ہے کہ جھوٹ بولنے والا قلق اور اضطراب میں رہتا ہے حضرات ائمہ ابوداود الطیالسی احمد ترمذی ابویعلی اور القضاعی نے ابو الحوراء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ میں حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ ما حفظت من رسول اللّٰه ﷺ، آپ نے رسول اللہ ﷺ سے کون سی باتیں یاد کیں؟ انہوں نے فرمایا: حفظت منه الصدق طمانية والكذب ريبة ، میں نے نبی اکرم ﷺ سے (یہ بات) حاصل کی سچ (دل کے لیے باعث) اطمینان

❶ صحیح بخاری ، کتاب بدء الخلق باب صفة ابلیس وجنوده ، رقم الحدیث: 3275 .

❷ ملاحظہ ہو: فتح الباری: 289/6 .

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اور جھوٹ (دل کے لیے سبب) قلق ہے۔ ❶

اس حدیث میں نبی کریم ﷺ نے جھوٹ کو ریبۃ قرار دیا ہے، اور اس سے مراد جیسا کہ ملا علی قاری نے بیان کیا ہے۔ یہ ہے کہ وہ نفس کے لیے قلق اور بے چینی کا سبب ہے۔ ❷

روزمرہ زندگی میں جھوٹے شخص کا اضطراب اور بے چینی حدیث میں بیان کردہ حقیقت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

یہ بدنصیب اپنے ایک جھوٹ کی پردہ پوشی یا اصلاح کی خاطر کتنے جھوٹ بولتا ہے لیکن کیا تھوڑی مقدار میں گندگی سے پیدا ہونے والی بدبو کو زیادہ مقدار میں نجاست دور کر سکتی ہے۔

6: جھوٹ کا راہ ہدایت کی رکاوٹ ہونا:

کتاب وسنت میں راہ ہدایت کی رکاوٹوں کو بیان کیا گیا ہے انہی میں سے ایک رکاوٹ جھوٹ ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ كَٰذِبٌ كَفَّارٌ ۝﴾ (الزمر: 3)

”بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس کو ہدایت نہیں دیتے جو جھوٹا کافر ہو۔“

7: جھوٹ اور اس کے مطابق عمل، قبولیت روزہ میں رکاوٹ:

جھوٹ کی سنگینی کو آشکار کرنے والی باتوں میں ایک یہ ہے کہ جھوٹ اور اس کے مطابق عمل کرنا روزے کی قبولیت کی راہ میں رکاوٹ ہے، امام بخاری نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((من لم يدع قول الزور والعمل به فليس لله حاجة في ان يدع طعامه وشرابه.)) ❸

”جس نے جھوٹ اور اس کے مطابق عمل ترک نہ کیا تو اللہ تعالیٰ کو اس کے طعام

---

❶ مسند ابی داود الطیالسی احادیث الحسن بن علی جزء من رقم الحدیث: 1274 وغیرہ۔

❷ ملاحظہ ہو: مرقاۃ المفاتیح: 24/6۔

❸ صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب من لم یدع قول الزور الخ رقم الحدیث: 1903۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وشراب (کھانا پینا) چھوڑنے کی چنداں حاجت نہیں۔''

اس حدیث شریف میں آنحضرت ﷺ نے امت کو تنبیہ فرمائی کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ اور اس کے مطابق عمل کرنے والے شخص کا روزہ قبول نہیں فرماتے۔

8: جھوٹ کا تاجروں کو فاجر بنانے والی چیزوں میں سے ہونا:

جھوٹ کی قباحت اس حقیقت سے بھی واضح ہوتی ہے کہ وہ تاجر حضرات کو فاجر لوگوں میں شامل کرنے والے اسباب وعوامل میں سے ایک ہے۔

امام احمد اور امام حاکم نے حضرت عبدالرحمٰن بن شبل انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((ان التجار هم الفجار.))

''بلاشبہ تاجر ہی تو فاجر ہے۔''

((قال رجل یا نبی اللہ الم یحل اللہ البیع.))

''ایک شخص نے عرض کیا: کہ اے اللہ کے نبی! کیا اللہ تعالیٰ نے تجارت کو حلال نہیں فرمایا۔''

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((فانهم يقولون فيكذبون ويحفلون ويأثمون.)) [1]

''درحقیقت وہ بات کرتے ہیں تو جھوٹ بولتے ہیں قسمیں کھاتے ہیں اور گناہ گار ہوتے ہیں۔''

9: جھوٹ کا گناہوں اور جہنم کی طرف لے جانا:

جھوٹ اپنے بولنے والے کو راہ حق سے ہٹا کر گناہوں کی طرف مائل کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ اس کو جہنم میں پہنچا دیتا ہے۔ امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت عبداللہ سے روایت نقل کی ہے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ ﷺ نے

[1] المسند، رقم الحديث: 15669۔ المستدرك على الصحيحين كتاب البيوع: 7/2.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ارشاد فرمایا ہے:

((ان الصدق یهدی الی البر وان البر یهدی الی الجنة وان الرجل لیصدق حتی یکون صدیقا وان الکذب یهدی الی الفجور وان الفجور یهدی الی النار وان الرجل لیکذب حتی یکتب عند الله کذابا.)) ❶

"بلاشبہ سچ نیکی کی طرف راہ نمائی کرتا ہے اور نیکی جنت کی راہ دکھاتی ہے اور یقیناً آدمی سچ بولتا (رہتا) ہے یہاں تک کہ وہ صدیق بن جاتا ہے۔ جھوٹ بلاشبہ برائی کی راہ دکھاتا ہے اور برائی جہنم کی طرف لے جاتی ہے اور یقیناً آدمی جھوٹ بولتا (رہتا) ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت بڑا جھوٹا لکھا جاتا ہے۔"

10: کذاب کے لیے شدید اور طویل عذاب:

جھوٹ کی سنگینی کے دلائل میں سے ایک یہ ہے کہ کذاب کے لیے شدید اور طویل عذاب ہے۔ امام بخاری نے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((رایت رجلین اتیانی قالا الذی رایته یشق شدقه فکذاب یکذب بالکذبة تحمل عنه حتی تبلغ الافاق فیصنع به الی یوم القیامة.)) ❷

"میرے پاس (خواب میں) دو آدمی آئے انہوں نے کہا جسے آپ نے دیکھا

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الادب، باب قول الله تعالی یا ایها الذین آمنوا اتقوا الله الخ، رقم الحدیث: 6094۔ صحیح مسلم، کتاب البر والصلة والآداب باب قبح الکذب، الخ، رقم الحدیث: 103، (2607).

❷ صحیح بخاری، کتاب الادب، باب قول الله تعالی یا ایها الذین امنوا اتقوا الله الخ ، رقم الحدیث: 6096.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ اس کا جبڑا چیرا جا رہا ہے وہ بڑا ہی جھوٹا تھا ایک جھوٹ بولتا جو کہ اس سے نقل کیا جاتا۔ یہاں تک کہ ساری دنیا میں پھیل جاتا اس کو روز قیامت تک یہی سزا ملتی رہے گی۔''

جب کذاب کے عذاب کی سنگینی قبل از قیامت اس قدر شدید ہے تو اس کے بعد کیفیت کیا ہوگی؟ اس بارے میں امام ابن ابی جمرہ ہی نے تحریر کیا ہے جب موت سے لے کر روز قیامت تک اس کا حال یہ ہوگا تو قیامت تک اس کا حال یہ ہوگا تو قیامت کے دن اس کی حالت کیسی ہوگی؟

11: جھوٹ کا خالی از خیر ہونا:

سچ میں خیر ہے اور جھوٹ خیر سے خالی ہے اس بارے میں امام عبدالرزاق اور امام ابن ابی الدنیا نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان فرمایا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا کرتے تھے۔

((ليس فيما دون الصدق من الحديث خير من يكذب يفجر ومن يفجر يهلك .)) [1]

''بات میں سچ سے ہٹ کر کوئی خیر نہیں، جو جھوٹ بولتا ہے (وہ جھوٹ کی وجہ سے) بڑے گناہ کرتا ہے اور جس نے بڑے گناہ کیے وہ ہلاک ہوگیا۔''

12: اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنے کا برا انجام، فلاح سے محرومی:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا:

﴿قُلْ إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُونَ ۝٦٩﴾ (یونس:69)

''بلاشبہ جو لوگ اللہ تعالیٰ پر افترا باندھتے ہیں، وہ کامیاب نہیں ہوں گے۔''

---

[1] المصنف كتاب الجامع، باب الكذب والصدق وخطبة ابن مسعود، رقم الرواية: 20204- والصمت وحفظ اللسان للامام ابن ابى الدنيا، باب فى ذم الكذب، رقم الحديث: 488.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

قاضی ابو مسعود نے اس آیت کی تفسیر میں قلم بند کیا ہے: یعنی نہ تو وہ مصیبت سے بچیں گے اور نہ ہی کبھی مقصود کو حاصل کریں گے۔ ❶

13: جھوٹ باندھنے والے پر اللہ کی لعنت:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا ؕ اُولٰٓئِكَ یُعْرَضُوْنَ عَلٰی رَبِّهِمْ وَ یَقُوْلُ الْاَشْهَادُ هٰٓؤُلَآءِ الَّذِیْنَ كَذَبُوْا عَلٰی رَبِّهِمْ ۚ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَی الظّٰلِمِیْنَ ۟ۙ﴾ (هود: 18)

''اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو اللہ تعالیٰ پر افترا باندھتا ہے؟ لوگ اپنے رب کے روبرو پیش کیے جائیں گے اور گواہان کہیں گے۔ یہی وہ لوگ جنہوں نے اپنے رب پر جھوٹ باندھا آگاہ رہیے ظالموں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔''

شیخ سعدی نے اس آیت کی تفسیر میں تحریر کیا ہے:

''اللہ تعالیٰ آگاہ فرما رہے ہیں کہ (اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنے والے سے بڑا ظالم کوئی نہیں) اس میں اللہ تعالیٰ کے بارے میں ہر جھوٹ بولنے والا شامل ہے اور ایسے لوگ تمام انسانوں میں سے سب سے بڑے ظالم ہیں۔ (یہ لوگ اپنے رب کے روبرو پیش کیے جائیں گے)۔ تاکہ وہ انہیں ان کے ظلم کی سزا دیں جب وہ انہیں شدید سزا دینے کا فیصلہ فرمائیں گے تو (گواہان کہیں گے) یعنی وہ جو کہ افترا باندھتے اور جھوٹ بولنے کی گواہی دیں گے کہ (یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب پر جھوٹ باندھا آگاہ رہیے ظالموں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے) یعنی دائی لعنت کیونکہ (اللہ تعالیٰ پر افترا باندھنے کی بنا پر) ظلم ان کا وصف لازم بن گیا ہے۔ (اس لیے ان کے عذاب میں) تخفیف کی کوئی گنجائش نہیں۔'' ❷

---

❶ تفسير ابی المسعود: 164/4.

❷ تفسير السعدی: 398.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

14: روسیاہی اور جہنم میں داخلہ:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ وَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَرَى الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلَى اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ ؕ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ ۝ ﴾ (الزمر: 60)

''اور آپ روز قیامت ان لوگوں کو دیکھیں گے کہ جنھوں نے اللہ تعالیٰ پر افترا پردازی کی کہ ان کے چہرے سیاہ ہوں گے، کیا جہنم میں تکبر کرنے والوں کے لیے ٹھکانا نہیں۔''

آیت کریمہ کی تفسیر میں شیخ سعدی نے قلم بند کیا ہے:

''اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی روز قیامت ذلت ورسوائی کے متعلق بتلا رہے ہیں کہ جنہوں نے ان پر جھوٹ باندھا اس دن ان کے چہرے تاریک رات کی طرح سیاہ ہوں گے اور اسی بنا پر میدان محشر میں جمع ہونے والے لوگ انہیں پہچان لیں گے۔'' ❶

15: خوشبوئے جنت سے محرومی:

امام طبرانی نے حضرت اوس بن اوس سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((من كذب على نبيه او على عينيه او على والديه لم يرح رائحة الجنة .)) ❷

''جس نے اپنے نبی پر یا اپنی دونوں آنکھوں پر یا اپنے والدین پر جھوٹ بولا وہ جنت کی خوشبو نہ سونگھے گا۔''

مذکورہ بالا تین اقسام کے جھوٹ بولنے والے کی محرومی اور بدنصیبی کس قدر سنگین ہوگی کہ

❶ ملاحظہ ہو: تفسير السعدی: 795.

❷ مجمع الزوائد، کتاب العلم، باب فيمن كذب على رسول الله ﷺ: 148/1.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس جنت کی خوشبو چالیس سال کی مسافت سے سونگھی جا سکتی ہے وہ اس کو بھی نہ پا سکیں گے۔

16: نبی ﷺ کی ایسے شخص کے لیے بددعا:

امام احمد نے حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا، میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

((ومن اقتطع مال امرىء مسلم بيمين فلا بارك له فيها .)) ❶

''اور جو شخص کسی مسلمان کا مال قسم کے ساتھ ناحق حاصل کرے تو (اللہ تعالیٰ) اس (کی قسم) میں برکت نہ فرمائے۔''

رحمت دو عالم ﷺ کی بددعا کو پانے والا شخص کس قدر بدنصیب ہے اس مال کا کیا فائدہ کہ اس کے حصول کے لیے اٹھائی جانے والی قسم حبیب رب العالمین کی بددعا کی وجہ سے خالی از برکت ہو۔

17: جھوٹی قسم کا گھروں کو اجاڑ دینا:

امام بیہقی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((واليمين الفاجرة تدع الديار بلا قعه .)) ❷

''جھوٹی قسم گھروں کو چٹیل اور ویران کر دیتی ہے۔''

جھوٹی قسم کا ضرر کس قدر سنگین اور وسیع ہے اس کا اثر صرف قسم کھانے والے پر ہی نہیں۔ بلکہ جن گھروں اور بستیوں میں اس کا چلن ہو جائے ان کی بھی خیر نہیں اللہ تعالیٰ سارے عالم اسلام کے گھروں اور بستیوں کو اس سے پاک فرما دیں۔

(ماخوذ از، جھوٹ کی سنگینی اور اس کی اقسام، از فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر فضل الٰہی حفظہ اللہ)

---

❶ المسند، رقم الحديث: 1640.

❷ الترغيب والترهيب، كتاب البيوع وغيرهما الترغيب من اليمين الكاذبة الغموس، جزء من رقم الحديث: 10.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

افواہوں کو جنم دینا

قارئین کرام! جھوٹ بول کر جھوٹی افواہ کو جنم دینا یقیناً ایک خسارے کا باعث عمل اور ایمان کے منافی کام ہے۔

نبی محترم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ:

((آية المنافق ثلاثة اذا حدّث كذب واذا وعد اخلف واذا ائتمن خان.)) ❶

منافق کی تین علامات ہیں، جب بات کرے تو جھوٹ بولے جب وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔"

اس سے معلوم ہوا کہ یہ کام کسی مومن کا نہیں ہوسکتا اور کسی مومن کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ جھوٹی باتیں گھڑ کر عوام الناس میں پھیلا دے کہ ممکن ہے کہ ایک مومن بھی اس افواہ کا شکار ہو جائے جیسے واقعہ افک میں منافقوں کی پھیلائی ہوئی افواہ میں تین مومن صحابی مسطح بن اثاثہ، حسان بن ثابت، حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہم بھی شکار ہو گئے تھے۔

اور یہی افواہ بعض اوقات دو مومنوں کو لڑانے کا باعث بھی بنتا ہے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دو منہ والے شخص کے متعلق فرمایا:

((من كان له وجهان فی الدنيا كان له يوم القيامة لسانان من النار.)) ❷

"(جو آدمی دو رخا ہو) قیامت کے روز اس کی دو زبانیں ہوں گی جو آگ کے ہوں گے۔"

❶ صحیح بخاری. ❷ ابو داود: 4873.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی وہ لوگ جو دو گروہوں کی باتوں کو ایک دوسرے تک پہنچاتے ہیں جس سے ان کے درمیان ایک فتنہ بھی جنم لے سکتا ہے۔

جب کہ اسلام رتو ایک خیر خواہی کا دین ہے جو س نے جھوٹ بول کر بھی دو لڑے ہوئے بھائیوں کو ملانے کی تعلیم دی ہے جیسا کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((لیس الکذاب الذی یصلح بین الناس فیمنی خیرا او یقول خیرا.)) ❶

وہ جھوٹا نہیں جو کہ لوگوں کی صلح کرواتے ہوئے اچھی بات نقل کرتا ہے یا خیر کی بات کرتا ہے۔''

اور یہی جھوٹی افواہ بعض اوقات پاک دامن عورتوں کی رسوائی کا باعث بھی بنتا ہے اس لیے اسلام نے حد قذف کا قانون قائم کیا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ۝﴾

(النور: 4)

''اور جو لوگ پاک دامن عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں اور پھر چار گواہ نہ لائیں تو انہیں اسی کوڑے لگاؤ اور کبھی ان کی گواہی قبول نہ کرو اور یہی لوگ فاسق ہیں۔''

اور اسی طرح یہی جھوٹی افواہ بعض اوقات خاوند اور بیوی کے درمیان علیحدگی اور رنجش کا باعث بھی بنتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((من جنب زوجة امریء او مملوکه فلیس منا.)) ❷

''جو شخص کسی کی بیوی کو اس کے شوہر کے خلاف یا غلام کو اس کے مالک کے خلاف بھڑکائے وہ ہم میں سے نہیں۔''

اور بعض اوقات آقا وغلام کے درمیان فتنے کا سبب بنتا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

❶ صحیح بخاری: 2692. ❷ ابو داود: 5170.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس شخص نے غلام کو اس کے مالک کے خلاف بھڑکایا، فلیس منا، وہ ہم میں سے نہیں۔ ❶
اور کبھی کبھی یہی جھوٹی افواہ مومنوں کے لیے درد و علم بن کر ابھرتا ہے جس طرح صلح حدیبیہ کے دن ہوا تھا کہ یہ جھوٹی افواہ پھیلائی گئی کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو کفار مکہ نے شہید کر دیا ہے۔

جو جھوٹی افواہ اللہ کے نبی ﷺ اور مومنوں کے لیے ایک کرب و تکلیف کا باعث بنی اور بالآخر آپ ﷺ نے صحابہ سے بیعت لینی شروع کی جو بات بعد میں جھوٹی ثابت ہوئی۔

اسی طرح غزوہ احد کے دن نبی ﷺ کی شہادت کی جھوٹی افواہ کے حوالے سے علامہ صفی الرحمن مبارکپوری اپنی شہرہ آفاق کتاب الرحیق المختوم میں سرخی قائم کرتے ہیں کہ

''نبی ﷺ کی شہادت کی خبر اور معرکہ پر اس کا اثر۔''

اس کے تحت علامہ مبارک پوری رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ نبی ﷺ کی شہادت کی خبر مسلمانوں اور مشرکوں دونوں میں پھیل گئی اور یہی وہ نازک ترین لمحہ تھا، جس میں رسول اللہ ﷺ سے الگ تھلگ نرغے کے اندر آئے ہوئے بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حوصلے ٹوٹ گئے ان کے عزائم سرد پڑ گئے اور ان کی صفیں اتھل پتھل اور بدنظمی اور انتشار کا شکار ہوگئیں۔ ❷ اسی طرح واقعہ افک میں آپ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بے چینی کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔ علامہ صفی الرحمن مبارک پوری اس واقعہ کو بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

اس واقعہ کا ماحصل یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا دستور تھا کہ سفر میں جاتے ہوئے ازواج مطہرات کے درمیان قرعہ اندازی فرماتے جس کا قرعہ نکل آتا اسے ہمراہ لے جاتے۔

اس غزوہ میں قرعہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے نام نکلا اور آپ ﷺ انہیں ساتھ لے گئے غزوے سے واپسی میں ایک جگہ پڑاؤ ڈالا گیا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اپنی حاجت کے لیے گئیں اور اپنی بہن کا ہار عاریۃً لے گئی تھیں کھو بیٹھیں۔

احساس ہوتے ہی اس جگہ واپس گئیں جہاں ہار غائب ہوا تھا اسی دوران وہ لوگ آئے جو آپ کے ہودج اونٹ پر لادا کرتے تھے۔

---

❶ ابوداود: 5170. ❷ الرحیق المختوم: ص 372

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے سمجھا آپ ہودج کے اندر تشریف فرما ہیں اس لیے اسے اونٹ پر لاد دیا، اور ہودج کے ہلکے پن پر نہ چونکے۔

کیونکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ابھی نو عمر تھیں بدن موٹا اور بوجھل نہ تھا نیز چونکہ کئی آدمیوں نے مل کر ہودج اٹھایا تھا اس لیے بھی ہلکے پن پر تعجب نہ ہوا اگر صرف ایک یا دو آدمی اٹھاتے تو انہیں ضرور محسوس ہو جاتا۔

بہر حال حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہار ڈھونڈھ کر قیام گاہ پہنچیں تو پورا لشکر جا چکا تھا اور میدان بالکل خالی پڑا تھا نہ کوئی پکارنے والا تھا نہ جواب دینے والا وہ اس خیال سے وہیں بیٹھ گئیں کہ لوگ انہیں پائیں گے تو پلٹ کر وہیں تلاش کرنے آئیں گے لیکن اللہ اپنے امر پر غالب ہے وہ بالائے عرش سے جو تدبیر چاہتا ہے کرتا ہے۔

چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی آنکھ لگ گئی اور وہ سو گئیں پھر صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ کی یہ آواز سن کر بیدار ہوئی کہ انا للہ وانا الیہ راجعون، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی......؟

وہ پچھلی رات کو چلا آ رہا تھا، صبح کو اس جگہ پہنچا جہاں آپ موجود تھیں، انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا تو پہچان لیا کیونکہ وہ پردے کا حکم نازل ہونے سے پہلے بھی انہیں دیکھ چکے تھے انہوں نے انا للہ پڑھی اور اپنی سواری بٹھا کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قریب کر دی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اس پر سوار ہو گئیں۔

حضرت صفوان نے انا للہ کے سوا زبان سے ایک لفظ نہ نکالا چپ چاپ سواری کی نکیل تھامی اور پیدل چلتے ہوئے لشکر میں آ گئے یہ ٹھیک دوپہر کا وقت تھا اور لشکر پڑاؤ ڈال چکا تھا۔

انہیں اس کیفیت کے ساتھ آتا دیکھ کر مختلف لوگوں کے اپنے اپنے انداز پر تبصرہ کیا اور اللہ کے دشمن خبیث عبداللہ بن ابی کو بھڑاس نکالنے کا ایک اور موقع مل گیا۔ چنانچہ اس کے پہلو میں نفاق اور حسد کی جو چنگاری سلگ رہی تھی اس نے اس کے کرب کو پنہاں کو عیاں اور نمایاں کیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی بدکاری کی تہمت تراش کر واقعات کے تانے بانے بننا، تہمت کے خاکے میں رنگ بھرنا اور اسے پھیلانا شروع کیا اس کے ساتھی بھی اس بات کو بنیاد بنا کر اس کا تقرب حاصل کرنے لگے۔

اور جب مدینہ آئے تو ان تہمتوں تراشوں نے خوب جم پر پروپیگنڈہ کیا ادھر رسول اللہ ﷺ خاموش تھے کچھ بول نہیں رہے تھے۔ لیکن جب لمبے عرصے تک وحی نہ آئی تو آپ ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے علیحدگی کے متعلق اپنے خاص صحابہ سے مشورہ کیا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے صراحت کے بغیر اشاروں میں مشورہ دیا کہ آپ ان سے علیحدگی اختیار کر کے کسی اور سے شادی کر لیں لیکن حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ وغیرہ نے مشورہ دیا کہ آپ ﷺ انہیں اپنی زوجیت میں برقرار رکھیں۔

اور دشمنوں کی بات پر کان نہ دھریں۔

اس کے بعد آپ ﷺ نے منبر پر کھڑے ہو کر عبداللہ بن ابی کی ایذاء رسانیوں سے نجات دلانے کی طرف توجہ دلائی۔

اس پر حضرت سعد بن معاذ اور اسیر بن حضیر رضی اللہ عنہما نے اس کے قتل کی اجازت چاہی لیکن سعد بن عبادہ پر جو عبداللہ بن ابی کے قبیلہ خزرج کے سردار تھے، قبائلی حمیت غالب آ گئی اور دونوں حضرات میں ترش کلامی ہو گئی جس کے نتیجے میں دونوں قبیلے بھڑک اٹھے رسول اللہ ﷺ نے خاصی مشکل سے انہیں خاموش کیا پھر خود بھی خاموش ہو گئے۔

ادھر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا حال یہ تھا کہ غزوے سے واپس آتے ہی بیمار پڑ گئیں اور ایک مہینے تک مسلسل بیمار رہیں انہیں اس تہمت کے بارے میں کچھ بھی معلوم نہ تھا، البتہ انہیں یہ بات کھٹکتی رہتی تھی کہ بیماری کی حالت میں رسول اللہ ﷺ کی طرف سے جو لطف وعنایت ہوا کرتی تھی اب وہ نظر نہیں آ رہی تھی بیماری ختم ہوئی تو وہ ایک رات ام مسطح رضی اللہ عنہا کے ہمراہ قضائے حاجت کے لیے میدان میں گئیں۔

اتفاق سے ام مسطح اپنی چادر میں پھنس کر پھسل گئیں اور اس پر انہوں نے اپنے بیٹے کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بد دعا دی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس حرکت پر اسے ٹوکا تو انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ بتلانے کے لیے کہ میرا بیٹا بھی پروپیگنڈہ کے جرم میں شریک ہے تہمت کا واقعہ کہہ سنایا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے واپس آ کر اس خبر کا ٹھیک ٹھیک پتا لگانے کی غرض سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے والدین کے پاس جانے کی اجازت چاہی، پھر اجازت پا کر والدین کے پاس تشریف لے گئیں۔ اور صورت حال کا یقینی طور پر علم ہو گیا تو بے اختیار رونے لگیں اور پھر دو راتیں اور ایک دن روتے روتے گزر گیا۔

اس دوران نہ نیند کا سرمہ لگایا نہ آنسو کی جھڑی رکی۔

وہ محسوس کرتی تھیں کہ روتے روتے کلیجہ شق ہو جائے گا۔

اسی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے کلمہ شہادت پر مشتمل خطبہ پڑھا اور اما بعد کہہ کر فرمایا اے عائشہ! مجھے تمہارے متعلق ایسی اور ایسی بات کا پتہ لگا ہے۔ اگر تم اس سے بری ہو تو اللہ تعالیٰ عنقریب تمہاری براءت ظاہر فرما دے گا اور اگر خدانخواستہ تم سے کوئی گناہ سرزد ہو گیا ہے تو تم اللہ سے مغفرت مانگو اور توبہ کرو، جب بندہ اپنے گناہ کا اقرار کر کے اللہ کے حضور توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے۔

اس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے آنسو ایک دم تھم گئے اور اب انہیں آنسو کا ایک قطرہ بھی محسوس نہیں ہو رہا تھا۔ انہوں نے اپنے والدین سے کہا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دیں لیکن ان کی سمجھ میں نہ آیا کہ کیا جواب دیں۔

اس کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خود ہی کہا: واللہ! میں جانتی ہوں کہ یہ بات سنتے سنتے آپ لوگوں کے دلوں میں اچھی طرح بیٹھ گئی ہے۔

اور آپ لوگوں نے اسے بالکل سچ سمجھ لیا ہے۔ اس لیے اب اگر میں یہ کہوں کہ میں بری ہوں...... اور اللہ خوب جانتا ہے میں بری ہوں...... تو آپ لوگ میری بات سچ نہیں سمجھیں گے اور اگر میں کسی بات کا اعتراف کر لوں...... حالانکہ اللہ خوب جانتا ہے کہ میں اس سے بری ہوں...... تو آپ لوگ صحیح مان لیں گے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسی صورت میں واللہ میرے لیے اور آپ لوگوں کے لیے وہی مثل ہے، جسے حضرت یوسف علیہ السلام کے والد نے کہا تھا۔

﴿فَصَبْرٌ جَمِيلٌ ۖ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَىٰ مَا تَصِفُونَ﴾

''صبر ہی بہتر ہے اور تم لوگ جو کہتے ہو اس پر اللہ کی مدد مطلوب ہے۔''

اس کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جا کر لیٹ گئیں اور اسی وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کا نزول شروع ہوگیا۔ پھر جب آپ سے نزول وحی کی شدت وکیفیت ختم ہوئی تو آپ مسکرا رہے تھے۔اور آپ نے پہلی بات جو فرمائی وہ یہ تھی کہ اے عائشہ! اللہ نے تمہیں بری کر دیا ہے۔

اس پر (خوشی سے) ان کی ماں بولیں (عائشہ) حضور کی جانب اٹھو (شکریہ ادا کرو) انہوں نے اپنے دامن کی براءت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پر اعتماد اور وثوق کے سبب قدرے ناز کے انداز میں کہا، واللہ میں تو ان کی طرف نہ اٹھوں گی اور صرف اللہ کی حمد کروں گی۔

اس موقع پر واقعہ افک سے متعلق جو آیات اللہ نے نازل فرمائیں وہ سورۂ نور کی دس آیات ہیں جو ﴿إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنكُمْ﴾ سے شروع ہوتی ہیں۔

اس کے بعد تہمت تراشنے کے جرم میں مسطح بن اثاثہ حسان بن ثابت اور حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہم کو اَسّی کوڑے مارے گئے۔ ❶

قارئین کرام! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ منافقوں کی گھڑی ہوئی یہ افواہ اور جھوٹ اللہ کے نبی ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے کس قدر تکلیف دہ ثابت ہوئی۔

اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جھوٹی افواہ پھیلانا اس قدر سنگین جرم ہے کہ اگر اس میں کوئی صحابی بھی ملوث ہے تو حد قذف سے اسے چھوٹ نہیں۔

اور یہی افواہ بعض اوقات مسلمانوں کے عقیدے کی بگاڑ کا باعث بھی بنتا ہے جیسے بسا اوقات لوگ یہ افواہ پھیلاتے ہیں کہ اگر آج آپ چاند کو غور سے دیکھیں تو نہ چاند پر سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی تصویر نظر آ رہی ہے۔

❶ الرحیق المختوم، ص 452 تا 455۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور بعض روافض دعویٰ کرتے نظر آتے ہیں کہ آج ان کی امام بارگاہ کے علم میں سیدنا حسین اور اہل بیت عظام کی تصاویر نظر آئی ہیں وغیرہ وغیرہ۔

ایسی ہی ایک جھوٹی افواہ کے متعلق راقم الحروف کے والد محترم بیان کرتے ہیں کہ نیوسعید آباد کے سندھ کے علاقے میں ایک افواہ پھیلائی گئی کہ ایک ہندو کے گھر میں ایک بچے نے جنم لیا جس کی آنکھ کے تارے میں نبی محترم ﷺ کا اسم مبارک 'محمد' مرقوم ہے۔

والد محترم بیان کرتے ہیں کہ ابھی ہم اتنے پختہ عقیدہ والے نہیں تھے لہٰذا ہم بھی ایک خصوصی گاڑی کے ذریعے مذکورہ مقام پہنچے جہاں لوگوں کی بہت بڑا ہجوم ہجوم آیا ہوا تھا۔

ہم نے بہت کوشش کی کہ نظر آئے لیکن کچھ نظر نہیں آیا۔

بالآخر ہم سندھ کے بہت بڑے عالم ومحدث علامہ سید محبّ اللہ شاہ راشدی رحمہ اللہ کے ہاں آئے، شاہ صاحب ابھی زندہ تھے۔ ہم نے پورا واقعہ بیان کر کے بتایا تو آپ بہت برہم ہوئے اور آئندہ کے لیے ایسی کسی جھوٹی افواہ پر کان دھرنے سے منع کیا اسی طرح اندرون سندھ میں ایک درگاہ سعدی موسانی کے متعلق قبر پرستوں نے یہ افواہ پھیلا رکھی ہے کہ اس درگاہ میں مدفون سید زادہ آنکھوں کا علاج (آپریشن) کرتے ہیں۔

جو یہاں آتا ہے اس کی آنکھوں کی تکلیف دور ہو جاتی ہے اور اس کی بینائی تیز ہوتی ہے۔ وغیرہ وغیرہ

قارئین کرام! اب اس درگاہ میں آنکھوں کے مریضوں کا ہر وقت رش رہتا ہے۔

اسی طرح سن 1400 ہجری میں چند شر پسندوں نے مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کر کے حرم مکہ پر قبضہ کرنے کی کوشش کی، حرم مکہ کے اندر خون بہایا اور حرم شریف کی عزت وتقدس کو پامال کیا۔

ہوا کچھ یوں کہ یکم محرم الحرام سن 1400 ہجری صبح کو امام حرم شیخ عبداللہ بن سبیل نے ابھی نماز فجر کا سلام پھیرا ہی تھا اور مکبّر دوسری جانب سلام پھیرنے والا ہی تھا کہ حملہ آور اللہ اکبر جہاد جہاد کے فلک شگاف نعرے لگاتے، ریلوالر رائفلیں اور سٹین گنیں ہوا میں لہراتے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئے جوتوں سمیت دوڑتے ہوئے حرم میں گھس آئے۔

چند آدمیوں نے امام صاحب کو گھیرے میں لے لیا اور کچھ لوگ مکبرہ میں لاؤڈ اسپیکر پر قابض ہو گئے۔ اس وقت حرم شریف میں ایک لاکھ کے قریب نمازی موجود تھے۔ جن میں اکثریت غیر ملکی حجاج کی تھی جبکہ حملہ آوروں کی تعداد دوسو سے پانچ سو تک بتائی جاتی ہے۔ جو زیادہ سعودی اور بعض مصری یمنی کویتی، سوڈانی، عراقی اور پاکستانی بھی تھے۔

یہ لوگ باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت طویل جنگ کے لیے تیار ہو کر آئے تھے۔

ان کا ستائیس سالہ مرغنہ محمد بن عبداللہ قحطانی جس نے چار سال تک مکہ یونیورسٹی سے اسلامی قوانین کی تعلیم حاصل کی تھی۔

اس کا دست راست جہیمان بن یوسف الهتیبہ تھا، مفسرین نے حرم کے تمام دروازے بند کر لیے اور مؤذن کے کیبن سے ایک آدمی نے عربی میں اعلان کیا کہ مہدی موعود جس کا نام محمد بن عبداللہ ہوگا آچکا ہے، دوسرے آدمی نے عربی میں لکھی ہوئی تقریر پڑھ کر سنائی۔ اور اس کا اردو ترجمہ ایک اور آدمی نے سنایا۔

نام نہاد مہدی نے بھی مائیک پر یہ اعلان کیا کہ میں نئی صدی کا مہدی ہوں، میرے ہاتھ پر سب لوگ بیعت کریں، چنانچہ بعد میں مقام ابراہیم کے پاس کوڑوں اور سینگوں کے سائے میں لوگوں کو دھمکاتے ہوئے گمراہ ٹولے نے خود ہی بیعت کرنا شروع کر دی کہ شاید دوسرے لوگ بھی دام تزویر میں پھنس جائیں مگر حجاج میں سے کسی نے بھی اس مذموم فعل کی حوصلہ افزائی نہیں کی، امام کعبہ کو بھی بیعت کے لیے مجبور کیا گیا مگر اس مردحق آگاہ کے پائے استقامت میں ذرہ بھی جنبش نہیں آئی۔

اتنے میں انتظامیہ نے بجلی کا کنکشن کاٹ دیا اور پورا حرم تاریکی میں ڈوب گیا جس سے لوگوں میں زبردست خوف وہراس اور سراسیمگی پھیل گئی جب وہ باہر نکلنے کے لیے دروازوں کی طرف بڑھے تو انہیں بند پا کر زیادہ حواس باختہ ہو گئے۔

باب اسلام جدید کے زیرزمین راستہ اکثر لوگ باہر نکلے جبکہ بہت سے لوگوں نے صفا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مروہ کے درمیان بلند و بالا کھڑکیوں سے چھلانگ لگا کر جان بچائی۔

امام حرم جو اپنی حاضر دماغی کے باعث مفسدین کے چنگل سے بچ نکلنے میں کامیاب ہو گئے تھے، فوراً ایک کمرہ میں جا کر ٹیلیفون سے حکام کو صورت حال سے آگاہ کیا اور اپنی عباء اتار کر عام نمازیوں میں شامل ہو کر باہر نکل گئے اسی اثناء میں حملہ آور میناروں سمیت بہت سے محفوظ اور اہم جگہوں پر مورچہ بند ہو گئے اور وقفے وقفے سے گولیاں چلانے لگے۔ چونکہ سعودی حکومت میں سپر پاور علماء کرام کو حاصل ہے، اس لیے شاہ خالد نے فی الفور 34 علماء کرام پر مشتمل سپریم کونسل کا اجلاس ریاض میں طلب کر لیا، علماء کرام نے قرآن وحدیث کی روشنی میں متفقہ طور پر فیصلہ کیا کہ مسلح گمراہ افراد کے خلاف تشدد کی کارروائی شریعت کے عین مطابق ہے اور مسلمانوں کی جان کا تحفظ کرنے کے لیے اہم اقدامات نہایت ضروری ہیں۔ اس فتویٰ کی روشنی میں بیت اللہ کے تقدس کے نظریہ ضروری تھا کہ کم از کم نقصان ہو اور بحران پر قابو پا لیا جائے اس لیے سعودی افواج نے بھاری اسلحہ استعمال کرنے سے گریز کیا تاہم چودہ دن کی زبردست جنگ کے نقصانات کی چشم دید رپورٹ عرب نیوز کے نمائندے نے 10 دسمبر کو اس طرح پیش کی۔

حرم کے اندر پارکنگ فوجی جیپوں سے بھری ہوئی تھی، جن میں مشین گنیں نصب تھیں، حفاظتی انتظامات انتہائی سخت تھے۔ قرب وجوار کے مکانات لڑائی کے دوران خالی کرا لیے گئے تھے۔ مروہ کی جانب سے سعی کا آخری دروازہ ٹوٹا ہوا تھا، دونوں طرف کی دیواریں مسمار ہو چکی تھیں، حرم کی مشرقی جانب مروہ کو صفا سے جدا کرنے والی دیوار مکمل طور پر تباہ ہو چکی تھی، دیواروں دروازوں اور چند بچی کھچی کھڑکیوں کے ٹکڑوں پر گولیوں اور گولوں کے نشانات نمایاں تھے، بجلی کی ٹیوبیں پنکھے اور ائیر کنڈیشنر تباہ و برباد پڑے تھے۔

حرم کے مینار جن پر مفسدین مورچہ بند تھے جہاں سے تمام راستوں کی ناکہ بندی کر رکھی تھی اور جہاں کوئی چیز ہلتی نظر آتی تو اس پر گولیوں کی بوچھاڑ کر دی جاتی، میناروں پر جا بجا گولیاں کے نشانات موجود تھے، متعدد دستے ٹوٹے ہوئے تھے اور بعض مکمل طور پر تباہ کر دیئے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گئے، دوسری منزل کو جانے والی سیڑھیاں بکتر بند گاڑیوں اور فوجی ٹرکوں کے وزن سے ڈھیر ہو چکی تھیں، ستونوں پر بڑی نقاہت سے جو سنگ مرمر چڑھایا گیا تھا وہ اکھڑا ہوا تھا، حرم کے تہہ خانوں میں گھٹنوں تک پانی کھڑا تھا، اور صبح کی لڑائی کے دوران سعودی فوج کے مرتدین کو جو ہتھیار ڈالنے کے لیے جو ٹائر جلائے تھے ان کی بو اب تک کافی شدید تھی جس سے میرا دم گھٹنے لگا، میں نے دیکھا کہ تہہ خانوں کو جانے والے راستوں پر مفسرین نے خاردار تار بچھا رکھی تھی تاکہ سعودی فوج کا راستہ روکا جا سکے میں حالات دیکھ کر جذبات پر قابو نہ رکھ سکا۔ ❶

اس المناک سانحہ میں کتنی معصوم جانوں کو خاک اور خون میں تڑپایا گیا اور حرم محترم کی تقدیس کو کس طرح پامال کیا گیا، مرتدین کا مکمل صفایا کرنے کے بعد 7 دسمبر 1979ء کو جب دوبارہ حرم شریف کو عبادت کے لیے کھولا گیا تو سعودی عرب کے وزیر داخلہ شہزادہ نائف بن عبدالعزیز نے کہا:

خانہ کعبہ کو مفسدین سے پاک کرنے اور بیت اللہ شریف پر دوبارہ مکمل کنٹرول حاصل کرنے کے لیے سعودی نیشنل گارڈز کے فوجیوں اور مسلح حملہ آوروں کے درمیان شدید جنگ ہوئی، اس لڑائی میں پچھتر باغی ہلاک ہوئے اور ساٹھ نیشنل گارڈ کے فوجی شہید ہوئے۔

چار پاکستانیوں سمیت چھبیس حاجی بھی جان بحق ہوئے سینکڑوں زخمی ہوئے بیت اللہ کی حرمت اور تقدس کو پامال کرنے والوں میں سے ایک سو ستر کو زندہ گرفتار اور ان میں پچاس مفسدین کو ٹیلی ویژن پر دکھایا گیا۔

ٹیلی ویژن کے تبصرہ نگار نے ان لوگوں کو ازلی جہنمی اور مرتد قرار دیا اور کہا کہ ان پر ہمیشہ لعنت اور پھٹکار بھیجی جاتی رہے گی۔

سزائے موت:

حرم کعبہ پر قبضہ اور خونریزی کرنے والے تریسٹھ مرتدین اپنے کیفر کردار کو پہنچ گئے سعودی وزیر داخلہ کے اعلان کے مطابق اس المناک واقعہ کی تحقیقات کی گئیں اور اس کو

❶ بحوالہ روزنامہ نوائے وقت 11 دسمبر 1979ء۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رپورٹ شاہ خالد کو پیش کر دی گئی۔

اس رپورٹ میں مرتدین کے حلفیہ بیان بھی شامل تھے جس میں انہوں نے اعتراف جرم کیا تھا، بعد ازاں علماء کرام کی اعلیٰ کونسل سے اس بارے میں فتویٰ حاصل کیا گیا، ان علماء نے مجرموں کے سر قلم کرنے کی اجازت دی، اس بناء پر شاہ خالد نے مجرمین کے لیے سزائے موت کے احکامات جاری کر دیئے۔

وزارت داخلہ کے بیان کے مطابق مکہ معظّمہ میں پندرہ افراد، ریاض میں دس مدینہ منورہ میں سات، دمام میں سات، بریدہ میں سات، حائل میں پانچ، ابہا میں سات اور بوک میں پانچ منافقوں کے سر قلم کر دیئے گئے۔ سزا یافتگان میں اکتالیس سعودی عرب دس مصر چھ جنوبی یمن، تین کویت، شمالی یمن اور عراق کا ایک آدمی تھا۔

جن مجرموں نے خون نہیں بہایا یا جو ان منافقین کے سرغنے نہیں تھے یا اکسانے والوں میں شامل نہیں تھے، ان افراد کو قید کی ان کے جرم کی نوعیت کے مطابق سزا دی جائے گی، مجرموں میں بعض عورتیں بھی شامل تھیں جنہیں اصلاح عقیدہ کے لیے دار النسوہ کے سپردہ کر دیا گیا۔ [1]

قارئین کرام! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ مہدی موعود ہونے کی جھوٹا دعویٰ اور جھوٹی افواہ پھیلانے سے کس قدر نقصان ہوا اور کس طرح حرمت والی جگہ کی حرمت کو پامال کر کے وہاں خون بہایا گیا اور بہت بڑا فساد برپا کیا گیا؟

اس سے معلوم ہوا کہ جھوٹی افواہ کو جنم دینا ایک گمراہ کن فعل ہے، جس سے بہت سی خرابیاں جنم لیتی ہیں۔

اس لیے جھوٹ کو مومن کی شایان شان کے خلاف قرار دیا گیا اور جھوٹ کے راستے کو جہنم کا راستہ قرار دیا گیا۔

---

[1] نوائے وقت 10 جنوری 1980ء بحوالہ قہر خداوندی بر گستاخان اصحاب النبی ﷺ، از محمد اسماعیل گرنگی، ص 166 تا 173۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((ان الصدق یهدی الی البر وان البر یهدی الی الجنة وان الرجل لیصدق حتی یکون صدیقا وان الکذب یهدی الی الفجور وان الفجور یهدی الی النار وان الرجل لیکذب حتی یکتب عند الله کذابا .)) ❶

”بلاشبہ سچ نیکی کی راہنمائی کرتا ہے اور نیکی جنت کی راہ دکھاتی ہے اور یقیناً آدمی سچ بولتا (رہتا) ہے یہاں تک کہ وہ صدیق بن جاتا ہے، جھوٹ بلاشبہ برائی کی راہ دکھاتی ہے اور برائی جہنم کی طرف لے جاتی ہے اور یقیناً آدمی جھوٹ بولتا (رہتا) یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بڑا جھوٹا لکھا جاتا ہے۔“

اللہ تعالیٰ سے دعا کہ وہ ہمیں جھوٹ بولنے اور جھوٹی افواہ کو جنم دینے سے اپنی پناہ میں رکھے۔ آمین ثم آمین

---

❶ صحیح بخاری: 6094.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

سچ کے ثمرات و برکات

قارئین کرام! آپ نے سابقہ معروضات میں جھوٹا اور جھوٹی افواہوں کی قباحات ملاحظہ کیں۔

اب ضروری ہے کہ آپ حضرات کی خدمت میں صدق وسچائی کی ثمرات کا ذکر کیا جائے کہ سچ میں مومن کے لیے کس قدر خیر پوشیدہ ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ ﴾ (التوبة:119)

''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھی بنو۔''

سچ بولنے سے کیا ثمرات حاصل ہوتے ہیں؟

آپ ﷺ کا فرمان ہے:

((ان الصدق يهدى الى البر وان البر يهدى الى الجنة .)) [1]

''یقیناً سچائی نیکی کی طرف لے جاتی ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے۔''

اسی طرح ابو محمد حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے مجھے رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے سنے ہوئے یہ الفاظ یاد ہیں کہ

((دع مالا يريبك الى مالا تريبك فان الصدق طمانينة والكذب ريبة .)) [2]

''وہ چیز چھوڑ دے جو تجھے شک میں ڈال دے اور اس کو اختیار کر جس کی بابت تجھے شک وشبہ نہ ہو اس لیے کہ سچ اطمینان (کا باعث) ہے اور جھوٹ (میں) شک اور بےچینی ہے۔''

---

[1] صحیح بخاری، 2607. [2] ترمذی: 2518.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے معلوم ہوا کہ سچ بولنے سے آدمی کو ذہنی سکون اور اطمینان میسر ہوتا ہے۔ جب کہ جھوٹ اسے بے چینی اور ذہنی تنگی میں جکڑ لیتا ہے۔ اس طرح آپ ﷺ کا فرمان ہے:

((من سال الله شهادة بصدق بلغه الله منازل الشهداء وان مات على فراشه .)) ❶

”جو شخص سچے دل سے اللہ تعالیٰ سے شہادت مانگے تو اللہ تعالیٰ اسے شہداء کے مرتبوں تک پہنچا دے گا، اگرچہ اسے بستر پر ہی موت آئے۔“

قارئین کرام! اللہ تعالیٰ کے ہاں سچ اور سچی نیت کی کس قدر اہمیت وفضیلت ہے کہ اللہ رب العزت سچے دل سے شہادت مانگنے والے شخص کو اپنے بستر پر ہی شہادت کا رتبہ عطا فرما دیتے ہیں۔

سچ کے ثمرات و برکات کے متعلق ایسی ہی ایک روایت سیدنا حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((البيعان بالخيار ما لم يتفرقا فان صدقا و بينا بورك لهما فى بيعهما وان كتما وكذبا محقق بركة بيعهما .)) ❷

”دونوں سودا کرنے والوں کو اس وقت تک اختیار ہے جب تک وہ جدا نہ ہوں پس اگر وہ دونوں سچ بولیں اور چیز کی حقیقت صحیح صحیح بیان کر دیں تو اس سودے میں برکت ڈالی جاتی ہے، اور اگر وہ چھپائیں اور جھوٹ بولیں تو ان کے سودے سے برکت مٹا دی جاتی ہے۔“

اس سے معلوم ہوا کہ اگر ہم سچ بولیں اور سچ کو اپنا وطیرہ بنا لیں تو ہمارے کاروبار میں بھی خیر و برکت نازل ہوگی، ورنہ ان سے خیر کا پہلو اٹھ جائے گا۔

اسی ضمن میں سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کا واقعہ بھی ہمارے لیے مشعل راہ ہے کہ ان کو

❶ مسلم: 1909. ❷ بخاری: 2079.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سچ بولنے پر کیسا اچھا صلہ ملا؟ کہ ان کے سچ بولنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ کو شرف قبولیت عطا کی جو آیات قرآنی کی شکل میں رہتی دنیا تک تلاوت کی جائیں گی۔

ہم یہ واقعہ فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر فضل الٰہی کے الفاظ میں خود سیدنا کعب بن مالک کی زبان بیان کرتے ہیں کہ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوۂ تبوک کے سوا کسی اور غزوہ میں ایسا نہیں ہوا تھا، میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک نہ ہوا ہوں البتہ غزوۂ بدر میں بھی شامل نہیں ہوا تھا۔

لیکن اس سے غیر حاضر رہنے والوں پر آنحضرت ﷺ نے خفگی کا اظہار نہیں فرمایا تھا۔

(غزوۂ تبوک میں) میری صورت حال یہ تھی کہ میں کبھی بھی اتنا زیادہ قوی اور اس قدر آسودہ حال نہیں تھا، جس قدر اس موقع پر تھا، اس غزوہ کے موقع پر میں نے دو سواریاں جمع کر رکھی تھیں جو کہ اس سے پیشتر میرے پاس کبھی جمع نہیں ہوئی تھیں۔

رسول اللہ ﷺ جب کسی غزوہ کے لیے تشریف لے جاتے، تو آپ ﷺ اس کے لیے ذو معنی الفاظ استعمال فرمایا کرتے تھے۔

لیکن اس غزوہ کے وقت (چونکہ) گرمی سخت تھی، سفر دراز اور راستہ بیابانی تھا اور دشمن کی تعداد کثیر تھی، اس لیے آپ ﷺ نے مسلمانوں کے لیے صورت حال کو واضح فرمادیا۔ تاکہ وہ اس کے مطابق تیاری کر لیں۔

آنحضرت ﷺ نے اس سمت کی (بھی) نشان دہی فرمادی، جس کی طرف آپ کا جانے کا ارادہ تھا۔

مسلمان رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کثیر تعداد میں تھے اور کسی رجسٹر میں ان کے نام درج نہیں کیے گئے تھے۔

کعب رضی اللہ عنہ نے (مزید) بیان کیا کوئی بھی شخص اگر اس غزوۂ سے غائب رہتا تو وہ یہ خیال کر سکتا تھا کہ اس کی غیر حاضری مخفی رہے گی، سوائے اس کے کہ اس کے متعلق وحی نازل ہو۔ رسول اللہ ﷺ اس غزوۂ کے لیے اس وقت نکلے جب کہ پھل پک چکے تھے اور سائے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دراز ہو چکے تھے۔ رسول اللہ ﷺ اپ کے ساتھ مسلمانوں نے تیاری کی۔ میں بھی تیاری کرنے کا سوچ رہا تھا لیکن میں نے کچھ بھی نہیں کیا اور اپنے دل میں کہا میں (کسی بھی وقت) تیاری کر سکتا ہوں۔

یوں ہی وقت گزرتا رہا، لوگوں نے اپنی تیاری مکمل کر لیں اور رسول اللہ ﷺ مسلمانوں کے ساتھ روانہ بھی ہو گئے۔

میں نے اس وقت تک کوئی تیاری نہیں کی تھی۔ یوں ہی وقت گزرنا گیا۔ یہاں تک کہ وہ تیزی سے چلے گئے اور غزوہ میں شرکت میرے لیے دور کی بات ہو گئی۔

میں یہی ارادہ کرتا رہا کہ جاؤں اور انہیں پالوں۔ کاش میں نے ایسا کر لیا ہوتا لیکن یہ میرے نصیب میں نہ تھا۔

آنحضرت ﷺ کے تشریف لے جانے کے بعد جب میں باہر نکلتا اور لوگوں میں گھومتا تو مجھے دیکھ کر رنج ہوتا کہ وہاں صرف دو ہی قسم کے لوگ تھے، ایک وہ جن پر نفاق کی تہمت تھی، اور دوسرے وہ کمزور لوگ جنہیں اللہ تعالیٰ نے معذور قرار دے دیا تھا۔

تبوک پہنچنے تک رسول اللہ ﷺ نے میرا ذکر نہ فرمایا، تبوک میں ایک مجلس میں آنحضرت ﷺ نے استفسار فرمایا: ما فعل کعب؟ کعب نے (یہ) کیا کیا؟

بنو سلمہ کے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ حسن و جمال یا لباس پر غرور نے اس کو آنے نہیں دیا۔ اس پر معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہا تم نے بری بات کہی ہے! اللہ کی قسم! یا رسول اللہ ہم ان کے متعلق خیر کے سوا اور کچھ نہیں جانتے۔

رسول اللہ ﷺ خاموش رہے۔

کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، جب مجھے معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ واپس تشریف لا رہے ہیں، تو مجھ پر فکر سوار ہوا اور میرا ذہن کوئی ایسا جھوٹا بہانہ تلاش کرنے لگا جس سے میں کل آنحضرت ﷺ کی خفگی سے بچ سکوں۔ میں نے اس سلسلے میں اپنے گھر کے ہر عقل مند فرد سے مشورہ بھی کیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب مجھ سے یہ ذکر کیا گیا کہ رسول اللہ ﷺ (مدینہ طیبہ کے) قریب آ چکے ہیں تو غلط خیالات میرے ذہن سے نکل گئے اور مجھے یقین ہو گیا کہ میں اپنے آپ کو کسی ایسی چیز کے ذریعہ سے نہیں بچا سکتا۔ جس میں جھوٹ ہو۔ چنانچہ میں نے سچی بات کا پختہ عزم کر لیا، صبح کے وقت رسول اللہ ﷺ تشریف لائے، آپ ﷺ کی عادت تھی کہ جب سفر سے واپس آتے تو پہلے مسجد تشریف لاتے اور دو رکعت نماز پڑھتے پھر لوگوں کے لیے تشریف فرما ہوتے، جب آپ ﷺ (حسب عادت) ایسا کر چکے تو پیچھے رہنے والے لوگ آ کر قسمیں کھا کھا کر اپنے عذر بیان کرنے لگے ایسے لوگوں کی تعداد اسی (80) سے کچھ اوپر تھی۔

آنحضرت ﷺ نے ان کے ظاہر کو قبول فرمایا، ان سے عہد لیا ان کے لیے مغفرت کی دعا فرمائی اور ان کے باطن کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کیا۔

ان کے بعد میں آپ ﷺ کے روبرو حاضر ہوا میں نے سلام عرض کیا، تو آپ ﷺ مسکرائے اور آپ کی مسکراہٹ میں ناراضی تھی۔ پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا آؤ (یعنی قریب ہو جاؤ)

میں چل کر آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ما خلفك؟ الم تكن قد ابتعت ظهرك، تمہیں کس چیز نے پیچھے رکھا؟ کیا تم نے اپنی سواری خرید نہ رکھی تھی؟ میں نے عرض کیا کیوں نہیں۔ (یعنی میں نے سواری خرید رکھی تھی) اللہ تعالیٰ کی قسم اگر میں آپ کے سوا دنیا کے کسی اور شخص کے پاس بیٹھا ہوتا تو کوئی نہ کوئی عذر گھڑ کر اس کی خفگی سے بچ سکتا تھا مجھے بات بنانے کا سلیقہ دیا گیا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی قسم مجھے یقین ہے کہ اگر آج میں آپ کے سامنے کوئی جھوٹا عذر بیان کر کے آپ کو راضی کر لوں گا، تو یقیناً اللہ تعالیٰ بہت جلد آپ کو مجھ سے ناراض کر دیں گے اور اگر میں نے آپ کے حضور سچی بات عرض کی، تو آپ کو مجھ پر خفگی ہو گی۔ لیکن ایسی بات کرتے ہوئے مجھے اللہ تعالیٰ سے معافی کی پوری امید ہے۔

نہیں اللہ تعالیٰ کی قسم! (پیچھے رہنے کے لیے) میرے پاس کوئی عذر نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قسم! آپ سے پیچھے رہتے وقت میں اس قدر قوی اور آسودہ حال تھا کہ اس سے پہلے کبھی ایسے نہیں تھا، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اما هذا فقد صدق قم حتى يقضى الله فيك .))

''اس نے یقیناً سچی بات بتلائی ہے سو اٹھ جاؤ، یہاں تک کہ تمہارے بارے میں اللہ تعالیٰ (خود ہی) فیصلہ فرما دیں۔''

میں اٹھا اور میرے پیچھے بنو سلمہ کے کچھ لوگ دوڑے ہوئے آئے اور مجھ سے کہنے لگے: ہمارے علم کے مطابق تم نے اس سے پہلے کوئی گناہ نہیں کیا، تم نے بڑی کوتاہی کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے روبرو کوئی عذر پیش نہیں کیا، جیسا کہ پیچھے رہنے والے (دیگر) لوگوں نے بیان کیا ہے۔ تمہارے گناہ کے لیے رسول اللہ ﷺ کا استغفار ہی کافی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی قسم ان لوگوں نے مجھے اتنا ملامت کیا کہ میں نے واپس پلٹ کر اپنی تکذیب کا ارادہ کر لیا (یعنی آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے سبقہ بیان کی تکذیب کر کے جھوٹا عذر پیش کر دوں) پھر میں نے ان سے دریافت کیا کیا کسی اور کو بھی میری والی صورت حال پیش آئی ہے؟

انہوں نے بتایا ہاں دو اشخاص نے وہی بات کہی ہے جو تم نے کہی ہے اور ان سے وہی کہا گیا ہے جو تم سے کہا گیا ہے۔

انہوں نے جواب دیا: مرارہ بن ربیع العمری اور ہلال بن امیہ واقفی رضی اللہ عنہما۔ انہوں نے میرے لیے دو ایسے اشخاص کا ذکر کیا جو کہ غزوۂ بدر میں شریک ہوئے تھے اور میرے لیے ان میں نمونہ تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے پیچھے رہنے والوں میں سے ہم تین کے ساتھ گفتگو سے منع فرما دیا، لوگ ہم سے دور ہو گئے اور وہ ہمارے ساتھ اس قدر بدل گئے یہاں تک کہ میں نے زمین کو بھی اپنے لیے مختلف پایا، زمین وہ نہ رہی تھی جس سے میں آشنا تھا ہم اس حالت میں پچاس روز رہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میرے دوساتھیوں نے تو ہمت ہار دی، اور وہ اپنے گھروں میں بیٹھے روتے رہے، میں تینوں میں سے نسبتاً جوان اور طاقت ور تھا میں باہر نکلتا اور مسلمانوں کے ساتھ نماز میں شریک ہوتا اور بازاروں میں گھومتا (لیکن) مجھ سے کوئی گفتگو نہ کرتا۔

رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتا اور آپ ﷺ نماز کے بعد اپنی مجلس میں تشریف فرما ہوتے تو میں سلام عرض کرنے کے بعد اپنے دل میں کہتا کیا آپ ﷺ نے میرے سلام کا جواب دینے کی خاطر اپنے لبوں کو حرکت دی ہے یا نہیں؟

پھر میں آپ کے قریب ہی نماز پڑھنے لگ جاتا اور آپ کو کنکھیوں سے دیکھتا رہتا، جب میں نماز کی طرف متوجہ ہوتا تو آپ ﷺ میری طرف توجہ فرماتے اور جب میں آپ کی طرف دیکھتا تو آپ ﷺ رخ مبارک کو پھیر لیتے۔

آخر جب لوگوں کو یہ بے رخی دراز ہوتی گئی تو میں ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کے باغ کی طرف گیا اور اس کی دیوار پر چڑھ گیا۔ وہ میرے چچا زاد بھائی اور لوگوں میں سے مجھے سب سے زیادہ پیارے تھے، میں نے انہیں سلام کیا۔ اللہ کی قسم! اس نے میرے سلام کا جواب (تک) نہ دیا۔ میں نے کہا: اے ابوقتادہ میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تمہیں میرے بارے میں اس بات کا علم ہے کہ میں اللہ تعالیٰ اور ان کے رسول اللہ ﷺ سے محبت کرتا ہوں۔ وہ چپ رہے میں نے اپنا سوال دہرایا اور انہیں قسم دے کر دریافت کیا لیکن وہ (پھر بھی) خاموش رہے، میں نے پھر سوال دہرایا، انہیں قسم دے کر پوچھا تو انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ اور ان کے رسول زیادہ جانتے ہیں۔ میری آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے میں واپس چلا آیا اور دیوار پر چڑھ کر (باہر آ گیا)۔

انہوں نے (مزید) بیان کیا، میں مدینہ کے بازار میں جا رہا تھا کہ شام کا ایک کاشت کار جو غلہ بیچنے مدینہ آیا تھا کہہ رہا تھا کعب بن مالک تک پہنچانے میں میری راہنمائی کون کرے گا؟

لوگوں نے میری طرف اشارہ کرنا شروع کیا تو وہ میری طرف آیا اور مجھے شاہ غسان کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک خط دیا، جس میں تھا:

اما بعد! بلا شبہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمہارے صاحب یعنی (رسول اللہ) نے تم پر زیادتی کی ہے اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں ذلت اور ضائع ہونے کی جگہ میں نہیں رکھا (یعنی ایسی جگہ رہنے کا پابند نہیں فرمایا) آپ ہمارے پاس تشریف لے آیئے ہم آپ کے ساتھ تعاون کریں گے، جب میں نے اس کو پڑھا تو میں نے کہا یہ بھی امتحان ہی کا حصہ ہے میں اس کو لے کر تنور کی طرف گیا اور اسے جلا دیا۔

جب ان پچاس دنوں میں سے چالیس دن گزرے تو رسول اللہ ﷺ کا ایک قاصد میرے پاس آیا اور کہنے لگا بلا شبہ رسول اللہ ﷺ نے تمہیں حکم دیا کہ تم اپنی بیوی سے علیحدہ ہو جاؤ۔

میں نے دریافت کیا، کیا میں اس کو طلاق دے دوں یا مجھے کیا کرنا ہے؟ اس (قاصد) نے کہا نہیں صرف اس سے جدا ہو جاؤ اور اس کے قریب نہیں جانا۔

میں نے اپنی اہلیہ سے کہا اپنے میکے چلی جاؤ اور اس معاملے میں اللہ تعالیٰ کے فیصلہ کرنے تک وہیں رہو۔

اس طرح دس راتیں اور گزر گئیں اور جب سے رسول اللہ ﷺ نے ہم سے گفتگو کی ممانعت فرمائی تھی، اس کی پچاس راتیں پوری ہو گئیں پچاسویں رات کی صبح کو جب میں نماز فجر پڑھ چکا اور میں اپنے گھروں میں سے ایک گھر کی چھت پر اس حالت میں بیٹھا تھا کہ جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میرا دم گھٹا جا رہا تھا اور زمین اپنی وسعتوں کے باوجود مجھ پر تنگ ہو چکی تھی کہ میں نے ایک پکارنے والے کی آواز سنی جو جبل سلع پر چڑھ کر آواز بلند کہہ رہا تھا:

((یا کعب بن مالك ابشر .))

"اے کعب بن مالک! تجھے بشارت ہو۔"

انہوں نے کہا: (یہ سنتے ہی) میں سجدہ میں گر پڑا اور مجھے یقین ہو گیا کہ مصیبت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے چھوٹ جانے کا وقت آ چکا ہے۔

نماز فجر کے بعد رسول اللہ ﷺ نے بارگاہ الٰہی میں ہماری توبہ کی قبولیت کا اعلان فرمایا: تو لوگ ہمیں بشارت دینے کے لیے آنا شروع ہوئے، میرے دونوں ساتھیوں کی طرف (بھی) خوشخبری سنانے والے گئے، ایک شخص نے اپنے گھوڑوں کو میری طرف سرپٹ دوڑانا، بنو اسلم قبیلہ کے ایک شخص نے پہاڑ پر چڑھ کر آواز دی اور آواز (مجھ تک پہنچنے میں) گھوڑے سے زیادہ تیز تھی۔

جب یہ صاحب آواز مجھے خوش خبری دینے آئے تو میں ان کے بشارت سنانے کی خوشی میں اپنے دونوں کپڑے اتار کر انہیں پہنا دیئے اور اللہ تعالیٰ کی قسم! اس دن میرے پاس ان کے سوا کوئی اور چیز نہ تھی، پھر میں نے دو کپڑے مانگ کر پہن لیے اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضری کی خاطر روانہ ہوا۔ لوگ جوق در جوق مجھ سے ملاقات کرتے جاتے اور قبولیت توبہ کی مبارکباد دیتے وہ کہہ رہے تھے بارگاہ الٰہی میں توبہ کی قبولیت مبارک ہو۔

حضرت کعب نے (مزید) بیان کیا، یہاں تک کہ میں مسجد میں داخل ہوا، رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے، آپ کے گرد و پیش لوگ تھے، جب میں نے سلام عرض کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اور آپ کا چہرہ خوشی اور مسرت سے دمک رہا تھا۔

((ابشر بخير يوم مر عليك منذ ولدتك امك .))

''اس دن کی تمہیں بشارت ہو جو کہ تمہاری ماں کے تمہیں جنم دینے سے لے کر آج تک کے تمام دنوں سے تمہارے لیے بہترین ہیں۔''

انہوں نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا:

((امن عندك يا رسول الله ﷺ ام من عند الله .))

''یا رسول اللہ! کیا یہ بشارت آپ ﷺ کی طرف سے ہے یا اللہ تعالیٰ کی جانب سے؟''

آپ ﷺ نے جواب دیا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((لا بل من عند الله .))

"نہیں بلکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے۔"

رسول اللہ ﷺ جب خوش ہوتے تو آپ کا چہرہ اس طرح روشن ہو جاتا تھا جیسے کہ چاند کا ٹکڑا ہو۔ اور ہم آپ کے چہرے سے آپ کی مسرت بھانپ لیتے تھے۔

جب میں آپ کے سامنے بیٹھ گیا تو میں نے عرض کیا:

((یا رسول الله! ان من تو بقی ان انخلع من مالی صدقة الی الله والی رسول الله .))

"یا رسول اللہ! بلاشبہ میں اپنی توبہ (کی قبولیت) کی خوشی میں اپنے مال سے اللہ تعالیٰ اور ان کے رسول ﷺ کے حق میں دست بردار ہو رہا ہوں۔"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((امسك علیك بعض مالك فهو خیر لك .))

"اپنا کچھ مال اپنے پاس بھی رکھ لو یہ تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے۔"

میں نے عرض کیا:

((فانی امسك سهمی الذی بخیبر .))

میں اپنا خیبر کا حصہ اپنے پاس رکھ لوں گا۔"

پھر میں نے عرض کیا:

((یا رسول الله! ان الله انما نجانی بالصدق وان من توبتی الا احدث الا صدقا ما بقیت .))

"یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ نے مجھے سچ بولنے کی وجہ سے نجات دی ہے اور بلاشبہ میری توبہ میں سے یہ بھی ہے کہ میں جب تک زندہ رہوں گا سچ کے سوا اور کچھ نہ بولوں گا۔"

سو اللہ کی قسم! جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ کے روبرو عہد کیا تھا میں کسی ایسے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمان کو نہیں جانا جسے اللہ تعالیٰ نے سچ بولنے کی بنا پر اس قدر نوازا ہو جس قدر کی انہوں نے مجھے نوازا۔

رسول اللہ ﷺ کے حضور عہد کرنے سے لے کر آج تک میں نے جھوٹ کا ارادہ بھی نہیں کیا اور مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ بقیہ زندگی میں بھی مجھے اس سے محفوظ رکھے گا۔

اور اللہ تعالیٰ نے (ہمارے بارے میں) اپنے رسول اللہ ﷺ پر یہ آیات نازل فرمائیں۔

﴿لَقَدْ تَابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَ الْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْۢ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۷﴾ وَّ عَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا ۭ حَتّٰٓى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَ ضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَ ظَنُّوْٓا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّآ اِلَيْهِ ۭ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۱۸﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۱۱۹﴾﴾

(التوبة: 117-119)

''یقیناً اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ مہاجرین اور انصار کی توبہ قبول فرمائی جنہوں نے مشکل وقت میں آنحضرت ﷺ کی پیروی کی جب کہ قریب تھا کہ ایک گروہ کے دلوں میں کجی آ جائے پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی، بے شک وہ ان پر ہی بہت شفقت فرمانے والے نہایت مہربان ہیں اور ان تینوں کی بھی جو پیچھے رہ گئے تھے۔ یہاں تک کہ زمین اپنی وسعت کے باوجود ان پر تنگ ہوگئی اور خود ان کی جانیں (بھی) ان پر تنگ ہوگئیں اور انہیں یقین ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ سے بھاگ کر ان کی جانب کے علاوہ اور کوئی جائے پناہ نہیں ہے انہوں نے (اللہ تعالیٰ) نے ان کی جانب توجہ فرمائی تاکہ وہ توبہ کر لیں۔ یقیناً اللہ تعالیٰ ہی بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والے نہایت مہربان ہیں۔ اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے ڈرو اور سچ بولنے والوں کے ساتھ ہو جاؤ۔''

((فو الله ما انعم الله علی من نعمة قط بعد ان هدانی للاسلام اعظم فی نفسی من صدقی لرسول الله ان لا اکون کذبته فاهلك کما هلك الذین کذبوا فان الله قال للذین کذبوا حین انزل الوحی شر ما قال لاحد فقال تبارك و تعالی: ﴿سَيَحْلِفُونَ بِاللّٰهِ لَكُمْ اِذَا انْقَلَبْتُمْ اِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوْا عَنْهُمْ ؕ فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمْ ؕ اِنَّهُمْ رِجْسٌ وَّ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ ۚ فَاِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ۝﴾ (التوبة: 95-96) [1]

''اللہ تعالیٰ کی قسم! اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہدایت اسلام ملنے کے بعد میری نظر میں رسول اللہ ﷺ کے روبرو اس سچ بولنے سے بڑھ کر مجھ پر کوئی احسان نہیں ہوا کہ میں نے جھوٹ نہیں بولا اور اپنے آپ کو ہلاک نہ کیا جیسے کہ جھوٹ بولنے والے ہلاک ہو گئے تھے۔ وحی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے جھوٹ بولنے والوں کے متعلق اس قدر شدید وعید فرمائی کہ کسی دوسرے کے لیے نہیں فرمائی گئی، اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: ''جب تم لوگ ان کے پاس واپس آؤ گے تو وہ تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کی قسم کھائیں گے تاکہ تم انہیں کچھ نہ کہو سو تم ان سے اعراض کرو بلا شبہ وہ ناپاک ہیں اور ان کے کرتوتوں کے بدلے میں ان کا ٹھکانہ جہنم ہے وہ تمہارے لیے قسمیں کھائیں گے، تاکہ تم ان سے راضی ہو جاؤ، سو اگر تم ان سے راضی (بھی) ہو گئے تو بلا شبہ اللہ تعالیٰ فاسق لوگوں سے راضی نہیں ہوتے۔''

قارئین کرام! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ صحابہ کے سچ بولنے سے انہیں کس قدر ثمرات حاصل ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ کو نہ صرف قبول کیا بلکہ ان کی توبہ کو بطور نمونہ قرآن

[1] صحیح بخاری: 4418۔ صحیح مسلم: 2769۔ بحوالہ جھوٹ کی سنگینی از ڈاکٹر فضل الٰہی ﷾۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مجید میں پیش فرمایا۔

اور ایک طرف سے ہمارے لیے اسوۂ پیش کیا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سچوں کے لیے کس قدر انعام واکرام ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اس واقعہ سے نصیحت حاصل کرنے اور ہمیشہ سچ بولنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین!

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جھوٹ کے چند مثبت پہلو

قارئین کرام! آپ نے ہمارا پورا مبحث ملاحظہ فرمایا کہ جھوٹ بولنا اور جھوٹی افواہ اڑانا ایک انتہائی قبیح فعل ہے۔

جس سے بندے کی دنیا وآخرت تباہ و برباد ہو جاتی ہے اور معاشرے میں کئی فتنے جنم لیتے ہیں۔

مگر یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا جھوٹ کے چند مثبت پہلو بھی ہیں؟ جی ہاں! بوقت ضرورت چند مقامات پر صاحب شریعت نے ہمیں جھوٹ بولنے کی اجازت دی ہے۔ضروری سمجھا گیا ہے کہ اس مبحث کے آخر میں اختصار کے ساتھ ان کی وضاحت بھی کی جائے۔

امام بخاری رحمہ اللہ اپنی صحیح میں سیدہ ام کلثوم بنت عقبہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

((لیس الکذاب الذی یصلح بین الناس فیمنی خیرا او یقول خیرا.)) [1]

”وہ جھوٹا نہیں جو لوگوں کے درمیان صلح کرواتے ہوئے اچھی بات نقل کرتا ہے یا خیر کی بات کرتا ہے۔“

اسی طرح چند دیگر حالات کا ذکر سیدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا کی اس روایت میں موجود ہے جسے امام ترمذی رحمہ اللہ نے اپنی سنن میں نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((لا یحل الکذب الا فی ثلاث یحدث الرجل امراته لیرضیها

---

[1] بخاری: 2692۔ مسلم: 2605.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والكذب في الحرب والكذب ليصلح بين الناس .)) ❶

''تین (حالات) کے علاوہ جھوٹ جائز نہیں آدمی اپنی بیوی کو خوش کرنے کی خاطر بات کرے جنگ میں جھوٹ اور لوگوں کے درمیان اصلاح کی خاطر جھوٹ۔''

ان حالات میں جائز (جھوٹ) سے مراد:

امام خطابی تحریر کرتے ہیں: دو (اشخاص) کے درمیان اصلاح کرنے کے وقت جھوٹ سے مراد یہ ہے کہ ایک شخص کی طرف سے دوسرے تک خیر کی بات پہنچائے عمدہ خبر سنائے اگر چہ اس نے وہ خبر سنی نہ ہو اور اس سے مقصود اصلاح ہو۔

جنگ میں جھوٹ یہ ہے کہ اپنی قوت کا اظہار کرے ایسی گفتگو کرے کہ اس کے ساتھیوں کے لیے باعث تقویت ہو اور دشمن کو مغالطے میں ڈالے نبی کریم ﷺ سے روایت کی گئی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جنگ دھوکا ہے۔ ❷

اور آدمی کا اپنی بیوی سے جھوٹ یہ ہے کہ اس سے اچھے وعدے کرے اور اپنے دل میں اس کے لیے موجود محبت سے زیادہ اظہار کرے تاکہ دونوں میں رفاقت دائمی ہو اور اس کے ساتھ بیوی کے معاملہ کی اصلاح ہو جائے۔ ❸

علامہ ابن الملک نے لکھا ہے کہ جنگ میں جھوٹ یہ ہے کہ وہ مثال کے طور پر کہے لشکر اسلام کثیر تعداد میں ہے، انہیں بہت مدد پہنچ چکی ہے یا یہ کہے پیچھے دیکھ کر فلاں شخص تجھے پیچھے سے مارنے کے لیے آچکا ہے۔ ❹

انہوں نے میاں بیوی کے درمیان بولے جانے والے جھوٹ کے بارے میں تحریر کیا ہے جیسے یہ کہے مجھے آپ سے زیادہ کوئی عزیز نہیں۔ ❺

---

❶ ترمذی: 2003.

❷ بخاری: 3039.

❸ شرح الطیبی: 10 / 3211.

❹ مرقاة المفاتيح: 766/8.

❺ المرجع السابق: 766/8.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان حالات میں جھوٹ کا استعمال بوقت مجبوری:

اس بارے میں علامہ غزالی نے لکھا جب جنگ اور باہمی اصلاح میں بات جھوٹ کے بغیر نہ بنے تب جھوٹ جائز ہے لیکن جہاں تک ممکن ہو (ان حالات میں بھی) جھوٹ سے بچنا چاہیے۔ کیونکہ جب کوئی شخص جھوٹ کا دروازہ اپنے لیے کھول لیتا ہے تو اس بات کا خدشہ ہوتا ہے کہ پھر حاجت اور ضرورت کے بغیر بھی وہ جھوٹ کی طرف آئے گا۔ ❶

علامہ قرطبی تحریر کرتے ہیں: ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر قسم کا جھوٹ حرام ہے ان تین صورتوں کے علاوہ جھوٹ کے کوئی شکل جائز نہیں اور ان صورتوں میں (بھی) آنحضرت ﷺ نے مصالح کے حاصل ہونے اور مفاسد کے دور ہونے کی بنا پر جھوٹ کی اجازت دی ہے اور بہترین بات یہ ہے کہ وہ ان تین صورتوں میں بھی جہاں تک ممکن ہو جھوٹ نہ بولے اور جب ممکن نہ ہو تو پھر رخصت پر عمل کرے۔ ❷

اضطراری حالت میں جھوٹ کے جواز پر اتفاق:

اضطراری حالت میں جھوٹ بولنے کے جائز ہونے کے بارے میں اہل علم نے اجماع امت نقل کیا ہے مثال کے طور پر قاضی عیاض نے تحریر کیا ہے: اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں کہ اگر کسی شخص کے ہاں ایک آدمی چھپا ہوا ہو اور کوئی ظالم اس کو ناحق قتل کرنا چاہے تو اس شخص پر واجب ہے کہ وہ اس کے بارے میں جھوٹ بولتے ہوئے لاعلمی ظاہر کرے۔ ❸

حافظ ابن حجر کہتے ہیں: اضطراری حالت جھوٹ بولنے کے جواز پر اتفاق ہے جیسے کہ ایک ظالم آدمی کسی آدمی کو ناحق قتل کرنا چاہے اور وہ شخص کسی دوسرے آدمی کے پاس چھپا ہوا ہو تو اس کے لیے اس کے اپنے پاس ہونے کی نفی کرنا درست ہے اور اس پر قسم بھی کھائے تو

❶ ملاحظہ ہو: احیاء علوم الدین: 137/3.

❷ المفہم: 592/6.

❸ شرح النووی: 158/16.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کو گناہ نہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم [1] (ماخوذ من جھوٹ کی سنگینی، از فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر فضل الٰہی ﷾)

قارئین کرام! یہ جھوٹ کی چند جائز ومثبت صورتیں تھیں جن کو آپ حضرات کی خدمت میں اختصار کے ساتھ پیش کیا گیا اور ان میں بھی احتیاط کو مدنظر رکھنے پر علماء کے اقوال آپ کے ملاحظہ فرمائے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں زیادتی سے محفوظ رکھے۔ آمین

www.KitaboSunnat.com

[1] فتح الباری: 300/5.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

افواہوں کے نقصانات تاریخ کی نظر میں

مروان کا باپ حکم بن العاص حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا حقیقی چچا ہے، فتح مکہ کے دن مسلمان ہوا لیکن اس کے دل میں اسلام راسخ نہ ہوا تھا اندرونی طور پر اسلام کا دشمن رہا۔

اور ان کے اسرار فاش کرتا رہتا تھا اس لیے اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو طائف جلا وطن کر دیا تھا مروان اس زمانہ میں صغیر السن تھا، اس لیے وہ بھی اپنے باپ کے ساتھ طائف میں رہا، آخر زمانہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی واپسی کی اجازت حاصل کر لی تھی، اور اپنے زمانہ میں انہوں نے اس کو واپس بلا لیا آپ کو حکم اور مروان دونوں سے بڑی محبت تھی حکم کی موت کے بعد مروان کو اپنے ساتھ رکھتے تھے اور اس کو اپنا سیکرٹری بنا لیا تھا، آپ کی مہر وغیرہ اس کی تحویل میں رہتی تھی، اس نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے مصر کے والی کو خط لکھ دیا تھا کہ مصری باغیوں کے سرغنہ پکڑ کر قتل کر دیئے جائیں جس کے نتیجہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ پیش آیا۔

بیعت رضوان اس کے بعد نبی علیہ السلام نے مصالحت کی گفتگو کے لیے خداش بن امیہ کو بھیجا قریش نے ان کو قتل کر ڈالنا چاہا، مگر ان کے قبیلے کے دو آدمیوں نے بچا لیا۔ [1]

خداش کے واپسی کے بعد قریش نے مسلمانوں پر حملے کے لیے ایک دستہ بھیجا، مگر وہ گرفتار کر لیا گیا۔ نبی علیہ السلام نے درگزر سے کام لے کر اسے رہا فرما دیا، قریش کی اس مخالفانہ روش کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ پھر مصالحت کی کوشش کی اور دوبارہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو قریش کے پاس بھیجا انہوں نے آپ کو روک لیا۔ مسلمانوں میں یہ افواہ پھیل گئی، عثمان قتل کر دیئے گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت صدمہ ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قصاص کے لیے

---

[1] ابن سعد ، حصہ مغازی ، ص 17 .

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحابہ رضی اللہ عنہم سے جانبازی کی بیعت لی۔ ❶

اس بیعت کو تاریخ اسلام میں ایک خاص اہمیت حاصل ہے اور بیعت رضوان کے نام سے مشہور ہے، بیعت کے بعد معلوم ہوا کہ قتل کی خبر غلط تھی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ پر قاتلانہ حملہ:

40 ہجری میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کا حادثہ عظمیٰ پیش ایا، اس کی تفصیل یہ ہے کہ نہرواں کے معرکہ میں خارجیوں کو سخت نقصان پہنچا تھا، اس لیے اس جماعت کے تین آدمیوں عبدالرحمٰن بن ملجم، برک بن عبداللہ اور عمرو ابن بکر نے باہم مشورہ کیا کہ نہرواں کے مقتولین کے بعد زندگی بے کار ہے۔

معاویہ اور علی رضی اللہ عنہما دونوں میں سے کوئی بھی حکومت کا اہل نہیں۔ ان کی خانہ جنگی کی وجہ سے خلق اللہ مصیبت میں مبتلا ہے۔

بغیر انہیں ختم کیے ہوئے امن وسکون قائم نہیں ہوسکتا، چنانچہ ابن ملجم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو برک بن عبداللہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اور عمرو ابن بکر نے عمرو ابن العاص رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کا بیڑا اٹھایا ابن ملجم نے اپنے کام میں ایک اور شخص شیب بن بجرہ اشجعی کو بھی شریک کر لیا اور تینوں نے ایک ہی دن رمضان 40 ہجری کو نماز فجر کے وقت تینوں بزرگوں پر حملہ کیا، اتفاق سے عمرو ابن العاص رضی اللہ عنہ کے بجائے اس دن ایک اور شخص نماز پڑھانے کے لیے آیا تھا، ان کے دھوکے میں وہ مارا گیا۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر اوچھا وار لگا اس لیے وہ علاج معالجہ سے بچ گئے، ابن ملجم اور شبیب ابن بجرہ دونوں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گزرگاہ پر چھپ رہے، جیسے ہی آپ فجر کی نماز کے لیے نکلے تو دونوں نے حملہ کر دیا، حضرت علی رضی اللہ عنہ بھاری زخم آیا، آپ نے آواز دی لوگ دوڑ پڑے، شبیب تو نکل گیا لیکن ابن ملجم گرفتار ہوگیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بجائے جعدہ بن ہبیرہ نے نماز پڑھائی، نماز کے بعد ابن ملجم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کیا گیا، اس سے چند سوالات کرنے کے بعد آپ نے حکم دیا

---

❶ بخاری، کتاب الشروط والمصالحہ اہل العرب میں ان واقعات کی پوری تفصیل ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسے آرام سے رکھا جائے۔ ❶

اہل کوفہ کے دعوتی خطوط اور مسلم بن عقیل کا سفر کوفہ:

عراق کے شیعان علی رضی اللہ عنہ ابتداء سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف تھے ان کی وفات کے بعد انہوں نے خلافت کا منصب اہل بیت میں منتقل کرنے کی کوشش کی اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے مکہ پہنچنے کے بعد آپ کے پاس بلاوے کے خطوط لکھے پھر عمائد کوفہ نے خود آ کر چلنے کی درخواست کی اس درخواست پر آپ نے اپنے چچیرے بھائی مسلم بن عقیل کو حالات کی تحقیق کے لیے کوفہ بھیجا اور اہل کوفہ کو لکھا:

تمہارے خطوط ملے تمہاری خواہش معلوم ہوئی میں اپنے بھائی مسلم بن عقیل کو حالات تحقیق کے لیے بھیجتا ہوں جیسا کہ تم نے لکھا ہے اور تمہارے آدمیوں کا بیان ہے اگر واقعی تم لوگ میری خلافت پر متفق ہو تو مسلم وہاں کے حالات دیکھ کر مجھے اطلاع دیں گے میں فوراً روانہ ہو جاؤں گا۔

یہ خط لے کر مسلم کوفہ پہنچے اور مختار بن ابی عبید کے گھر میں قیام کیا ان کی آمد کی خبر سن کر ان کے پاس شیعان علی آمد و رفت شروع ہوگئی کوفہ کے حاکم نعمان بن بشیر کو اس کی خبر ہوگئی لیکن وہ بڑے دیندار نیک فطرت اور ان پسند آدمی تھے اس لیے کسی قسم کی سختی نہیں کی بلکہ لوگوں کو بلا کر انہیں سمجھا دیا کہ فتنہ و اختلاف میں نہ پڑو۔ ان میں جان و مال دونوں کی ہلاکت و بربادی ہے۔ جب تک کوئی شخص میرے مقابلہ کے لیے نہ کھڑا ہوگا اس وقت تک میں محض بدگمانی پر کسی سے باز پرس نہ کروں گا۔

---

❶ ابن سعد: 24/3.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

افواہ حدیث کی نظر میں

ان لوگوں کی بات پر کان لگانے کی سزا جو اسے پسند نہیں کرتے:

((وعن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال۔ قال رسول الله ﷺ من تسمع حديث قوم وهم له كارهون صب فی اذنيه الاذك يوم القيامه يعنی الرصاص . ... اخرجه البخاری)) ❶

''ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی قوم کی باتوں پر کان لگائے اور وہ اسے ناپسند کرتے ہوں اس کے کانوں میں قیامت کے دن سیسہ (سکہ) ڈالا جائے گا۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔''

فوائد:...... کسی کی باہمی بات چیت پر کان لگانا ان کے ناپسند کی صورت میں حرام ہے، اسے حدیث سے معلوم ہوا کہ جو لوگ آپس میں کوئی بات کر رہے ہوں اگر کسی شخص کا سننا پسند نہیں کرتے تو اسے ان کی بات پر کان لگانا حرام ہے کیونکہ صرف مکروہ کام پر اتنی سخت سزا نہیں ہو سکتی کہ کانوں میں سکہ ڈالا جائے۔

اب یہ پتہ کیسے چلے گا کہ وہ اس کا سننا پسند نہیں کرتے بعض اوقات وہ اپنی ناگواری کا صاف اظہار بھی کر دیتے ہیں۔ اب قرائن سے یا صاف لفظوں میں ان کی ناگواری معلوم ہو جانے کے بعد کوئی شخص چھپ کر یا کسی طریقے سے سننے کی کوشش کرتا ہے تو اس کے کانوں میں سکہ ڈالا جائے گا۔ کیونکہ یہ گناہ کان کے ذریعے سرزد ہوا ہے۔

سعید مقبری فرماتے ہیں کہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس سے گزرا تو ان کے پاس ایک

---

❶ بخاری: 7042، كتاب التعبير باب من كذب فی حمله ۔ بلوغ المرام کے نسخوں میں (من تسمع) کے لفظ ہیں جب بخاری میں استمع کے لفظ ہیں معنی تقریباً ایک ہی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آدمی کھڑا ہو کر بات کر رہا تھا، میں بھی ان کے پاس کھڑا ہو گیا، تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے میرے سینے میں دھکا دے کر کہا، جب تم دیکھو کہ دو آدمی باتیں کر رہے ہیں تو اجازت لیے بغیر ان کے پاس کھڑے مت ہو۔ [1]

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپس میں گفتگو کرنے والے لوگ اگر اس کی اجازت طلب کرنے پر اسے اجازت دے بھی دیں مگر اس کو سمجھ آ رہی ہو کہ انہوں نے یہ اجازت حیا کی وجہ سے یا بادل ناخواستہ دی ہے اور دل سے وہ اس کا سننا پسند نہیں کرتے تو اسے ان کی بات پر کان لگانا پھر بھی جائز نہیں۔

بعض لوگ ذرا دور بیٹھ کر ایک آدھ لفظ سن کر باقی خود بخود سمجھ جاتے ہیں اس طرح کرنے والے بھی اس وعید میں شامل ہیں اس طرح کسی کے گھر جھانکنا سونگھنا ٹوہ لگانا بھی حرام ہے۔

ہاں اگر کسی پختہ ذریعے سے معلوم ہو کہ یہ لوگ کسی گناہ یا ظلم کے منصوبے بنا رہے ہیں تو نہی عن المنکر کے لیے بات سننا جائز ہے۔

[1] مسند احمد.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بدگمانی سے بچو

((وعن ابی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ اياكم والظن فان الظن اكذب الحديث.)) ❶

''ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا گمان سے بچو کیونکہ گمان سب سے جھوٹی بات ہے۔''

صحیح بخاری میں پوری حدیث اس طرح ہے۔

((ولا تحسسوا ولا تجسسوا ولا تناجشوا ولا تحاسدوا ولا تباغضوا ولا تدابروا وكونوا عباد الله اخوانا.))

''اور نہ ٹوہ لگاؤ نہ جاسوسی کماو نہ دھوکے سے (خرید وفروخت میں) بولی بڑھاؤ نہ ایک دوسرے پر حسد کماؤ نہ ایک دوسرے سے دل میں کینہ رکھو اور نہ ایک دوسرے سے قطع تعلق کرو اور اللہ کے بندے بھائی بھائی بن جاؤ۔''

فوائد:...... 1: قرطبی نے فرمایا کہ اس جگہ ظن سے مراد ایسی تہمت ہے جس کا کوئی سبب نہ ہو مثلاً ایک آدمی کے بدکار یا شرابی ہونے کا خیال دل میں جا لینا حالانکہ اس سے ایسی کوئی بات سرزد نہیں ہوئی کہ اسے ایسا سمجھا جائے اس لیے اس کے ساتھ ہی فرمایا: ﴿وَلَا تَجَسَّسُوْا﴾ جاسوسی مت کرو کیونکہ جب کسی شخص کے بارے...... ہونے کا خیال دل میں جگہ پکڑ لیتا ہے حالانکہ اس کی کوئی دلیل نہیں ہوتی تو آدمی وہ بات ثابت کرنے کے یا جاسوسی کرتا ہے، ٹوہ لگاتا ہے، کان لگاتا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا یہ حدیث اس آیت سے

---

❶ متفق علیه، بخاری: (66) 60۔ مسلم، ...... (38) وغیرهما، دیکھئے: تحفة الاشراف 172 (10).

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہت ملتی جلتی ہے۔

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَب بَّعْضُكُم بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَن يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَّحِيمٌ ﴾

(الحجرات: 12)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو بہت گمان سے بچو کیونکہ بعض گمان گناہ ہیں اور نہ جاسوسی کرو اور نہ تم میں سے بعض دوسرے کی غیبت کرے۔''

آیت میں مسلمان کی عزت کو محفوظ رکھنے کی بہت ہی زیادہ تاکید کی گئی ہے چنانچہ بھلے تو کسی بھی مسلم بھائی کے معاملے میں خواہ مخواہ کے گمان سے منع فرمایا جس کا کوئی باعث اور کوئی سبب نہ ہو اگر گمان کرنے والا کہے کہ میں اس گمان کی تحقیق کے لیے جستجو کرتا ہوں سو اسے کہا گیا۔ ﴿وَلَا تَجَسَّسُوا﴾ جاسوسی مت کرو اگر وہ کہے جاسوسی کے بغیر ہی مجھ یہ بات ثابت ہوگئی ہے تو کہا گیا ﴿وَلَا يَغْتَب بَّعْضُكُم بَعْضًا﴾ ایک دوسرے کی غیبت (دوسرے بھائی کی عدم موجودگی میں وہ بات جو اسے ناپسند ہو خواہ اس میں موجود ہی ہو) مت کرو۔ [1]

2:......ظن کی دو حالتیں ہیں ایک ظن غالب جو کسی دلیل یا مضبوط علامت کے ساتھ قوی ہو جائے اس ہی عمل کرنا درست ہے شریعت کے اکثر احکام الٰہی ہی مبنی ہیں اور دنیا کے تقریباً تمام کام اسی پر چلتے ہیں مثلاً عدالتوں کے فیصلے گواہوں کی گواہی یا پھر تجارت ٹیلی فون اور خطوط کے ذریعے اطلاعات اور خبر واحد کے راویوں کی روایت وغیرہ ان سب چیزوں میں غور و فکر جانچ پڑتال اور پوری کوشش سے حاصل ہونے والا علم بھی ظن غالب ہے، اور اس پر عمل واجب ہے اس ظن اس لیے کہتے ہیں کہ اس کی جانب مخالف ادنیٰ سا امکان رہتا ہے مثلاً ہوسکتا ہے گواہ کی گواہی درست نہ ہو، اطلاع دینے والا جھوٹ بول رہا ہو راوی کو غلطی لگی ہو وغیرہ لیکن اس امکان کا کوئی اعتبار نہیں کیونکہ اگر اس امکان پر جائیں تو دنیا کا کوئی کام ہو

---

[1] فتح الباری.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہی نہ سکے اس لیے اپنی پوری کوشش کے بعد دلائل سے جو محل حاصل ہو، ظن غالب ہونے کے باوجود اس پر عمل واجب ہے۔

دوسرا ظن وہ ہے جو دل میں آجاتا ہے مگر اس کی کوئی دلیل نہیں ہوتی، دلیل نہ ہونے کی وجہ سے دل میں اس کے ہونے یا نہ ہونے کی بات برابر ہوتی ہے، اسے شک بھی کہتے ہیں یا اس کے ہونے کا امکان اس کے نہ ہونے سے بھی کم ہوتا ہے یہ وہم کہلاتا ہے، ظن کی یہ صورتیں مذموم ہیں اور ان سے اجتناب واجب۔

(ان بعض الظن الله) بے شک بعض گمان گناہ ہیں، سے یہی مراد ہے۔ اور (ان الظن لا یغنی من الحق شیئا) ''بے شک گمان حق کے مقابلے میں کچھ فائدہ نہیں دیتا۔'' اور ﴿اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْاَنْفُسُ﴾ (النجم: 23) ''یہ لوگ صرف اپنے گمان کی اور اپنی خواہشات کی پیروی کر رہے ہیں میں اس ظن کا ذکر ہے۔''

3:...... جیسا کہ اوپر گزرا حدیث میں ایسے ظن (گمان) سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے جو بے دلیل ہو مثلاً ایک آدمی جو ظاہر میں صالح ہے اس کے عیوب پر اللہ کی طرف سے پردہ پڑا ہوا ہے۔ عام مشاہدہ میں وہ عفیف اور امانتدار ہے اس کی بددیانتی یا گناہ گار ہونے کی کوئی دلیل یا علامت نہیں اس کے متعلق بدگمانی کرنا حرام ہے ہاں اگر گمان کرنے کی کوئی واقعہ دلیل یا عدالت موجود ہو تو اس وقت گمان منع نہیں اس لیے اللہ تعالیٰ نے ہر گمان سے منع نہیں فرمایا بلکہ فرمایا:

﴿اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۫ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ﴾ (الحجرات: 12)

''زیادہ گمان سے بچو کیونکہ بعض گمان گناہ ہیں۔''

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں فرمایا:

((ما یجوز من الظن.))

''جو گمان جائز ہیں۔''

اور اس میں ...... سے یہ حدیث ذکر ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((ما اظن فلانا وفلانا يعرفان من ديننا شيئا .))

''میں فلاں اور فلاں کے متعلق گمان نہیں کرتا کہ وہ ہمارے دین میں سے کچھ جانتے ہیں۔''

لیث نے فرمایا: یہ دونوں آدمی منافق تھے۔ انتہیٰ ہو

اس جائز گمان سے وہ گمان مراد ہے جس کی علامت اور دلیلیں واضح ہوں۔

4:...... اگر دل میں کسی شخص کے برا ہونے کا خیال آئے مگر آدمی اسے اپنے دل میں جگہ نہ دے نہ ہی اس کا پیچھا کرے نہ اس کے غیبت کرے تو اس میں کوئی گناہ نہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((ان الله تجاوز لامتي عما حدثت به انفسها ما لم تعمل او تكلم به .)) ❶

''اللہ تعالیٰ نے میری امت کی وہ باتیں معاف کر دی ہیں جو وہ اپنے دل سے کریں جب تک ان پر عمل نہ کریں یا زبان پر نہ لائیں۔''

5:...... بدگمانی سب سے زیادہ جھوٹی بات ہے کیونکہ جب کوئی شخص کسی کے متعلق بدگمانی کرتا ہے تو وہ فیصلہ کر لیتا ہے کہ وہ شخص ایسا ایسا ہے چونکہ حقیقت میں وہ شخص ایسا نہیں ہوتا اس لیے اس کے اس فیصلے کو جھوٹ کھا گیا اور اس لیے کہ اس نے بغیر کسی قرینے یا سبب کے محض نفس اور شیطان کے کہنے پر اسے برا قرار دے لیا جبکہ اس کے برا ہونے کی سرے سے کوئی بنیاد ہی نہیں۔

❶ مسلم، کتاب الایمان: 58.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محدثین نے افواہوں کی سد ذراع کے لیے شرائط مرتب کیے

وہ اسباب جن کی بنا پر کسی راوی کی حدیث ضعیف بن جاتی ہے، دس ہیں:

(1) الكذب، (2)تهمة الكذب، (3)فحش الغلط، (4)شدة الغفلة، (5) الفسق، (6)الوهم، (7)مخالفة الثقات، (8)الجهالة، (9)البدعة، (10)سوء الحفظ.

1:...... الكذب، اس کی تعریف موضوع کے ضمن میں گزر چکی ہے۔

2:...... تهمة الكذب، اس کی تعریف متروک کے ضمن میں گزر چکی ہے۔

3:...... فحش الغلط، راوی کی غلطیوں کا اصابت سے زیادہ ہونا۔

4:...... شدة الغفلة، روایت کے سننے اور سنانے میں غفلت سے کام لینا فسق خواہ قولی ہو یا فعلی۔

5:...... الوهم، روایت بیان کرتے وقت اوہام میں مبتلا ہونا۔

6:...... مخالفت الثقات، جب کوئی راوی کسی حدیث کے بیان کرنے میں ثقات کا شریک ہو تو عام طور پر ان کا موافق نہ رہ سکے۔

7:...... الجهالة، کسی راوی کی ذات یا اس کے حالات متعلقہ جرح وتعدیل کا معلوم نہ ہونا صاحب جہالۃ کی تین قسمیں ہیں:

(1) جس راوی کا نام ونسب ذکر نہ کیا گیا ہو جیسے اخبرني الثقة، (2) مجہول العین جس سے روایت لینے والا صرف ایک ہی شخص ہو۔ (3) مجہول الحال، جس سے روایت لینے والے تو کئی ہوں مگر اس کے بارہ میں جرح وتعدیل معلوم نہ ہو اسے مستور بھی کہتے ہیں۔

8:...... البدعة، راوی کا اس چیز کے خلاف اعتقاد رکھنا جو نبی ﷺ سے ثابت اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متوارث ہو اور یہ مخالفت بطریق عناد بھی نہ ہو۔ مبتدع راوی کی روایت جمہور محدثین حسب ذیل شرائل کے ساتھ قبول کرتے ہیں۔

(1) مذکورہ راوی میں اس بدعت کے علاوہ اور کوئی صفت موجود نہ ہو۔ (2) بدعت کا داعی نہ ہو۔ (3) جس روایت کے بیان کرنے میں وہ منفرد سے اس کے بدعی عقیدہ کی مؤید نہ ہو۔

9:...... سوء الحفظ، راوی کی قوت حافظہ کا خراب ہونا اس کی دو قسمیں ہیں:

(1) سوء الحفظ، اصلی جو فطری ہو ایسے راوی کی کوئی بھی روایت جس کے بیان کرنے میں وہ منفرد ہو مقبول نہیں۔ (2) سوء الحفظا طاری جو کسی حادثہ یا بڑھاپے کے سبب سے عارضی ہو اسے اختلافط کہتے ہیں اور ایسے ایسے راوی کو مختلط ایسے راوی کی وہ روایت جو اختلاط کے بعد کی ہو غیر مقبول ہے یا جس روایت کے متعلق یہ معلوم نہ ہو سکے کہ اختلاط سے پہلے کی ہے یا بعد میں کی۔

ضعیف کی اقسام نقصان عدالت کی رُو سے:

1:...... الموضوع، جس حدیث کا راوی کذاب ہو اور کذاب اس راوی کو کہتے ہیں جس سے حدیث نبوی میں جھوٹ بولنا ثابت ہو چکا ہو۔

2:...... المتروک، جس حدیث کا راوی ...... بالکذب ہو، اور متعد بالکذب اسے کہتے ہیں جس سے حدیث میں تو جھوٹ بولنا ثابت نہ ہو لیکن عام گفتگو میں جھوٹ بولنا ثابت ہو چکا ہو یا ایسی حدیث کو وہی اکیلا بیان کرے جو اصول دین کے خلاف ہو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب دوم

لوگوں کی عیب جوئی کی حرمت کے ذریعے عزت وآبرو کی حفاظت وصیانت

اس میں تین مباحث ہیں:

1: پہلے مبحث میں لوگوں کو برا بھلا کہنے کے حکم کا بیان ہے

2: دوسرے مبحث میں غیبت کے حکم کا بیان ہے

3: تیسرے مبحث میں حکمراں اور علماء کی عیب جوئی کے حکم کا بیان ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلا مبحث:

لوگوں کو مطعون کرنے اور انہیں برا بھلا کہنے کا حکم

ابن نجار ❶ نے اسلامی شریعت میں عزت وآبرو کے بنیادی اور ضروری حق کی حفاظت کی مثال میں دوسروں کے خلاف گفتگو کی حرمت کو پیش کیا ہے اور اس کی دلیل میں رسول اکرم ﷺ کی یہ حدیث پیش کی ہے:

((فَإِنَّ دِمَائَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ بَيْنَكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا فِي شَهْرِكُمْ هَذَا فِي بَلَدِكُمْ هَذَا.)) ❷

''یقیناً تمہاری جان، تمہارا مال اور تمہاری عزت و آبرو تمہارے درمیان اسی طرح محترم اور مقدس ہیں جس طرح آج کے دن کی حرمت وتقدیس تمہارے اس مہینے اور اس شہر میں ہے۔''

لوگوں کی عیب جوئی اور ان کے ساتھ استہزاء کرنے اور ان کا مذاق اڑانے کی حرمت اور مذمت کے سلسلے میں بہت سارے واضح دلائل ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّن قَوْمٍ عَسَىٰٓ أَن يَكُونُوا۟ خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّن نِّسَآءٍ عَسَىٰٓ أَن يَكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۖ وَلَا تَلْمِزُوٓا۟ أَنفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا۟ بِٱلْأَلْقَٰبِ ۖ بِئْسَ ٱلِٱسْمُ ٱلْفُسُوقُ بَعْدَ ٱلْإِيمَٰنِ ۚ وَمَن لَّمْ يَتُبْ فَأُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ ٱلظَّٰلِمُونَ ۝١١ ﴾ (الحجرات:11)

''اے ایمان والو! مرد دوسرے مردوں کا مذاق نہ اڑائیں، ممکن ہے کہ یہ ان سے بہتر ہو اور نہ عورتیں عورتوں کا مذاق اڑائیں، ممکن ہے کہ یہ ان سے بہتر ہوں اور آپس میں ایک دوسرے کو عیب نہ لگاؤ اور نہ کسی کو برے لقب دو، ایمان کے بعد

---

❶ شرح الكوكب المنير 162/4. ❷ صحيح البخاري : 67.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فسق برا نام ہے اور جو توبہ نہ کریں وہی ظالم لوگ ہیں۔“

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، مجاہد اور قتادہ رحمہما اللہ وغیرہ فرماتے ہیں کہ: ﴿وَلَا تَلْمِزُوٓا أَنفُسَكُمْ﴾ کا مطلب یہ ہے کہ تم ایک دوسرے پر طعن و تشنیع نہ کرو اور ﴿وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ﴾ کا مطلب یہ ہے کہ آپس میں کوئی کسی کو برے لقب سے نہ پکارے۔ اسی بات سے منع کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ ۝﴾ (الهمزة : 1)

”بڑی خرابی ہے ہر ایسے شخص کی جو عیب ٹٹولنے والی اور غیبت کرنے والا ہو۔“

ہمزۃ سے مراد وہ شخص ہے جو رو در رو برائی کرے اور لمزۃ وہ جو پیٹھ پیچھے غیبت کرے۔ بعض اس کے برعکس معنی کرتے ہیں۔

جیسا کہ بعض نصوص میں یہ بات موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کائناتی نظام میں یہ ہے کہ وہ دوسروں کا مذاق اڑانے والے کو سزا دیتا ہے، اس طریقے سے کہ اللہ تعالیٰ اسے ایسی آزمائش میں ڈال دیتا ہے کہ وہ خود مذاق کا ہدف اور ذلت و رسوائی کا نشانہ بن جاتا ہے، جیسا کہ فرمان نبوی ہے:

((وَلَا تُظْهِرِ الشَّمَاتَةَ لِأَخِيكَ ، فَيَرْحَمَهُ اللّٰهُ وَيَبْتَلِيكَ .)) ❶

”اپنے مسلمان بھائی کی مصیبت پر خوش نہ ہو، ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے اور تمھیں آزمائش میں ڈال دے۔“

شریعت میں ناحق کسی کو برا بھلا کہنا حرام ہے، نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں:

((سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ ، وَقِتَالُهُ كُفْرٌ .)) ❷

”مسلمان آدمی کو گالی دینا اور اسے برا بھلا کہنا فسق و فجور کا کام ہے اور اس سے لڑائی جھگڑا کرنا کفر کا کام ہے۔“

---

❶ الترمذي : 2506، حسن غريب .

❷ صحيح البخاري: 48، وصحيح مسلم :64.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی نقطہ نظر سے شریعت نے دوسروں کو ایذاء پہنچانے کو حرام قرار دیا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ۝﴾ (الاحزاب: 58)

''اور جو لوگ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو ایذا دیں بغیر کسی جرم کے جو ان سے سرزد ہوا ہو، وہ (بڑے ہی) بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اٹھاتے ہیں۔''

بالخصوص (لوگوں کو) برا بھلا کہنے کا گناہ اس وقت اور سنگین ہو جاتا ہے، جب یہ گالی گلوچ اور الزام تراشی کے مرحلے سے گزر کر انسان کو دینی طور پر مطعون اور متہم کیا جائے، نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں:

((لَا يَرْمِي رَجُلٌ رَجُلًا بِالْفُسُوقِ وَلَا يَرْمِيهِ بِالْكُفْرِ إِلَّا ارْتَدَّتْ عَلَيْهِ إِنْ لَمْ يَكُنْ صَاحِبُهُ كَذٰلِكَ.)) ❶

''کوئی کسی شخص کو کافر یا فاسق کہے اور وہ حقیقت میں کافر یا فاسق نہ ہو تو خود کہنے والا فاسق اور کافر ہو جائے گا۔''

معاشرے سے لعن طعن اور گالی گلوچ کی بیماری کا خاتمہ کرنے کے لیے اس میں پہل کرنے والے کو شارع نے بڑے گناہ کا مرتکب قرار دیا ہے، بلکہ اس پر دونوں گالی گلوچ کرنے والے لوگوں کے گناہ کا ذمہ دار قرار دیا ہے، جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((اَلْمُسْتَبَّانِ مَا قَالَا فَعَلَى الْبَادِي مِنْهُمَا مَا لَمْ يَعْتَدِ الْمَظْلُوْمُ))

''باہم گالی گلوچ کرنے والے جو کچھ کہتے ہیں، اس کا گناہ اس شخص پر ہو گا جس نے پہل کی ہو جب تک کہ مظلوم حد سے آگے نہ بڑھ جائے۔'' (اگر وہ حد سے آگے بڑھ جائے تو زیادتی اور تجاوز کا گناہ اس پر ہو گا۔)

واضح رہے کہ دست درازی اور زبان درازی شریعت کی نظر میں حرام ممنوع اور ظلم ہے

❶ صحيح البخاري: 6045، وصحيح مسلم: 61.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور انسان جس قدر ان حرام اور ممنوع چیزوں سے اپنے آپ کو دور رکھتا ہے اسلام میں اسی قدر اس کے مراتب و درجات بلند ہوتے ہیں، نبی اکرم ﷺ سے جب یہ پوچھا گیا کہ کون مسلمان سب سے اچھا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ .)) ❶

''سب سے اچھا مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں۔''

زندہ لوگوں کے بارے میں زبان درازی کرنا تو دور کی بات ہے اسلام نے مردوں کو بھی برا بھلا کہنے سے منع کیا ہے، جیسا کہ حدیث میں آیا ہے:

((لَا تَسُبُّوا الْأَمْوَاتَ فَإِنَّهُمْ قَدْ أَفْضَوْا إِلَى مَا قَدَّمُوا .)) ❷

''مردوں کو برا نہ کہو کیونکہ انھوں نے جیسا عمل کیا اس کا بدلہ پالیا۔''

جس چیز کے نقصانات زیادہ ہیں شریعت نے اتنی ہی سختی سے اس سے روکا ہے اور اس فعل کی نوعیت کے حساب سے الفاظ کا انتخاب کیا ہے چونکہ افواہوں کی زد بلا واسطہ انسانی حسب ونسب پر پڑتی ہے جو ہر کسی کا بنیادی حق ہے اور جس کی حفاظت ہر حق سے مقدم ہے، اسی لیے شریعت نے حسب ونسب پر طعن وتشنیع کو کفر سے تعبیر کیا ہے تا کہ لوگ اس سے اپنا دامن بچا سکیں، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِثْنَتَانِ فِي النَّاسِ هُمَا بِهِمْ كُفْرٌ: الطَّعْنُ فِي النَّسَبِ وَالنِّيَاحَةُ عَلَى الْمَيِّتِ .)) ❸

''لوگوں میں دو چیزیں پائی جاتی ہیں اور وہ دونوں ہی کفر کے کام ہیں: (1) حسب نسب میں عیب لگانا (2) میّت پر نوحہ کرنا یعنی اس کے غم میں چیخنا چلانا اور اس کے اوصاف بیان کر کے رونا پیٹنا۔''

---

❶ صحیح مسلم: 2587، ابو داؤد: 4894.

❷ صحیح البخاري: 1393، ابو داؤد: 4899.

❸ صحیح مسلم: 67.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسروں کو برا بھلا کہنے اور سب وشتم کا نشانہ بنانے کے جتنے دروازے تھے، شریعت نے سب بند کردیے اور اس معاملے کو اتنا حساس شمار کیا کہ نیکوکاروں اور صالحین کی تو بات ہی کیا ہے، گنہگاروں اور مجرموں کو بھی برا بھلا کہنے سے منع کردیا، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں ایک شرابی کو کوڑے لگائے، اس پر ایک شخص اپنی بیزاری اور ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے بولا: اللہ تجھے ذلیل ورسوا کرے تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((لَا تَقُوْلُوْا هٰكَذَا، لَا تُعِيْنُوْا عَلَيْهِ الشَّيْطَانَ .)) ❶

''اس طرح کے جملے نہ کہو، اس کے خلاف شیطان کی مدد نہ کرو۔''

اسی طرح کا ایک اور واقعہ صحیح بخاری میں مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں عبداللہ نامی ایک شخص تھا جسے حمار کے لقب سے پکارا جاتا تھا، یہ شخص باتیں کرکے رسول اللہ ﷺ کو ہنسایا کرتا تھا۔ اس نے شراب پی لی تو نبی کریم ﷺ نے شراب کی حد میں اسے کوڑے لگوائے، بار بار شراب پینے کے بعد ایک مرتبہ جب آپ نے اسے کوڑا لگانے کا حکم دیا تو ایک آدمی نے کہا: اے اللہ! اس پر لعنت ہو! اس جرم کی پاداش میں اس کو کتنی بار سزا مل چکی ہے لیکن یہ شخص ہے کہ باز ہی نہیں آتا! یہ بات سن کر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((لا تلعنوه، فوالله ما علمت الا انه يحب الله ورسوله)) ❷

''اس پر لعنت نہ کرو، اللہ کی قسم! میں نے تو (اس کے بارے میں) یہی جانا ہے کہ یہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے۔''

اس حدیث سے یہ بات بالکل واضح ہوجاتی ہے کہ جرم کی سزا مل جانے کے بعد کسی شخص کو اللہ کی لعنت کا مستحق نہیں سمجھنا چاہیے۔ انسان خطا کا پتلا ہے۔ غلطی کرنا اس کی جبلت میں ودیعت کردیا گیا ہے۔ بسا اوقات لاشعوری طور پر اس سے گناہ سرزد ہوجاتا ہے جس پر بعد میں اس کا نفس اسے ملامت کرتا ہے اور وہ تائب ہوکر گناہوں کی میل کچیل سے پاک صاف ہوجاتا ہے۔ حقوق اللہ میں گناہ گار کا معاملہ بالواسطہ اللہ کے ساتھ ہے۔ اگر اس نے

---

❶ صحیح البخاري: 6777. ❷ صحیح البخاري: 6780.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سچے دل سے توبہ کرلی ہے تو یقیناً اللہ نے اسے معاف فرمادیا ہے۔اب ہم اسے اس کے گناہ کی عار دلانے کی وجہ سے مجرم اور اللہ کے عتاب کا نشانہ بن سکتے ہیں لہٰذا ہمیں دوسروں کی کمزوریوں اور خامیوں کو اچھالنے کے بجائے اپنے گریبان میں جھانکنا چاہیے اور اپنے اعمال کی اصلاح کرنی چاہیے۔

یہ شریعت کی حساس طبیعت اور انتہائی حکیمانہ اقدام ہے کہ اس نے مشرکین کے معبودانِ باطلہ کو برا بھلا کہنے سے منع کیا ہے مبادا وہ لوگ عقیدت کے نشے سے مغلوب ہوکر کوئی حرفِ غلط اللہ تعالیٰ کے بارے میں زبان پر لے آئیں، جیسا کہ فرمان الٰہی ہے:

﴿ وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ كَذٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ۪ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ مَّرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۱۰۸ ﴾ (الانعام: 108)

”اور گالی مت دو ان کو جن کی یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہیں، کیونکہ پھر وہ براہِ جہل حد سے گزر کر اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کریں گے، ہم نے اسی طرح ہر طریقہ والوں کو اُن کا عمل مرغوب بنا رکھا ہے، پھر اپنے رب ہی کے پاس اُن کو جانا ہے، سو وہ اُن کو بتلادے گا جو کچھ بھی وہ کیا کرتے تھے۔“

اس آیت کا یہ مطلب نہیں کہ انسان غیر اللہ کی عبادت کے بطلان پر عقلی دلائل نہ دے بلکہ مقصود یہ ہے کہ انسان احسن طریقے اور دانائی سے اللہ کی ربوبیت، الوہیت اور آفاقی سچائی کو لوگوں کے سامنے پیش کرے اور ایسا انداز اختیار نہ کرے جو سامعین پر گراں گزرے، جیسا کہ قرآن حکیم نے اس کا حکم دیتے ہوئے کہا ہے:

﴿ وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ۖ ﴾ (العنکبوت: 46)

”اور تم صرف اسی طریقے سے مجادلہ کرو جو سب سے بہتر ہے۔“

اسلامی شریعت نے آدمی کے ظاہری امور پر احکام کی بنیاد رکھی ہے، لہٰذا جو شخص خلاف

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ظاہر کسی حکم کا دعویٰ کرے تو اس سے دلیل کا مطالبہ کیا جائے گا، یہیں سے یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ شریعت نے باپ سے بیٹے کا تعلق اس بنیاد پر ثابت کیا ہے کہ بچہ نے اس آدمی کے بستر پر جنم لیا ہے، یہی وجہ ہے کہ باپ کے ہم شکل نہ ہونے کو بنیاد بنا کر بیٹے کے نسب سے انکار کو نبی اکرم ﷺ نے لغو اور باطل قرار دیا۔

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ أَعْرَابِيًّا أَتَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ امْرَأَتِي وَلَدَتْ غُلَامًا أَسْوَدَ وَإِنِّي أَنْكَرْتُهُ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: هَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ: فَمَا أَلْوَانُهَا قَالَ حُمْرٌ قَالَ هَلْ فِيهَا مِنْ أَوْرَقَ قَالَ إِنَّ فِيهَا لَوُرْقًا قَالَ فَأَنَّى تُرَى ذَلِكَ جَاءَهَا قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ عِرْقٌ نَزَعَهَا قَالَ وَلَعَلَّ هَذَا عِرْقٌ نَزَعَهُ وَلَمْ يُرَخِّصْ لَهُ فِي الِانْتِفَاءِ مِنْهُ . .)) ❶

”ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں: ایک اعرابی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ میری بیوی کے یہاں کالا لڑکا پیدا ہوا جس کو میں اپنا نہیں سمجھتا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ تمہارے پاس اونٹ ہیں؟ انھوں نے کہا کہ ہیں۔ دریافت فرمایا کہ ان کے رنگ کیسے ہیں؟ کہا کہ سرخ ہیں۔ پوچھا کہ ان میں کوئی خاکی بھی ہے؟ انھوں نے کہا ہاں ان میں خاکی بھی ہیں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ پھر کس طرح تم سمجھتے ہو کہ اس کا رنگ کا پیدا ہوا؟ انھوں نے کہا کہ یارسول اللہ! کسی رگ نے یہ رنگ کھینچ لیا ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ممکن ہے اس بچے کا رنگ بھی کسی رگ نے کھینچ لیا ہو اور رسول اللہ ﷺ نے ان کو بچے کے انکار کرنے کی اجازت نہیں دی۔“

شریعت نے یہی اصول سامنے رکھا کہ بچہ اسی کا ہے جس کے بستر پر پیدا ہوا۔ ظاہری اسباب اور قرائن سے یہی بات سامنے آتی ہے۔ اب اس حقیقت سے ہٹ کر کوئی شخص جو بھی

❶ صحيح البخاري :7314، ومسلم:1500.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دعویٰ کرے گا اس پر دلیل ہے۔ اگر وہ دلیل نہ لا سکا تو وہ اپنے دعوے میں جھوٹا ہے اور اس کی شنوائی نہ ہوگی۔ اس وقت عرب ممالک اور اکثر دوسری قومیں اس سلسلہ میں غلط فہمی کا شکار تھیں اور آج بھی اکثر مسلمانوں کی یہی حالت ہے۔ جہالت کی وجہ سے شکل و شباہت کے نہ ملنے، رنگ و روپ کے مختلف ہونے اور چال ڈھال کے الگ ہونے کو ہی نسب میں طعن و تشنیع اور شک و شبہ کی بنیاد قرار دے دیا گیا ہے اور اسلامی تعلیمات نظروں سے اوجھل ہو چکی ہیں کہ یہ سب چیزیں کسی کے نسب میں کسی بھی قسم کی خلل اندازی کا باعث نہیں بن سکتیں۔ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں بھی اسی قسم کا واقعہ پیش آیا تھا جس میں شکل و شباہت ثبوت نسب میں بہت قوی دلیل بن سکتی تھی لیکن آپ نے اس کا اعتبار نہیں کیا بلکہ اسی اصول کو سامنے رکھ کر فیصلہ کیا کہ بچہ اسی کا ہے جس کے بستر پر پیدا ہوا۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ عقبہ بن ابی وقاص نے اپنے بھائی سعید بن ابی وقاص کو وصیت کی کہ زمعہ کی لونڈی کا بیٹا میرا بیٹا ہے، لہٰذا تو اسے اپنے قبضے میں لے لینا، چنانچہ جب فتح مکہ کا سال آیا تو سعد بن ابی وقاص نے وصیت کے مطابق اس کو اپنے قبضے میں لے لیا اور کہا: یہ میرا بھتیجا ہے، میرے بھائی نے اس کے بارے میں مجھے وصیت کی تھی۔ دوسری طرف زمعہ کا بیٹا مدمقابل کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا: یہ میرا بھائی ہے، میرے باپ کی لونڈی کا بیٹا ہے اور میرے باپ کے بستر پر پیدا ہوا ہے۔ جب معاملہ طول پکڑ گیا تو یہ مقدمہ رسول اللہ ﷺ کی عدالت میں پیش ہوا، سعد نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ میرا بھتیجا ہے، میرے بھائی نے مجھے اس کی وصیت کی تھی۔ عبد بن زمعہ نے کہا: یہ میرا بھائی ہے، میرے باپ کی لونڈی کا بیٹا ہے اور اس کے بستر پر پیدا ہوا ہے، فریقین کی گفتگو سن کر رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ صادر فرمایا:

((هو لك يا عبد بن زمعة .))

''عبد بن زمعہ! یہ تیرا (بھائی) ہے۔''

اس کے بعد آپ نے یہ اصول بیان فرمایا:

((الولد للفراش وللعاهر الحجر .))

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”بچہ صاحب فراش کا ہے اور زانی کے لیے پتھر ہیں۔“ ❶

اسی حدیث میں یہ وضاحت ہے کہ اس بچے کی شکل و شباہت عقبہ سے ملتی تھی لیکن آپ نے شکل و شباہت کو پیش نظر نہیں رکھا اور نہ اس کو نسب کے لیے باعث طعن سمجھا بلکہ اس بنیادی اور اہم اصول کو سامنے رکھتے ہوئے فیصلہ عبد بن زمعہ کے حق میں دیا۔ شکل وصورت اور رنگ روپ کو بنیاد بنا کر نسب پر طعن کرنا مشرکین مکہ کی عادت بد تھی جس طرح وہ حضرت اسامہ اور زید کے نسب میں شک کا اظہار کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی باتوں کو کبھی درخوئے اعتنا نہیں سمجھا اور اسی اسوۂ حسنہ اور کامل نمونے کو سامنے رکھتے ہوئے مسلمانوں کا بھی یہی طرۂ امتیاز ہونا چاہیے کہ وہ افواہوں اور غلط نشریات کی وجہ سے حقائق اور ظاہری امور کو قابل طعن نہ سمجھیں۔

---

❶ صحیح بخاری: 2054.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرا مبحث:

غیبت کا حکم

انسان کو کسی کی برائی بیان کرنے کا سب سے آسان موقع اس وقت فراہم ہوتا ہے جب دوسرا موجود نہ ہو۔ کسی کی پیٹھ پیچھے برائی کرنا اور اس کی خامیوں کو دوسروں کے سامنے ظاہر کرنا انتہائی گھٹیا حرکت ہے۔ ایسا وہی کرسکتا ہے جس میں کوئی قابل تحسین کام کرنے کی صلاحیت نہ ہو۔ یہ غیبت ہے اور انتہائی مکروہ فعل ہے۔ چونکہ اس میں انسان پردۂ اخفا میں دوسروں کی عزت و آبرو پر حملہ کرتا ہے، اس لیے شریعت نے اس کی سزا بھی سخت بیان کی ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ لَا یَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ؕ اَیُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ یَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِیْمٌ ﴾ (الحجرات:12)

”اور نہ تم میں سے کوئی کسی کی غیبت کرے، کیا تم میں سے کوئی بھی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرتا ہے، تم کو اس سے گھن آئے گی اور اللہ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔“

بہتان یعنی لوگوں کے اندر جو بات نہ پائی جائے ان کی طرف منسوب کرنا ہی حرام نہیں ہے بلکہ دوسروں کے اندر پائے جانے والے ان عیوب و نقائص کو ذکر کرنے کو بھی اسلامی شریعت نے حرام قرار دیا ہے، جن کے ذکر کرنے کا کوئی شرعی فائدہ نہ ہو، رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ غیبت کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((ذِكْرُكَ اَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ، قِيلَ: اَفَرَاَيْتَ اِنْ كَانَ فِيْ اَخِي مَا اَقُولُ، قَالَ: اِنْ كَانَ فِيهِ مَا تَقُولُ فَقَدْ اغْتَبْتَهُ وَاِنْ لَمْ يَكُنْ فِيهِ،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَقَدْ بَهَتَّهُ .))❶

"تم اپنے بھائی کا تذکرہ اس طرح کرو کہ اسے ناگوار اور ناپسند ہو (تو یہ غیبت ہے) عرض کیا گیا: اللہ کے رسول! اگر وہ عیب ہمارے بھائی میں موجود ہو؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اگر وہ عیب اس میں موجود ہوگا تب ہی وہ غیبت ہوگی اور اگر عیب موجود نہ ہو تو وہ بہتان اور افتراء ہے۔"

گویا اگر انسان ایسا عیب بیان کر رہا ہے جو کسی دوسرے میں نہیں ہے تو یہ بہتان بازی ہے جو بجائے خود ایک عظیم جرم ہے۔ اس جرم کی سنگینی کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں سے ایک نے اپنی ایک سوکن کے بارے میں کہا کہ یہ چھوٹے قد کی ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((لَقَدْ قُلْتِ كَلِمَةً لَوْ مُزِجَتْ بِمَاءِ الْبَحْرِ لَمَزَجَتْهُ .))❷

"تم نے ایسی بات کہی ہے کہ اگر وہ سمندر کے پانی میں گھول دی جائے تو وہ اس پر بھی غالب آ جائے۔"

مطلب یہ تھا کہ اس طرح کی باتیں انسانی معاشرے کی محبت و شیفتگی کو غارت کرنے کے لیے کافی ہیں۔ آج مسلمانوں کی یہ حالت ہے کہ اس طرح کی باتیں ان کی رونق محفل ہیں۔ کسی کی کمزوریوں اور خامیوں پر تبصرہ نہ کرنا اپنی خامی تصور کیا جاتا ہے۔ کسی کا قد چھوٹا ہو یا چہرے مہرے میں کوئی نقص ہو تو مزہ دوبالا کرنے کے لیے اس کو بیان کیا جاتا ہے۔ انسان کو ڈرنا چاہیے کہ جس قدرت نے اسے جسمانی نقائص سے دور رکھا ہے وہ جب چاہے ان اعضا میں نقص ڈال سکتی ہے۔

اس لیے انسان کو دوسروں کی خامیاں بیان کرنے سے عذر کرنا چاہیے بلکہ اطلاع میں آ جانے کے بعد پردہ پوشی کرنی چاہیے۔ اسلام نے اسی بات کی ترغیب دی ہے کہ جو شخص کسی

❶ صحيح مسلم :2589، ابو داؤد:4874.

❷ ابو داؤد :4875، الترمذي:2502. (صحيح)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے عیب کو اپنے سینے میں دفن کر لیتا ہے اللہ اس کے عیوب کو لوگوں کی نگاہوں سے اوجھل کر دے گا۔ نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں:

((لَا يَسْتُرُ اللّٰهُ عَلَى عَبْدٍ فِي الدُّنْيَا إِلَّا سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) ❶

''جس بندے کی پردہ پوشی اللہ تعالیٰ دنیا میں کرتا ہے قیامت کے دن بھی اللہ تعالیٰ اس کی پردہ پوشی کرے گا۔''

سبحان اللہ! کسی کی عزت و آبرو کے تحفظ کے لیے اسلام کا کیا خوبصورت انداز ہے کہ اگر کسی کی عدم موجودگی میں اس کی عزت و آبرو پر حملہ کیا جائے تو وہاں موجود مسلمانوں کو اس کا دفاع کرنے کی ترغیب دلائی ہے۔ ارشاد نبوی ہے:

((مَنْ رَدَّ عَنْ عِرْضِ أَخِيهِ رَدَّ اللّٰهُ عَنْ وَجْهِهِ النَّارَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.)) ❷

''جو شخص اپنے بھائی کی عزت کا دفاع کرے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے چہرے کو جہنم کی آگ سے بچائے گا۔''

بغیر کسی شرعی مصلحت کے کسی کے عیوب تلاش کرنے کو اسلام نے نہایت سختی کے ساتھ منع کیا اور دوسروں کی ٹوہ میں پڑنے سے بھی منع کیا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَلَا تَجَسَّسُوا﴾ (الحجرات:12) ''اور دوسروں کے ٹوہ میں مت پڑو۔''

اور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں:

((يَا مَعْشَرَ مَنْ أَسْلَمَ بِلِسَانِهِ، وَلَمْ يُفْضِ الْإِيمَانُ إِلَى قَلْبِهِ! لَا تُؤْذُوا الْمُسْلِمِينَ، وَلَا تُعَيِّرُوهُمْ، وَلَا تَتَّبِعُوا عَوْرَاتِهِمْ، فَإِنَّهُ مَنْ تَتَبَّعَ عَوْرَةَ أَخِيهِ الْمُسْلِمِ، تَتَبَّعَ اللّٰهُ عَوْرَتَهُ، وَمَنْ تَتَبَّعَ اللّٰهُ

❶ صحيح مسلم: 2590.

❷ الترمذي: 1931. (صحيح).

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَوْرَتَهُ، يَفْضَحْهُ وَلَوْ فِي جَوْفِ رَحْلِهِ .)) ❶

''محض زبان سے اسلام لانے والو! جن کے دل تک ایمان نہیں پہنچا ہے! مسلمانوں کو نہ ستاؤ، ان کو عار نہ دلاؤ اور ان کے عیوب تلاش نہ کرو، اس لیے کہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کے عیب ڈھونڈتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کا عیب ڈھونڈتا ہے اور اللہ تعالیٰ جس کے عیب ڈھونڈتا ہے، اسے رسوا و ذلیل کر دیتا ہے، اگرچہ وہ اپنے گھر کے اندر ہو۔''

ایک دوسری حدیث میں آپ ﷺ نے یوں فرمایا:

((إِنَّكَ إِنِ اتَّبَعْتَ عَوْرَاتِ النَّاسِ أَفْسَدْتَهُمْ أَوْ كِدْتَ [أَنْ] تُفْسِدَهُمْ .)) ❷

''اگر تم لوگوں کی پوشیدہ باتوں کے پیچھے پڑو گے تو تم ان میں بگاڑ پیدا کر دو گے یا قریب ہے کہ ان میں بگاڑ پیدا کر دو۔''

یہ ساری احادیث اس بات کو واضح کرنے کے لیے کافی ہیں کہ دوسروں کے عیوب تلاش کرنے والا خود اپنے عیوب ظاہر کرنے کا سامان کر رہا ہے۔ وہ اپنے ہی ہاتھوں اپنی بردباری کا بیج بو رہا ہے۔ یہی جستجو اور ٹوہ ایک دن اس کی عزت کے محل کو زمین بوس کر دے گی۔ بلکہ حدیث کے الفاظ تو اتنے سخت ہیں کہ پڑھ کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں متنبہ کرنے کے لیے یہ فرمایا ہے کہ جس کے عیوب اللہ تعالیٰ تلاش کرنا شروع کر دیتا ہے اس کو ذلیل و رسوا کر دیتا ہے۔ اللہ تو علام الغیوب اور سینوں کے بھیدوں کو جاننے والا ہے۔ سب لوگوں کی خوبیاں اور خامیاں اس کے احاطہ علم میں ہیں۔ مجرموں کو ڈھیل دینا اس کی رحمت ہے تاکہ وہ باز آ جائیں۔ اس مہلت سے کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ رسول

❶ الترمذي:2032. (حسن)

❷ ابو داؤد: 4888. (صحيح)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ ﷺ کے یہ فرامین بے مقصد ہیں۔ جو شخص یہ سب جاننے کے باوجود بھی ان تنبیہات پر کان نہیں دھرتا اللہ تعالیٰ اس کو نشانِ عبرت بنا دیتا ہے۔ اس لیے کسی دوسرے کا عیب تلاش کرنے والے کو اللہ تعالیٰ کی دی گئی مہلت سے ناجائز فائدہ نہیں اٹھانا چاہیے بلکہ اس کو اس قبیح فعل سے فوراً تائب ہو کر اللہ کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیسرا مبحث:

حکمراں طبقہ اور علمائے اسلام کے خلاف طعن و تشنیع کا حکم

حکمران اور علماء، انسانی معاشرے میں دو گروہ ایسے ہیں جن کی وجہ سے لوگ صحیح یا غلط سمت پر چلتے ہیں۔قوم کی تقدیر انھی کے ہاتھوں میں ہوتی ہے اور یہ اپنے اثر ورسوخ سے ان کو جس دھارے پر چاہیں ڈال سکتے ہیں۔ ان کی حرکات وسکنات انسانی معاشرے پر اثر انداز ہوتی ہیں اور زندگی میں کوئی مسئلہ یا حادثہ درپیش ہو تو فوراً لوگوں کی نظریں انھیں کی طرف اٹھتی ہے، اس لیے ان کی عزت و احترام کے بارے میں کتاب و سنت میں بہت سارے نصوص آئے ہیں، جن میں سے چند ایک کا تذکرہ درج ذیل ہے:

حکمراں کی اطاعت وفرمانبرداری کے وجوب پر بہت سارے دلائل ہیں، نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

((عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ السمع والطاعة فِيمَا أَحَبَّ وَكَرِهَ مَا لَمْ يُؤْمَرْ بِمَعْصِيَةٍ؛ فَإِذَا أُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ .)) [1]

''مسلمان کے لیے حاکم کی بات سننا اور اس کی اطاعت کرنا ضروری ہے، ان چیزوں میں بھی جنھیں وہ پسند کرے اور ان میں بھی جنھیں وہ ناپسند کرے، جب تک اسے معصیت کا حکم نہ دیا جائے، پھر جب اسے معصیت کا حکم دیا جائے تو نہ سننا باقی رہتا ہے نہ اطاعت کرنا۔''

اور آپ ﷺ نے فرمایا:

---

[1] صحيح البخاري ، وصحيح مسلم:1839 .

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((مَنْ خَلَعَ يَدًا مِنْ طَاعَةٍ، لَقِيَ اللّٰهَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا حُجَّةَ لَهُ، وَمَنْ مَاتَ، وَلَيْسَ فِي عُنُقِهِ بَيْعَةٌ، مَّاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً.)) ❶

''جس آدمی نے حاکم سے اطاعت کا ہاتھ کھینچ لیا، وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے ایسی حالت میں ملے گا کہ اس کے پاس اس باب میں کوئی حجت و دلیل نہ ہوگی اور جو شخص اس طرح مر جائے کہ اس کی گردن میں (حاکم کی اطاعت) بیعت نہ ہو تو وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔''

اسی اطاعت و فرمانبرداری کی حفاظت کے لیے اسلام نے ان کے خلاف طعن و تشنیع سے منع کیا ہے۔ حکمرانوں کے رویے اگرچہ انسانی طبع کے غیر موافق ہوں تب بھی انسان کو صبر کرنا چاہیے اور اپنے ذاتی مفاد کی خاطر ان کی اطاعت دے دست کش نہیں ہونا چاہیے۔ یہی راستہ امن و سلامتی کا راستہ ہے اور پرسکون اور باوقار معاشرے کا راز اسی میں پنہاں ہے کیونکہ علماء خصوصاً حکام کو برا بھلا کہنا اور لوگوں کو ان کے خلاف بغاوت پر اکسانا فتنے اور فساد کا باعث ہے۔ یہ قومی سلامتی کے سینے پر ایسا گھاؤ ہے جس کو مندمل ہونے کے لیے صدیاں درکار ہیں۔ اسی فتنے اور فساد کا قلع قمع کرنے کے لیے آپ نے فرمایا:

((مَنْ كَرِهَ مِنْ أَمِيرِهِ شَيْئًا؛ فَلْيَصْبِرْ؛ فَإِنَّهُ مَنْ خَرَجَ مِنَ السُّلْطَانِ شِبْرًا، مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً.)) ❷

''جو شخص اپنے حاکم میں کوئی ناپسندیدہ بات دیکھے تو اس پر صبر کرے کیونکہ حاکم کی اطاعت سے اگر کوئی ایک بالشت بھی باہر نکلا تو اس کی موت جاہلیت کی موت ہوگی۔''

رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا: ''اللہ کے نبی! آپ کی کیا رائے ہے کہ حکام ہم سے اپنے حقوق کے ادا کرنے کا مطالبہ کریں اور ہمارا حق ہمیں نہ دیں تو آپ ہمیں کیا حکم دیتے

❶ صحيح مسلم:1851.

❷ صحيح البخاري:7053، صحيح مسلم:1849.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں؟ آپ ﷺ نے جواب دیا:

((أَدُّوا إِلَيْهِمْ حَقَّهُمْ، وَسَلُوا اللَّهَ حَقَّكُمْ.)) ❶

"ان کے حقوق ادا کرو اور اپنا حق اللہ تعالیٰ سے مانگو۔"

نبی اکرم ﷺ نے ایک دفعہ یوں فرمایا:

((اسْمَعُوا وَأَطِيعُوا، فَإِنَّمَا عَلَيْهِمْ مَا حُمِّلُوا، وَعَلَيْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ.)) ❷

"اے مسلمانو! حکام کی باتیں سنو اور ان کی اطاعت کرو، ان کے اعمال کا بوجھ ان پر اور تمہارے اعمال کا بوجھ تم پر ہے۔"

اور آپ ﷺ نے ایک مرتبہ یوں فرمایا:

((تَسْمَعُ وَتُطِيعُ لِلْأَمِيرِ وَإِنْ ضُرِبَ ظَهْرُكَ، وَأُخِذَ مَالُكَ؛ فَاسْمَعْ وَأَطِعْ.)) ❸

"تم حاکم کی بات سنو اور اس کی اطاعت کرو، چاہے تمہاری پیٹھ پر کوڑے برسائے جائیں اور تم سے تمہارا مال چھین لیا جائے، ہر حال میں تم حاکم کی بات سنو اور اس کی اطاعت کرو۔"

حکمرانوں کو تنقید کا نشانہ بنانا اور ان کے خلاف زبان درازی اُن کی ایک قسم کی توہین ہے اور ان کے مقام و مرتبہ کو کم کرنا ہے تو یہ اس حدیث کے حکم میں بھی داخل ہوگا جس میں آپ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ أَهَانَ سُلْطَانَ اللّٰهِ فِي الْأَرْضِ، أَهَانَهُ اللّٰهُ.)) ❹

---

❶ صحيح البخاري:7052، وصحيح مسلم:1843.

❷ صحيح مسلم:1846.

❸ صحيح مسلم:1847.

❹ الترمذي:2224. (حسن)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''جس شخص نے زمین پر اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے سلطان (حاکم) کو ذلیل کیا اللہ تعالیٰ اسے ذلیل کرے گا۔''

دوسرا گروہ علمائے شریعت کا ہے یہ لوگ شریعت کے محافظ اور نگہبان ہیں۔ درحقیقت یہی لوگ مرجع خلائق ہیں جہاں سے متلاشیان علم اپنی تشنگی دور کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے علم دین کی وجہ سے ان کو وہ مقام عطا کیا ہے جو دوسرے ایمان والوں کو عطا نہیں کیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ؕ﴾

(المجادلة:11)

''اللہ تعالیٰ تم میں سے ان لوگوں کے جو ایمان لائے ہیں اور جنھیں علم دیا گیا ہے درجے بلند کردے گا۔''

ایک اور آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ؕ﴾ (الزمر: 9)

''آپ کہہ دیجیے! علم والے اور بے علم کیا برابر ہیں۔''

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِ عَلَى أَدْنَاكُمْ .)) ❶

''عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے تم میں سے ایک عام آدمی پر میری فضیلت۔''

ایک دوسری حدیث میں آپ ﷺ نے یوں فرمایا:

((وَفَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِ الْقَمَرِ عَلَى سَائِرِ الْكَوَاكِبِ، وَإِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ .)) ❷

---

❶ الترمذي:2685. (صحيح).

❷ ابو داؤد:3641، الترمذي:2682. (صحيح)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”عالم کی فضیلت عابد پر یوں ہے جیسے چودھویں رات کے روشن چاند کی فضیلت دوسرے ستاروں پر ہے اور علماء انبیاء کے وارث ہیں۔“

علماء پر طعن و تشنیع کا سب سے بڑا نتیجہ یہ نکلے گا کہ اُن کی دینی رہنمائی سے لوگوں کا اعتماد اُٹھ جائے گا اور لوگ اُن کی وعظ و نصیحت کی باتوں کی پابندی نہیں کریں گے اور نہ ہی ان کی باتوں پر کان دھریں گے، بلکہ ایسے لوگ ہو جائیں گے کہ شریعت اور اس کے احکام کی پرواہ کیے بغیر اِدھر اُدھر ٹامک ٹوئیاں ماریں گے اور جو چاہیں گے کریں گے، جب کہ ان پر یہ واجب اور ضروری ہے کہ وہ علماء کی طرف رجوع کریں اور ان سے دینی معاملات کے بارے میں پوچھیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ (النحل:43)

”اگر تم نہیں جانتے ہو تو اہل ذکر سے پوچھ لو۔“

خاص طور پر فتنہ و فساد کے زمانہ میں علماء سے رجوع کرنا از بس ضروری ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَ اِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ وَ لَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَ اِلٰٓى اُولِي الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ﴾

(النساء:83)

”جہاں انھیں کوئی خبر امن کی یا خوف کی ملی، انھوں نے اسے مشہور کرنا شروع کر دیا، حالانکہ اگر یہ لوگ اسے رسول ﷺ کے اور اپنے میں سے ایسی باتوں کی تہہ اور حقیقت تک پہنچنے والوں کے حوالے کر دیتے تو اس کی حقیقت وہ لوگ معلوم کر لیتے جو نتیجہ اخذ کرتے ہیں۔“

علماء اور حکام کے مقام اور مرتبے کو دیکھتے ہوئے شریعت نے ان کے درجہ کو بلند کیا ہے اور ان کو مزید عزت و احترام دیا ہے، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

((إِنَّ مِنْ إِجْلَالِ اللّٰهِ إِكْرَامَ ذِي الشَّيْبَةِ الْمُسْلِمِ، وَحَامِلِ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْقُرْآنِ غَيْرِ الْغَالِي فِيهِ وَالْجَافِي عَنْهُ، وَإِكْرَامَ ذِي السُّلْطَانِ الْمُقْسِطِ.)) ❶

''بوڑھے مسلمان کی اور حافظ قرآن کی جو نہ اس میں غلو کرنے والا ہو اور نہ اس سے دور پڑ جانے والا ہو اور عادل حاکم کی عزت وتکریم دراصل اللہ تعالیٰ کی عزت وتکریم ہی کا ایک حصہ ہے۔''

آیت کریمہ میں وارد لفظ اولوالامر کی یہ تفسیر کی گئی ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ ۖ﴾

(النساء:59)

''اے ایمان والو! فرمانبرداری کرو اللہ تعالیٰ کی اور فرمانبرداری کرو رسول کی اور تم میں سے جو لوگ صاحب اختیار اور حاکم ہیں۔''

آیت میں وارد کلمہ اولی الامر سے مراد یہی دو گروہ ہیں یعنی حکام اور علمائے شریعت۔ علماء کی عزت وتکریم دراصل اس بات کا اظہار ہے دین اسلام کے ساتھ اس انسان کا گہرا تعلق ہے اور یہ اس انسان کی اسلام سے محبت کی دلیل ہے کہ وہ دین کا علم رکھنے والوں کی مدد کرتا ہے۔ علماء کی حوصلہ شکنی اور ان کو حقارت کی نگاہ سے دیکھنا ان لوگوں کا کام ہے جو غیر مسلم نظریات وافکار سے متاثر ہے، جن کے ذہنوں پر روشن خیالی کا بھوت سوار ہے اور جن کے نزدیک اسلام کی حیثیت یہ ہے کہ انسان کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جائے اور بس۔ معاشرے کی بے راہ روی اور بگاڑ کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ ہم نے علماء کی باتوں کو معمولی سمجھنا شروع کر دیا ہے اور ان کے بیان کردہ مسائل وقضایا کو قدیم اور ترقی کی راہ میں رکاوٹ کہہ کر فرسودہ قرار دے دیا ہے۔ اگر غور کیا جائے تو یہ بات واضح ہوتی ہے کہ یہ علماء ہی انبیاء کے وارث ہے۔ ان کی وہی بات ہے جو انبیاء نے ارشاد فرمائی۔ یہ اسی صداقت کے مبلغین ہیں جس کا اظہار انبیاء نے کیا۔ یہ اسی آفاقی سچائی کے داعی ہیں جو انبیاء نے پیش کی۔ یہی وہ

❶ ابو داؤد: 4843. (حسن)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگ ہیں جو نبی کی تعلیمات کے حاملین ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جو اسلام کے علمبردار ہیں۔ ان کی حیثیت کو گرادیا جائے تو نہ اسلام باقی رہتا ہے نہ اسلامی تعلیمات۔ اگر ان کو نکال دیا جائے تو اسلام ختم ہو جائے۔ ان کی صحیح بات کا انکار گویا نبی کی بات کا انکار ہے۔ یہ تو قاصد ہیں جو نبوی تعلیمات کو لے کر ہمارے پاس آتے ہیں ان کی بات کو مسترد کرنا درحقیقت اس پیغام کو مسترد کرنا ہے جو نبوی پیغام ہے، لہٰذا ان کی قدر کرنی چاہیے، ان کو وہ مقام و مرتبہ دینا چاہیے جو اسلام نے دیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب سوم

عزت وآبرو کی ضروری اور بنیادی مصلحت کی حفاظت اور اس میں خلل اندازی کی سزا

اس میں تین بحث ہیں:

1: پہلے مبحث میں حد قذف یعنی زناکاری کے الزام کی سزا کا بیان ہے

2: دوسرے مبحث میں لوگوں پر طعن وتشنیع کی سزا کا بیان ہے

3: اور تیسرے مبحث میں وسیع معنوں میں امن عامہ پر اثر انداز ہونے والی افواہوں کی سزا کا بیان ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلا مبحث:

حد قذف کا بیان

قذف یہ ہے کہ کسی پر زنا کی تہمت لگادی جائے۔ بلاتحقیق اور بغیر ثبوت کے کسی کے بارے میں ایسی بات کرنا بہت بڑا جرم ہے جس کی زد براہ راست انسانی عزت پر پڑتی ہے۔ جب کسی معاشرے میں انسانی عزت کو تحفظ حاصل نہ ہو تو وہ معاشرے بے چینی اور افراتفری کا شکار ہو جاتا ہے۔ جو شخص جس کی عزت کے ساتھ چاہتا ہے کھلواڑ کرتا ہے۔ جس کو موقع ملتا ہے وہ دوسروں کی غلط نسبتیں قائم کرتا ہے اور بلاثبوت لوگوں کے ناجائز تعلقات کی باتیں کر کے اپنی محفلوں کی رونق دوبالا کرتا ہے۔ یہ معاشرتی رجحان ایک انتہائی خطرناک موڑ پر جا پہنچتا ہے جہاں انسانی نسب کے باہمی اعتماد کا کلی طور پر فقدان ہو جاتا ہے۔ شریعت نے معاشرے کو اس صورت حال سے بچانے کے لیے حد قذف مقرر کی ہے اور کسی پر زنا کی تہمت لگانا ایسی گھٹیا حرکت ہے کہ ہر سلیم الفطرت انسان نے اس کا انکار کیا ہے اور اس کی حریت پر سب مسلمانوں کا اتفاق ہے۔ [1] اللہ رب العزت نے اس کی سخت ترین سزا کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ لُعِنُوا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾ (النور:23)

”جو لوگ پاک دامن بھولی بھالی مسلمان عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں، وہ دنیا و آخرت میں ملعون ہیں اور ان کے لیے بڑا بھاری عذاب ہے۔“

اس آیت کی رو سے ایسا شخص دنیا و آخرت میں اللہ کی رحمت سے محروم ہے اور پھر اس کے لیے بہت بڑا عذاب بھی ہے۔ یہاں یہ بات بھی مناسب ہو گی کہ جو شخص دنیا میں اپنی

---

[1] المغنی 83/12.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طاقت، عہدے یا کسی اور ذریعے سے قذف کا ارتکاب کرنے کے بعد حد سے بچ جاتا ہے تو اسے کسی خوش فہمی میں مبتلا نہیں رہنا چاہیے بلکہ یہ ایسے انسان کے لیے انتہائی سخت وعید ہے کیونکہ جس پر دنیا میں حد لاگو ہوگئی اس کا معاملہ صاف ہوگیا اور جو دنیا میں نفاذ حد سے بچا رہا اور سچی توبہ کیے بغیر فوت ہوگیا اس کے لیے اس آیت میں بیان کردہ سزاؤں کی وعید شدید ہے، اس لیے علماء نے اس بات کو ثابت کیا ہے کہ حد قذف دراصل نامعلوم جہت سے عزت وآبرو کی حفاظت ہی کا ایک راستہ ہے۔ ❶

قذف کی سزا:

قذف کی سزا کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنے اس فرمان میں کیا ہے:

﴿ وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۙ﴾

(النور:4)

”جو لوگ پاک دامن عورتوں پر زنا کی تہمت لگائیں، پھر چار گواہ نہ پیش کرسکیں تو انھیں اَسّی (80) کوڑے لگاؤ اور کبھی بھی ان کی گواہی قبول نہ کرو، یہ فاسق لوگ ہیں۔“

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایسے انسان کے لیے درج ذیل تین سزائیں بیان کی ہیں:

1: جسمانی سزا اور وہ اسّی کوڑے لگانا ہے۔

2: تادیبی سزا اور وہ لوگوں کی عزت وآبرو سے کھیلنے اور جھوٹے الزام لگانے کے بعد ایسے لوگوں کی شہادت (گواہی) کو نہ ماننا ہے۔

3: تیسری سزا یہ ہے کہ جھوٹا الزام لگانے والا فسق وفجور کی صفت سے موصوف اور اللہ تعالیٰ کی طاعت وفرمانبرداری سے باہر ❷ اور اللہ اور اس کی مخلوق کے نزدیک وہ عادل اور

---

❶ شرح الکوکب المنیر 162/4.

❷ المقاصد العامه للشریعه الاسلامیة ص:456.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثقہ نہیں ہے۔ 1

حد قذف (زنا کے بہتان کی سزا) کی مشروعیت میں ایک بہت بڑی حکمت یہ ہے کہ رشتہ داروں کی آپس میں ایک دوسرے کی ثقاہت واعتماد کی حفاظت ہو، حسب ونسب میں کوئی کسی کو ذلیل نہ کرے، بیویوں کے بارے میں شیطان کی طرف سے ڈالے گئے وسوسے اور شبہات دور ہوں اور سب سے بڑھ کر فحاشی کے پھیلاؤ کو روکنے میں یہ موثر ہو، کیونکہ جب زنا کی تہمت عام ہوگی، لوگ بلا جھجک اس کا ارتکاب کریں گے تو انسان اپنی فطری کمزوری کی وجہ سے اس سے مانوس ہو جائے گا۔ جب معاشرہ اس جرم کا عادی ہوگا تو لوگوں کے دلوں سے اس کی قباحت کم بلکہ بتدریج ختم ہو جائے گی۔ جب کسی بات کب معیوب نہ سمجھا جائے تو اس پر عمل کرنے کو بھی باعث عیب نہیں سمجھا جاتا۔ ہمارا معاشرہ اور مغربی معاشرہ اس کی واضح مثال ہے کہ جو کام ہمارے نزدیک قابل مذمت ہے وہ بلا دھڑک ان کا ارتکاب کرتے ہیں، کیونکہ وہ ان کے نزدیک قابل مذمت نہیں ہیں۔ ان کے معاشرتی رجحان نے ان کو جس طرف ڈال دیا ہے وہ اسی کے اسیر ہو کر رہ گئے ہیں، اس لیے شریعت نے معاشرے کے اس غلط رجحان پر قابو پانے کے لیے قذف کی سزا مقرر کی ہے تاکہ بعد میں سامنے آنے والے برے نتائج سے بچا جا سکے۔

زنا کی تہمت لگانے کے جرم کے خلاف شریعت کی جنگ کا ایک نمونہ یہ ہے کہ اگر مکلف (عاقل بالغ) آدمی زنا کا اعتراف کرلے اور کہے کہ میں نے فلاں عورت سے زنا کیا ہے تو شریعت اس پر زنا کی سزا دینے کو کافی نہیں سمجھتی، بلکہ جمہور علماء کے نزدیک شریعت اس کے خلاف (مذکورہ عورت سے زنا کی) تہمت کی سزا کو بھی مقرر کرتی ہے، جیسا کہ ایک حدیث میں آیا ہے:

((أَنَّ رَجُلًا أَتَاهُ فَأَقَرَّ عِنْدَهُ أَنَّهُ زَنَى بِامْرَأَةٍ سَمَّاهَا لَهُ، فَبَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الْمَرْأَةِ فَسَأَلَهَا عَنْ ذٰلِكَ، فَأَنْكَرَتْ أَنْ

1 تفسیر ابن کثیر: 275/3.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تَكُونَ زَنَتْ ، فَجَلَدَهُ الْحَدَّ وَتَرَكَهَا .)) ❶

''ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ کے پاس آ کر یہ اعتراف کیا کہ اس نے ایک عورت سے جس کا اس نے نام لیا زنا کیا ہے، تو آپ نے اس عورت کو بلوایا اور اس سے اس بارے میں پوچھا، اس نے انکار کیا تو آپ نے حد میں صرف مرد کو کوڑے مارے اور عورت کو چھوڑ دیا۔''

منافقین نے جب سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائی تو اس پروپیگنڈے سے کچھ سادہ لوح مسلمان بھی متاثر ہو گئے تھے جن میں سیّدنا حسان بن ثابت، مسطح بن اثاثہ اور حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہم شامل تھے۔ جب اللہ تعالیٰ نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی براءت نازل فرمادی تو رسول اللہ ﷺ نے ان پر حدِ قذف لگائی تھی۔ (سنن ابی داود)

❶ ابوداؤد:4466. (صحیح)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرا مبحث:

لوگوں کو مطعون کرنے کی سزا کا بیان

بہت سے معاملات ایسے ہیں جن پر شریعت کی طرف سے کوئی حد لاگو نہیں ہوتی نہ شریعت نے ان کی سزا کو بیان یا ہے، البتہ یہ چیزیں دوسرے افراد کے لیے باعث تکلیف ہیں، مثلاً کسی کے خلاف زبان درازی کر کے اس کی ہتک کی جائے، کسی کو گالی گلوچ کے ذریعے بے عزت کیا جائے، لوگوں کے درمیان فساد برپا کیا جائے یا کسی اور ذریعے سے کسی کو ذلیل ورسوا کیا جائے تو شریعت نے اس پہلو کو یونہی نہیں چھوڑ دیا کہ بلا کسی خوف و خطر جو شخص ہر کسی کو ذلیل کرتا پھرے بلکہ ایسے معاملات وقت کے قاضی اور جج کے سپرد کیے ہیں کہ وہ اپنی صوابدید سے ایسے لوگوں کے خلاف مناسب قدم اٹھا سکتا ہے اور ان کے جرم کی نوعیت کے اعتبار سے مناسب سزا تجویز کر سکتا ہے۔ ❶

علمائے اصول نے اس بات کو واضح طور پر بیان کیا ہے کہ حد قذف کے بغیر لوگوں کو گالی دینے والوں پر تعزیری سزا کا ہونا، شریعت کے عزت و آبرو کے بنیادی اور ضروری حق کے تحفظ میں ایک مبالغہ آمیز وسیلہ ہے۔ ❷

بعض علمائے اصول کا خیال ہے کہ دوسروں پر طعن و تشنیع کرنے کی سزا بھی عزت و آبرو کے بنیادی حق ہی کے قبیل سے ہے، اسی وجہ سے وہ مال کی حفاظت کے بنیادی حق کو عزت و آبرو کے بنیادی حق کے برابر کا درجہ دیتے ہیں۔ ❸

یہ بات درست نہیں ہے کیونکہ اس سزا کا تعلق بلاواسطہ عزت و آبرو کے بنیادی

---

❶ المغنی 399/12، فتح القدير : 213/4.

❷ شرح الكوكب المنير :164/4.

❸ نشر البنود :172/2.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حق کے ساتھ نہیں ہے بلکہ یہ اس کے مکملات میں سے ہے۔ طعن و تشنیع کی سزا کے ذریعے قذف اور زنا کی تہمت لگانے والوں کا مکمل طور پر سد باب کرنا مقصود ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جب شریعت کسی کے خلاف محض طعن و تشنیع کو برداشت نہیں کرتی تو تہمت بلکہ زنا کی تہمت کو کیسے برداشت کرسکتی ہے۔ یہ سمجھانے کا انتہائی اعلیٰ اسلوب ہے اور جرائم کو روکنے کے لیے اسلامی شریعت کا حکیمانہ انداز ہے کہ وہ جرم کے ساتھ اس جرم تک پہنچنے کے سب دروازوں کو بھی بند کرتی ہے تا کہ کسی بھی طرح لوگ اس برائی کے قریب بھی نہ پھٹکیں۔ یہاں سے یہ بات بھی ہمارے سامنے آگئی کہ عزت و آبرو کے بنیادی حق کا مال حق کے ساتھ موازنہ درست نہیں ہے بلکہ درست یہ ہے کہ عزت و آبرو کے بنیادی حق کا اس حق کے ساتھ موازنہ کیا جائے جو اس کی تکمیل کا تحفظ کرتا ہے۔ اس اعتبار سے عزت کے بنیادی حق کا درجہ اس حق سے زیادہ ہے جو اس کی تکمیل کی حفاظت کرتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیسرا مبحث:

امن عامہ پر اثر انداز ہونے والی افواہوں کی سزا

اسلامی شریعت نے معاشرے کو پر امن اور پر سکون بنانے کا انتہائی اعلیٰ بندوبست کیا ہے اور معاشرتی امن کو تباہ کرنے والے عناصر کا سختی سے نوٹس لیا ہے۔ اس بارے میں مسلمانوں کو تاکید کی ہے کہ جب ان کے پاس ایسی خبر آئے جو معاشرے کے امن وسکون پر اثر انداز ہو تو انھیں فوراً ایسے لوگوں کی طرف رجوع کرنا چاہیے جو حقیقت شناس ہیں بلکہ ایسا نہ کرنے والے کو شیطان کا متبع اور پیروکار قرار دیا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ اِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ ؕ وَ لَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَ اِلٰۤى اُولِی الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِیْنَ یَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ ؕ وَ لَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَ رَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّیْطٰنَ اِلَّا قَلِیْلًا ﴿۸۳﴾﴾

(النساء:83)

”جہاں انھیں کوئی خبر امن کی یا خوف کی ملی، انھوں نے اسے مشہور کرنا شروع کردیا، حالانکہ اگر یہ لوگ اسے رسول ﷺ کے اور اپنے میں سے ایسی باتوں کی تہہ اور حقیقت تک پہنچنے والوں کے حوالے کردیتے تو اس کی حقیقت وہ لوگ معلوم کرلیتے جو نتیجہ اخذ کرتے ہیں اور اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی تو چند لوگوں کے علاوہ تم سب شیطان کے پیروکار بن جاتے۔“

اسلامی شریعت نے معاشرے پر اثر انداز ہونے والی افواہوں کے خلاف سخت موقف اختیار کیا ہے اور حاکم وقت کو ان لوگوں کو مناسب سزا دینے کا حق بھی عطا کیا ہے جو افواہیں پھیلا کر یا اس کی ترویج و اشاعت کے ذریعے سے امت کی سلامتی کو نقصان پہنچاتے ہیں، علماء کی ایک جماعت نے تو یہاں تک کہا ہے کہ حاکم وقت کو انھیں سزائے موت دینے کا حق

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّ الْمُرْجِفُوْنَ فِي الْمَدِيْنَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَاۤ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ مَّلْعُوْنِيْنَ ۚ اَيْنَمَا ثُقِفُوْۤا اُخِذُوْا وَ قُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا ۝ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۚ وَ لَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ۝ ﴾ (الاحزاب:60تا62)

''اگر (اب بھی) یہ منافق اور وہ جن کے دلوں میں بیماری ہے اور وہ لوگ جو مدینے میں غلط افواہیں پھیلانے والے ہیں باز نہ آئیں تو ہم آپ کو ان (کی تباہی) پر مسلط کردیں گے، پھر تو وہ چند دن ہی آپ کے ساتھ اس (شہر) میں رہ سکیں گے، ان پر پھٹکار برسائی گئی، جہاں بھی مل جائیں پکڑے جائیں، اور خوب ٹکڑے ٹکڑے کردیے جائیں، ان سے اگلوں میں بھی اللہ کا یہی دستور جاری رہا اور تو اللہ کے دستور میں ہرگز ردو بدل نہ پائے گا۔''

اسی طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے بھی استدلال کیا گیا ہے:

((مَنْ اَتَاكُمْ وَاَمْرُكُمْ جَمِيعٌ عَلَى رَجُلٍ وَّاحِدٍ، يُرِيدُ اَنْ يَّشُقَّ عَصَاكُمْ، اَوْ يُفَرِّقَ جَمَاعَتَكُمْ؛ فَاقْتُلُوهُ.)) ❶

''اگر کوئی تمہارے پاس آئے اور تم کسی ایک حاکم کی امارت پر متفق ہو جاؤ اور وہ چاہتا ہو کہ تمہاری اجتماعیت ختم کردے تم میں پھوٹ ڈال دے تو تم اسے قتل کردو۔''

امت میں غلط افواہیں پھیلانے والوں کی سزا کی ایک مثال خلیفۂ راشد سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور حکومت میں سامنے آئی کہ ان کے زمانے کا معروف شاعر حطیہ اپنے اشعار میں لوگوں کے عیب اچھالتا اور ان کی ہجو کرتا تھا۔ اس کے اس جرم پر سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے

❶ صحیح مسلم:1852۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسے قید کرنے کا حکم دیا۔ ❶

لہٰذا جو بھی شخص اس طرح معاشرے کے امن وسکون میں خلل اندازی کا سبب بنتا ہے حاکم وقت یا قاضی کو اختیار ہے کہ وہ اسے مناسب سزا دے کر امن وسکون بحال کرنے کی کوشش کرے۔

❶ تفسیر القرطبی 173/12.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب چہارم

ابلاغ اور مواصلات کے میدان میں جدید ٹیکنالوجی کے ذریعے عزت و آبرو کے بنیادی حق کا تحفظ

اس میں دو مبحث ہیں:

1: پہلا مبحث: غلط افواہوں کے خلاف جنگ میں جدید ذرائع کی کوشش

2: اور دوسرے مبحث میں افواہیں پھیلانے اور اُن کی نشر و اشاعت میں حصہ لینے والے جدید ذرائع ابلاغ پر پابندی عائد کرنا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلا مبحث:

غلط افواہوں کے خلاف جنگ میں جدید ذرائع کی کوششوں کا بیان

جدید دور ترقی یافتہ دور ہے۔ سائنس اور ٹیکنالوجی کے ذریعے انسانی نے وہ سب کچھ حاصل کرلیا ہے جو پہلے ناممکن نظر آتا تھا۔ اس ترقی کے انسانی زندگی پر گہرے اثرات ہیں۔ انسانی زندگی کا کوئی گوشہ ان سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکا۔ تعلیم ہو یا تمدن، رہن سہن ہو یا طرز تکلم سب پر ان جدید نظریات کی گہری چھاپ ہے۔ جس چیز نے انسانی ترقی کی تیز رفتاری میں سب سے مؤثر کردار ادا کیا وہ ذرائع ابلاغ ہیں۔ دنیا کے کسی دور دراز کونے میں کوئی واقع رونما ہوتا ہے لیکن ذرائع ابلاغ کی بدولت پل بھر میں ساری دنیا اسے اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ رہی ہوتی ہے۔ ان ذرائع میں سے ٹیلی گرام، ٹیلی فون، فیکس وغیرہ ہیں جن کے ذریعے سے آدمی باہم رابطے میں رہتا ہے۔ اسی طرح ریڈیو، ٹیلی ویژن اور ڈش انٹینا، سی ڈی، ویڈیو کیسٹ اور انٹرنیٹ وغیرہ بھی ان میں شامل ہیں۔ ان ذرائع پر مکمل انسانی اختیار ہے۔ فکری اور نظریاتی اعتبار سے یہ مکمل طور پر اس کے کاسہ لیس ہیں۔ انسان چاہے تو ان کے ذریعے جھوٹے پروپیگنڈے کو ہوا بھی دے سکتا ہے اور چاہے تو ان جھوٹی نشریات کے خلاف اعلان جنگ کرکے نوبل کردار بھی ادا کرسکتا ہے۔

ذرائع ابلاغ کے مالکان اور ذمہ داران درج ذیل مختلف ذرائع کو استعمال کرکے افواہوں کے خلاف لڑ سکتے ہیں:

(1)...... بالکل صحیح اور صاف معلومات کو پیش کیا جائے کیونکہ صحیح اور مبنی برحق نظریات کی روشنی میں باطل نظریات کا خود بخود دم گھٹنے لگتا ہے اور صحیح اور سچی خبروں کی موجودگی میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جھوٹی خبریں اور افواہیں بالکل غیر مؤثر اور غیر فعال ہو جاتی ہیں۔ اس کی شہادت قرآن مجید کی درج ذیل آیت میں ہے:

﴿ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْحَقَّ وَ الْبَاطِلَ ؕ فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَآءً ۚ وَ اَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ ؕ ﴾ (الرعد:17)

''اسی طرح اللہ تعالیٰ حق و باطل کی مثال بیان کرتا ہے، اب جھاگ تو ناکارہ ہو کر چلا جاتا ہے، لیکن جو لوگوں کو نفع دینے والی چیز ہے، وہ زمین میں ٹھہری رہتی ہے۔''

باطل کی مثال سیلاب کی وجہ سے پیدا ہونے والی جھاگ اور پانی کے بلبلے کی سی ہے۔ جس طرح پانی کا بلبلہ انتہائی کم وقت کے لیے نمودار ہوتا ہے اور ختم ہو جاتا ہے اسی طرح باطل کی عمر انتہائی کم ہوتی ہے۔ وہ جتنی قوت اور سرعت سے سر اٹھاتا ہے اس سے بھی جلد سرنگوں ہو جاتا ہے جبکہ اس کے مقابلے میں حق ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ حوادثِ زمانہ اور حالات کی گردش اس کا کبھی کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ ؕ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ﴾

(الاسراء:81)

''اور اعلان کر دیں کہ حق آچکا اور باطل کا وجود جاتا رہا، یقیناً باطل تھا ہی ختم ہو جانے والا۔''

جب حق ظاہر ہوا تو باطل کا خاتمہ ہو گیا، یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کی مذمت میں یہ فرمایا:

﴿ وَ لَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَ تَكْتُمُوا الْحَقَّ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴾

(البقرہ:42)

''تم لوگ حق کو باطل کے ساتھ خلط ملط نہ کرو اور نہ حق چھپاؤ، تمہیں تو خود اس کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علم ہے۔''

جس شرعی علم کی لوگوں کو ضرورت و احتیاج ہے، اگر کسی نے اسے چھپالیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے سخت عذاب کی دھمکی دی ہے اور علم کو چھپا دینے والوں کو آگ کی لگام پہنائی جائے گی، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتٰبِ ۙ أُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُونَ ﴿١٥٩﴾ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَأَصْلَحُوا وَبَيَّنُوا فَأُولٰٓئِكَ أَتُوبُ عَلَيْهِمْ ۚ وَأَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ﴿١٦٠﴾ ﴾

(البقرہ:159تا160)

''جو لوگ ہماری اتاری ہوئی دلیلوں اور ہدایت کو چھپاتے ہیں، باوجودیکہ ہم اسے اپنی کتاب میں لوگوں کے لیے بیان کر چکے ہیں، ان لوگوں پر اللہ کی تمام لعنت کرنے والوں کی لعنت ہے، مگر وہ لوگ جو توبہ کرلیں اور اصلاح کرلیں اور بیان کردیں تو میں ان کی توبہ قبول کرلیتا ہوں اور میں توبہ قبول کرنے والا اور رحم وکرم کرنے والا ہوں۔''

عہد نبوت میں منافقین کا کردار بھی اسی طرح کا تھا وہ معاشرے میں فتنہ وفساد برپا کرنے کے لیے غلط افواہیں پھیلاتے لیکن جب صحیح معلومات آجاتیں تو اللہ تعالیٰ اسے ان کے نظروں کے سامنے زائل کرتا اور لوگوں کے لیے حق واضح ہوجاتا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ لَقَدِ ابْتَغَوُا الْفِتْنَةَ مِنْ قَبْلُ وَقَلَّبُوا لَكَ الْأُمُورَ حَتّٰى جَآءَ الْحَقُّ وَظَهَرَ أَمْرُ اللهِ وَهُمْ كٰرِهُونَ ﴿٤٨﴾ ﴾ (التوبہ:48)

''یہ تو اس سے پہلے بھی فتنے کی تلاش کرتے رہے ہیں اور آپ کے لیے کاموں کو الٹ پلٹ کرتے رہے ہیں، یہاں تک کہ حق آپہنچا اور اللہ کا حکم غالب آگیا، باوجودیکہ وہ ناخوشی ہی میں رہے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لہٰذا میڈیا کے سرکردہ لوگوں کے لیے اور ذرائع ابلاغ کے ذمہ داران کے لیے ضروری ہے کہ وہ لوگوں کے سامنے صحیح معلومات پیش کریں، حق اور سچ کا پرچار کریں، معاشرے کے امن وسکون میں خلل انداز عناصر کا قلع قمع کریں اور فتنہ وفساد پھیلانے والی ہر بات سے گریز کریں جب اس طرح حق اور سچ کی نشر واشاعت ہوگی تو باطل اور جھوٹے پروپیگنڈے خود بخود دم توڑ جائیں گے۔

(2)......افواہوں کو ختم کرنے کا ایک راستہ یہ ہے کہ ان بے بنیاد افواہوں کے بارے میں محتاط رویہ اختیار کیا جائے، میڈیا پر لوگوں میں شعور پیدا کیا جائے، ان کے ضمیر کو بیدار کیا جائے اور ہوس اور حرص کے بجائے ان میں قناعت اور اطمینان پیدا کیا جائے۔ جب لوگ بیدار مغز، زندہ دل اور حساس ہوں گے تو وہ بے بنیاد افواہوں اور جھوٹا پروپیگنڈا کرنے والے ذرائع سے خود بخود بچ سکیں گے۔ یہ ذمہ داری بھی میڈیا کے اینکرز، نیوز چینلز کے ذمہ داران اور ابلاغ ونشریات سے متعلقہ ہر شخص کی ہے۔

(3)...... جھوٹی افواہوں کو روکنے کا یہ انتہائی اور بھرپور اقدام ہے کہ ذرائع ابلاغ سرے سے ہی ان افواہوں کو اپنی توجہ کا مستحق نہ سمجھیں اور نہ ان کی ترویج واشاعت کریں۔ اس طرح یہ افواہیں اپنی موت آپ مرجائیں گی اور معاشرہ ان کے برے اثرات سے محفوظ رہے گا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرا مبحث:

غلط افواہوں کی نشر واشاعت سے جدید ذرائع ابلاغ کو دور رکھنے کے وسائل

جدید ذرائع ابلاغ کے ذمہ داروں کے لیے ضروری ہے کہ جو خبریں اور معلومات ان تک پہنچتی ہیں وہ انہیں ہر شعبہ کے ثقہ اور قابل اعتماد ماہرین پر پیش کریں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَسْـَٔلُوٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ (النحل:43)

"اگر تم نہیں جانتے ہو تو اہل ذکر سے پوچھ لو۔"

حدیث میں آیا ہے کہ سفر میں ایک بیمار آدمی جنبی ہوگیا تو اس نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا: کیا آپ لوگ مجھے تیمّم کی اجازت دیتے ہیں؟ لوگوں نے کہا: نہیں، کوئی رخصت نہیں ہے تو اس نے غسل کرلیا اور اسی وجہ سے اس کا انتقال ہوگیا، جب نبی اکرم ﷺ کو یہ بات پہنچی تو آپ نے خفگی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:

((قَتَلُوهُ، قَتَلَهُمُ اللّٰهُ، أَلَا سَأَلُوا إِذْ لَمْ يَعْلَمُوا، فَإِنَّمَا شِفَاءُ الْعِيِّ السُّؤَالُ.)) ❶

"ان لوگوں نے (تیمّم کی رخصت نہ دے کر) اسے مار ڈالا، اللہ ان کو مار ڈالے جب ان کو مسئلہ معلوم نہیں تھا تو انھوں نے پوچھ کیوں نہیں لیا؟ نہ جاننے کا علاج پوچھنا ہی ہے۔"

جدید ذرائع ابلاغ کا انحصار اپنے شائقین پر ہے۔ شائقین کی کثرت کسی بھی چینل اور ذریعہ ابلاغ کی کامیابی کا ثبوت ہے اور جس کے شائقین کم ہوں یا نہ ہونے کے برابر ہوں

❶ ابو داؤد:336۔ (حسن)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کا نتیجہ بالآخر ناکامی ہے، گویا ان کی کامیابی اور ناکامی کا ایک بڑا سبب لوگ بھی ہیں، لہٰذا جو ذرائع غلط افکار اور باطل نظریات پھیلاتے ہیں لوگوں کے سامنے ان کی اصلیت سے پردہ اٹھانا چاہیے تاکہ لوگوں کے دلوں میں جہاں ان کے خلاف نفرت پیدا ہو وہاں ان کے برے اور زہریلے اثرات سے بھی بچ سکیں۔ اس کے ساتھ ناظرین میں ایسی صلاحیت پیدا کی جائے جس سے وہ سچ اور جھوٹ کو پرکھ سکیں۔ جب لوگوں میں ایسی صلاحیت اجاگر ہو جائے گی تو وہ یقیناً باطل نظریات و افکار اور غلط افواہوں سے بے نیاز ہو جائیں گے اور عقل مند انسان بھی وہی ہے جو باطل سے اعراض کرنے والا ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَ يُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ ۖ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعَا ۟ۙ ﴾

(النساء:140)

”اور اللہ تعالیٰ تمہارے پاس اپنی کتاب میں یہ حکم اتار چکا ہے کہ تم جب کسی مجلس والوں کو اللہ تعالیٰ کی آیتوں کے ساتھ کفر کرتے اور مذاق اڑاتے ہوئے سنو تو اس مجمع میں اس کے ساتھ نہ بیٹھو، جب تک کہ وہ اس کے علاوہ اور باتیں نہ کرنے لگیں، (ورنہ) تم بھی اس وقت انہی جیسے ہو، یقیناً اللہ تعالیٰ تمام کافروں اور سب منافقوں کو جہنم میں جمع کرنے والا ہے۔“

یہی وجہ ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ نے عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تورات کا ایک ٹکڑا دیکھا تو فوراً اس سے منع کیا اور فرمایا:

((أمتهوكون فيها يا ابن الخطاب، والذي نفسي بيده، لقد جئتكم بها بيضاء نقية، والذي نفسي بيده لو كان موسى حيًا لما وسعه إلا أن يبتغي.)) ❶

❶ الدارمي :449، عبد الرزاق :10164، مسند احمد 338/3. (حسن)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”اے عمر بن خطاب! کیا تم تورات میں پڑھ کر ہلاکت کے گڑھے میں گرنے والے ہو، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میں تمہارے لیے نہایت صاف اور روشن چیز لایا ہوں، اللہ کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اگر موسیٰ زندہ ہوتے تو وہ بھی میری ہی اتباع کرتے۔“

سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا مقام و مرتبہ مسلمہ ہے۔ فقاہت، شریعت فہمی اور بصیرت میں وہ اپنی مثال آپ ہیں۔ حق اور باطل میں ان کی معرفت بے مثال ہے، ان ساری باتوں کے باوجود جب انھوں نے باطل پر کان دھرا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا۔ صدیاں گزر جانے کے بعد آج اگر کوئی عام آدمی یہ کہتا ہے کہ میرے پاس علم و معرفت ہے، میں صاحب بصیرت اور دانا ہوں، صحیح اور غلط سے خوب واقف ہوں، میں ذہنی طور پر اتنا بالغ ہوں کہ باطل کا سننا میرے لیے نقصان دہ نہیں تو اس کی یہ ساری باتیں درست نہ ہوں گی۔ کیونکہ حق میں باطل سے بے نیازی ہے۔ جس کے پاس حق کا نور ہے وہ اس کے ذریعے سے باطل کی ہر تاریکی کو پہچان بھی سکتا ہے اور اس تاریکی کو اجالوں میں تبدیل بھی کر سکتا ہے۔ خاص طور پر اس انسان کی یہ باتیں اس وقت تو بالکل سطحی اور غیر حقیقت پسندانہ متصور ہوں گی جب اس میں کوئی شرعی مصلحت بھی پیش نظر نہ ہو۔

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

((يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ كَيْفَ تَسْأَلُونَ أَهْلَ الْكِتَابِ وَكِتَابُكُمُ الَّذِي أُنْزِلَ عَلَى نَبِيِّهِ ﷺ أَحْدَثُ الْأَخْبَارِ بِاللَّهِ تَقْرَئُونَهُ لَمْ يُشَبْ وَقَدْ حَدَّثَكُمُ اللَّهُ أَنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ بَدَّلُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ وَغَيَّرُوا بِأَيْدِيهِمُ الْكِتَابَ فَقَالُوا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ لِيَشْتَرُوا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا أَفَلَا يَنْهَاكُمْ مَا جَائَكُمْ مِنَ الْعِلْمِ عَنْ مُسَائَلَتِهِمْ وَلَا وَاللَّهِ مَا رَأَيْنَا مِنْهُمْ رَجُلًا قَطُّ يَسْأَلُكُمْ عَنِ الَّذِي أُنْزِلَ عَلَيْكُمْ.)) [1]

[1] صحيح البخاري: 2685.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اے مسلمانو! اہل کتاب سے تم کیوں سوالات کرتے ہو۔تمہاری کتاب جو تمہارے رسول پر نازل ہوئی ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے سب سے بعد میں نازل ہونے والی خبریں ہیں، تم اسے پڑھتے ہو اور اس میں کسی قسم کی ملاوٹ نہیں ہوئی ہے، اللہ تعالیٰ تو تمھیں پہلے ہی بتا چکا ہے کہ اہل کتاب نے اس کتاب کو بدل دیا، جو اللہ تعالیٰ نے انھیں دی تھی اور خود ہی اس میں تحریف کر دی اور پھر کہنے لگے یہ کتاب اللہ کی طرف سے ہے، ان کا مقصد اس سے صرف یہ تھا کہ اس طرح تھوڑی پونجی (دنیا کی) حاصل کر سکیں، پس کیا جو علم (قرآن) تمہارے پاس آیا ہے وہ تم کو ان (اہل کتاب) سے پوچھنے کو نہیں روکتا۔''

اگر کوئی شرعی مصلحت نہ ہو تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو بھی غلط مجالس میں حاضر ہونے سے منع فرمایا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ اِذَا رَاَیْتَ الَّذِیْنَ یَخُوْضُوْنَ فِیْۤ اٰیٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتّٰى یَخُوْضُوْا فِیْ حَدِیْثٍ غَیْرِهٖ ؕ وَ اِمَّا یُنْسِیَنَّكَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۶۸﴾ وَ مَا عَلَى الَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَیْءٍ وَّ لٰكِنْ ذِكْرٰى لَعَلَّهُمْ یَتَّقُوْنَ ﴿۶۹﴾ وَ ذَرِ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا دِیْنَهُمْ لَعِبًا وَّ لَهْوًا وَّ غَرَّتْهُمُ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا وَ ذَكِّرْ بِهٖۤ اَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌۢ بِمَا كَسَبَتْ ۖۗ لَیْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِیٌّ وَّ لَا شَفِیْعٌ ۚ وَ اِنْ تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَّا یُؤْخَذْ مِنْهَا ؕ اُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ اُبْسِلُوْا بِمَا كَسَبُوْا ۚ لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِیْمٍ وَّ عَذَابٌ اَلِیْمٌۢ بِمَا كَانُوْا یَكْفُرُوْنَ ﴿۷۰﴾﴾ (الانعام:68تا70)

''اور جب آپ ان لوگوں کو دیکھیں جو ہماری آیات میں عیب جوئی کر رہے ہیں تو ان لوگوں سے کنارہ کش ہو جائیں، یہاں تک کہ وہ کسی اور بات میں لگ جائیں اور اگر آپ کو شیطان بھلا دے تو یاد آنے کے بعد پھر ایسے ظالم لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھیں اور جو لوگ پرہیزگار ہیں ان پر ان کی باز پرس کا کوئی اثر نہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہنچے گا اور لیکن ان کے ذمہ نصیحت کر دینا ہے، شاید وہ بھی تقویٰ اختیار کریں اور ایسے لوگوں سے بالکل کنارہ کش رہیں جنھوں نے اپنے دین کو کھیل تماشا بنا رکھا ہے اور دنیوی زندگی نے انھیں دھوکے میں ڈال رکھا ہے اور اس قرآن کے ذریعہ سے نصیحت بھی کرتے رہیں تاکہ کوئی شخص اپنے کردار کے سبب (اس طرح) نہ پھنس جائے کہ کوئی غیر اللہ اس کا نہ مددگار ہو اور نہ سفارشی اور یہ کیفیت ہو کہ اگر دنیا بھر کا معاوضہ بھی دے ڈالے تب بھی اس سے نہ لیا جائے، ایسے ہی ہیں کہ اپنے کردار کے سبب پھنس گئے، ان کے لیے نہایت تیز گرم پانی پینے کے لیے ہوگا اور دردناک سزا ہوگی اپنے کفر کے سبب۔''

تھوڑا سا غور وخوض کیا جائے تو ان آیات میں انھی بعض جدید وسائل کے متعلق گفتگو ہے جو غلط افواہوں کی ترویج کا کام کرتے ہیں۔ جب ایسی مجالس میں شمولیت درست نہیں تو ایسے ذرائع ابلاغ کیسے درست ہوسکتے ہیں جو ہر وقت فحاشی اور بے حیائی پھیلانے میں کوشاں ہیں اور جن کا اصل مقصد ہی مسلمانوں سے غیرتِ ایمانی کا جنازہ نکال دینا ہے۔

جھوٹی افواہوں کا راستہ روکنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ باطل افکار نشر کرنے والے ذرائع کے مقابلے میں نئے ذرائع ابلاغ اور چینل اسی معیار کے کھولے جائیں تاکہ یہ ذرائع ابلاغ حق کی ترویج اور باطل کا ابطال کرسکیں۔ امت کے تمام ادوار میں یہی طریقہ رہا کہ جب بدعات وگمراہیوں نے زور پکڑا تو علماء نے ان کے رد وابطال میں کتابیں تالیف کیں۔ موجود دور میں لوگوں کا زیادہ رجحان میڈیا کی طرف ہے، لہٰذا باطل نظریات اور جھوٹے پروپیگنڈے کا جواب دینے اور ان کا ابطال کرنے کے لیے وہی طریقہ اختیار کرنا چاہیے جو لوگوں کی توجہ کا بھی باعث ہو اور مؤثر طور پر لوگوں تک سچی تعلیمات اور صحیح نشریات بھی پہنچا سکتا ہو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شوشل میڈیا اور فیس بک

قارئین کرام! جدید میڈیا کا حال آپ حضرات کے سامنے ہے کہ وہ کس قدر بغیر تصدیق کے بات کو آگے پھیلانے میں مہارت رکھتا ہے، آپ ﷺ نے ایسی روش کا رد کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

((کفی بالمرء کذبا ان یحدث بکل ما سمع .)) [1]

''آدمی کے لیے یہ جھوٹ کافی ہے کہ وہ ہر سنی ہوئی بات کو بیان کر دے۔''

اس ہی جدید میڈیا کی دنیا میں ایک نام ہے سماجی رابطوں کے ویب سائٹ فیس بک کا، یہاں آپ اپنا اکاؤنٹ بنا کر کچھ بھی عوام کے سامنے پیش کر سکتے ہیں، جہاں کسی کو کچھ لکھنے دکھانے اور پیش کرنے پر کوئی پابندی نہیں۔

آپ جو چیز چاہیں وہ بغیر کسی جھجک کے آگے پھیلا سکتے ہیں' اس لیے اس ویب سائٹ پر نبی ﷺ کی موضوع احادیث، خلفاء راشدین کے بغیر تصدیق وحوالہ اقوال علماء وصلحاء کے فرمودات کے نام سے جو کچھ پیش کیا جاتا ہے جو ہم نے تو کجا ہمارے آباء واجداد نے بھی نہیں سنیں۔

نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((سیکون فی آخر الزمان ناس من امتی یحدثونکم بما لم تسمعوا انتتم ولا آبائکم فایاکم وایاھم .)) [2]

''عنقریب آخری زمانے میں میری امت کے (چند) لوگ آپ کے سامنے ایسی حدیثیں پیش کریں گے جو نہ تم نے سنی ہوں گی نہ تمہارے آباء نے لہٰذا تم

---

[1] مسلم المقدمة: 5. [2] مسند ابی یعلی: 6384.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی ان سے بچو اور اپنی اولاد کو بھی ان سے بچاؤ۔''

اور دوسری طرف ایک طبقہ ان لوگوں کا ہے جو خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق ایسی افواہیں گھڑ کر پھیلاتے ہیں جس سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق عوام الناس کی دل میں کئی بدگمانیاں جنم لیتی ہیں۔

اور بعض تو باقاعدہ اسلام مخالف پیج بنے ہوئے ہیں، جہاں اسلام مخالف چیزیں نشر کر کے لوگوں کو اسلام سے متنفر کیا جاتا ہے۔

اسی طرح فحاشی پھیلانے میں بھی اس ویب سائٹ کا بہت زیادہ ہاتھ ہے، بالکل برہنہ تصاویر رکھ کر بے حیائی کو پھیلایا جارہا ہے، بعض اوقات کسی خاتون کی تصویر چرا کر اسے غلط استعمال کیا جاتا ہے یا اس تصویر کے نیچے بے ہودہ عبارتیں اور فرضی قصے لکھ کر اس خاتون کی رسوائی کا سامان کیا جاتا ہے۔

اب جدید دور میں چند ایسے سافٹ ویئر بھی وجود میں آئے ہیں کہ کسی خاتون کی تصویر حاصل کر کے اس تصویر کا آدھا حصہ کاٹ کر کسی برہنہ تصویر کا حصہ جوڑ کر اسے پھیلایا جا سکتا ہے۔ العیاذ باللہ

اور ایسے کئی واقعات ہم روزانہ اخبارات میں پڑھ رہے ہیں، لہٰذا ایک پاک دامن اور شریف خاتون کو چاہیے کہ وہ اپنا دامن بچاتی ہوئی ایسی بیہودہ اشیاء سے اجتناب کرے۔

اسی طرح راقم نے ایک واقعہ روزنامہ امت کراچی کے ایک میگزین میں پڑھا تھا کہ ایک نوجوان نے ایک نوجوان خاتون سے فیس بک کے ذریعے رابطہ کیا اور اسے اپنے جال میں پھنسا کر اس کے ساتھ چند تصاویر بنائیں اور بعد میں اسے یہ دھمکی دے کر گمراہ کرتا رہا کہ اگر تو نے میرا کہنا نہیں مانا تو میں یہ تمام تصاویر فیس بک پر اپ لوڈ کر دوں گا، جس سے تیری عزت کا جنازہ نکلے گا۔

بالآخر وہ اس خاتون نے خودکشی کرنے پر مجبور ہوگئی، اور اسی طرح اگر کسی سیاستدان کو رسوا کرنا ہو تو اس کی تصویر کو کسی نامعلوم خاتون کی تصویر کے ساتھ چسپاں کر کے اس کے نیچے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہت گھڑا جاتا ہے کہ یہ ہے آپ کے ملک کے وزیراعظم صدر یا حاکم کی کردار......!

قارئین کرام! جب کہ اس کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی نتیجتاً عوام الناس کے اکثر لوگ اس ہاکم سے بدگمان ہو کر اس کی کردار کے متعلق شکوک وشبہات کا شکار ہوتے ہیں۔

اس طرح چند دن قبل ایک نامعلوم شخص کی تصویر دے کر اس کے نیچے لکھا گیا کہ وہ ملعون شخص ہیں جس نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا۔

لہٰذا اس کی تصویر کو لعنت و پھٹکار کے ساتھ آگے شیئر کریں اور اس شخص کے نام کے ساتھ معاذ اللہ باقاعدہ "صلی اللہ علیہ وسلم" بھی لکھا ہوا تھا۔

پھر چند دن کے بعد غالباً اسی شخص کی تصویر کے ساتھ یہ لکھا تھا کہ یہ ہمارے مسلمان موحد و متبع سنت بھائی ہیں۔ جن سے بغض وعناد کی بنا پر یہ فرضی قصہ تراشا گیا کہ اس نے دعویٰ نبوت کیا ہے۔

قارئین کرام! راقم نے خود مشاہدہ کیا کہ غالباً وہی تصویر ان دو متضاد عبارتوں کے ساتھ فیس بک پر گردش کرتی رہی، اب ان دو باتوں میں سے حقیقت کیا ہے؟

کسے صحیح سمجھا جائے؟ یہ کسی ناظر کے بس کی بات نہیں، دوسرے طرف انتہائی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہم نے جھوٹ بولنے کے باقاعدہ دن مقرر کر لیے ہیں۔

جیسے 1 اپریل جسے اپریل فول بھی کہا جاتا ہے۔ اس دن باقاعدہ موبائل فون اور فیس بک پر بڑی تیاری سے جھوٹ بولا جاتا ہے اور افواہیں پھیلائی جات ہیں کہ فلاں نامور شخص فوت ہو گئے۔

فلاں نامور غیر مسلم سیاستدان اور فلم اسٹار ایمان لے آئے۔

فلاں مرتد ہو گئے۔

فلاں حاکم کی شادی ہو گئی۔

فلاں کی طلاق ہو گئی۔

فلاں ملک پر حملہ ہوا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فلاں ملک فتح ہوگیا۔

فلاں مقام پر حادثہ ہوا۔

فلاں مقام پر بم دھماکہ ہوا۔ وغیرہ وغیرہ

اس طرح کچھ بسا اوقات بہت دور دراز سے کوئی خاتون پیغام بھیجتی ہے کہ میرا نام فلاں ہے، میں فلاں ملک کی رہنے والی ہوں، میرے خاوند کا انتقال ہوگیا ہے جب کہ میرے اکاونٹ میں اتنی خطیر رقم موجود ہے، اگر آپ مجھ سے نکاح کرلیں اور کچھ رقم بطور اخراج مجھے بھیجیں تو میں وہ پوری رقم آپ کو دے کر بقیہ زندگی آپ کے ساتھ گزار سکتی ہوں۔

پھر جب کوئی نوجوان اس خاتون کی چٹ پٹی باتوں میں آکر اسے رقم بھیجتا ہے یا اس سے کچھ لین دین کرتا ہے تو بعد میں وہ خاتون غائب ہو جاتی ہے۔

اور بعض اکاؤنٹس مرد حضرات کے ہوتے ہیں، جو خاتون کی تصویر رکھ کر لوگوں کو دھوکہ دیتے ہوئے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں۔

الغرض فیس بک پورے کا پورا جھوٹ اور جھوٹی افواہوں کا گھوارا ہے، اس لیے ایک مومن مسلمان کو چاہیے کہ وہ فیس بک استعمال کرتے وقت ان تمام اشیاء کا خیال رکھے۔

اور کسی بغیر تصدیق شدہ چیز پر کان نہ دھرے نہ ایسی کسی چیز کو بغیر کسی تصدیق کے آگے شیئر کرے۔

جو آگے چل کر اس کی دنیا وآخرت کی خرابی کا باعث بنے۔ العیاذ باللہ التعالیٰ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موبائل فون کے ذریعے افواہوں کو پھیلانا

قارئین کرام! دور جدید میں موبائل فون جہاں اور بہت سی خرابیوں کی جڑ ہے۔ وہاں جھوٹ کو جنم دینا اور جھوٹی افواہوں کو پھیلانا بھی اس میں شامل ہے۔

اس کی شارٹ میسج سروس میں بہت سی چیزیں بہت ہی قلیل وقت میں بہت سے لوگوں تک پہنچائی جاتی ہیں۔ جن میں بزرگوں کے اقوال شعر وشعاری اور مزاحیہ لطیفے شامل ہیں۔

اس سے بھی بڑھ کر خود نبی ﷺ کی احادیث کے نام سے موضوع من گھڑت احادیث کو بڑی تیزی سے پھیلایا جا رہا ہے۔ اکثر سادہ لوح عوام نبی ﷺ کا نام دیکھ کر ثواب کی نیت سے آگے پھیلا دیتا ہے۔

اسی طرح وہ بناوٹی حدیث چند لمحوں میں ہزاروں لوگوں تک حدیث رسول کے نام سے پہنچ جاتی ہے۔

اور جب اس روایت کے متعلق تحقیق چاہی جاتی ہے تو اس کے ارسال کرنے والے صاحب بھی اس کی تحقیق سے عاجزی دکھا کر جواب دیتے ہیں کہ مجھے بھی ایسے موصول ہوئی جیسے میں نے آپ کو ارسال کر دی۔

اس کی اسنادی حیثیت کیا ہے، میں اس سے بے کبر ہوں، ایسے ہی چند جھوٹی روایات اور افواہ راقم الحروف کو بھی موصول ہوئے ہیں، جنہیں پڑھ کر انسان افسوس اور تعجب کا شکار ہو جاتا ہے۔

چند ایسی ہی افواہیں آپ قارئین بھی ملاحظہ فرمائیں۔

1: وقت کا رک جانا:

دنیا میں چار مرتبہ وقت رک گیا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

1:...... جب آنحضرت ﷺ معراج پر تشریف لے گئے تھے۔

2:...... جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے سر سے دوپٹہ ہٹ گیا تھا اور دو بال نظر آ رہے تھے۔

3:...... جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی نماز قضا ہوگئی تھی۔

4:...... جب سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے اذان نہیں دی تھی۔

قارئین کرام دور حاضر کے وضاع نے اس روایت کو بڑی مہارت سے وضع کیا ہے۔

جبکہ اس کے برعکس نبی ﷺ جب غزوہ خیبر سے واپس ہوئے تو سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو چوکیداری پر مامور کیا اور سیدنا بلال رضی اللہ عنہ اپنی سواری کو ٹیک لگا کر بیٹھ گئے اور آپ رضی اللہ عنہ کو نیند آ گئی اور آپ سو گئے، یہاں تک کہ سورج طلوع ہوگیا اور سورج کی تپش نے سب کو جگا دیا اور آنحضرت ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ نے جگایا کیوں نہیں؟

بلال نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے بھی وہ چیز پہنچتی ہے جو آپ سب کو پہنچی ہے پھر آپ ﷺ نے کوچ کا حکم دیا اور کچھ فاصلہ طے کر کے فجر کی قضا ادا کی۔ [1]

اس سے معلوم ہوا کہ یہ تاثر غلط ہے کہ جب تک سیدنا بلال رضی اللہ عنہ اذان نہیں کہتے تھے تب تک سورج طلوع نہیں ہوتا تھا۔

علامہ صفی الرحمان مبارک رحمہ اللہ بلوغ المرام کی شرح اتحاف الکرام میں سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کا تعارف بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

آپ قبیلہ تیم کے آزاد کردہ غلام تھے، آپ کو غزوۂ بدر احد اور احزاب وغیرہ میں شرکت کا شرف حاصل ہے، آپ ﷺ کے مؤذن تھے، نبی ﷺ کی وفات کے بعد انہوں نے اذان کہنا بند کر دی تھی اور مدینہ طیبہ چھوڑ کر دمشق میں سکونت اختیار کر لی تھی۔

آپ 17 یا 18 ہجری میں ساٹھ سال سے اوپر عمر پا کر فوت ہوئے۔ آپ کی کوئی اولاد نہیں تھی۔ [2]

---

[1] مشکوٰۃ المصابیح: 684.

[2] اتحاف الکرام شرح بلوغ المرام: 138/1

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوال پیدا ہوتا ہے کہ نبی ﷺ کی وفات کے بعد سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے صرف اذان کہنا بند کر دیا تھا بلکہ مدینہ طیبہ سے ہی کوچ کر کے دمشق چلے گئے تھے۔

اس وقت سورج طلوع ہونا بند کیوں نہیں ہوا اور وقت کیوں نہ رکا۔ فاعتبروا......

اور اسی طرح سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ خندق کے دن مشرکوں نے نبی ﷺ کو اس قدر مشغول رکھا کہ آپ کی چار نمازیں قضا ہوگئیں۔

پھر آپ ﷺ نے بلال کو حکم دیا انہوں نے اذان کہی پھر اقامت کہی تو آپ ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھائی پھر انہوں نے اقامت کہی تو آپ نے عصر کی نماز پڑھائی پھر انہوں نے اقامت کہی تو آپ نے مغرب کی نماز پڑھائی پھر انہوں نے اقامت کہی تو آپ نے عشاء کی نماز پڑھائی۔ ❶

معلوم ہوا کہ غزوہ خندق کے دن خود نبی ﷺ کی نمازیں قضا ہوگئیں تھیں لیکن وقت نہ رکا تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی نمازیں قضا ہونے سے وقت کیسے رک سکتا ہے؟

اور یہ محض ایک جھوٹی افواہ ہے کہ بلال رضی اللہ عنہ کے اذان نہ کہنے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی نماز قضا ہونے سے وقت رک گیا تھا۔

2: شب عرفات:

آج شب عرفات ہے آج رات دس مرتبہ سورۂ فاتحہ ضرور پڑھنا اس کا ثواب زمین کے وزن کے برابر ہے۔

قارئین کرام سوال پیدا ہوتا ہے کہ شب عرفات کیا ہے، کس اسلامی تاریخ کی رات ہے؟ اور اس رات دس مرتبہ سورۂ فاتحہ پڑھنے کا نسخہ کس صحیح حدیث میں موجود ہے؟

یاد رہے کہ یہاں میسج بھیجنے والے کا مراد میدان عرفات کی رات نہیں کیونکہ یہ میسج راقم کو ماہ ذوالحجہ کے علاوہ موصول ہوا ہے۔

یہ شب عرفہ کیا ہے شاید اس وضاع کو بھی معلوم نہ ہو۔

---

❶ صحیح نسائی: 639.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

3: توبہ کی فضیلت:

نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب ایک نوجوان توبہ کرتا ہے تو مشرق سے مغرب تک کے قبروں سے چالیس دن تک عذاب ہٹالیا جاتا ہے۔

قارئین کرام! یہ جھوٹی افواہ خود قرآن کریم کی تعلیمات کے بھی خلاف ہے، اللہ تبارک و تعالیٰ کا فرمان ہے۔

﴿وَ اَنۡ لَّیۡسَ لِلۡاِنۡسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی ﴿۳۹﴾﴾ (النجم: 39)

اورنہیں ہے کسی انسان کے لیے مگر وہی جو اس نے کوشش کی۔''

یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ایک شخص کی توبہ کی وجہ سے مشرق و مغرب کے قبروں سے عذاب ہٹالیا جائے؟

ایسے تو اللہ تعالیٰ کی کسی نیک بندے کی توبہ کی قبولیت سے کسی بھی مجرم کو عذاب نہیں ہوگا۔ کیونکہ دنیا میں توبہ کرنے والے نیکوکار ہر عہد میں موجود ہیں۔

یادرہے کہ یہ بھی موبائلی وضع کا شاہکار ہے۔ نہ کہ نبی ﷺ کا فرمان۔

4: پانی سے گزرنا:

نبی ﷺ نے ارشادفرمایا:

جب تم پانی کے اوپر سے گزروتو کثرت سے سورۂ کوثر کا ورد کیا کروتمہاری نظر جتنے پانی پر پڑے گی اس پانی کا قطرہ قطرہ تمہارے لیے دعائے خیر کرے گا۔

قارئین کرام! یہ ہیں وہ جھوٹی باتیں اور افواہیں جو حدیث رسول کے نام سے موبائل ایس ایم ایس کے ذریعے پھیلائی جارہی ہیں۔

5: محبت اور رنجش کا طریقہ:

نبی ﷺ نے ارشادفرمایا:

اگرکسی کو چاہوتو دل سے چاہو زبان سے نہیں، اگر کسی پر غصہ کروتو زبان سے کرو دل سے نہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

یہ حدیث بھی نبی ﷺ کے صحیح ذخیرہ احادیث میں سے ثابت نہیں۔ زبان سے محبت کا اظہار خود نبی ﷺ سے ثابت ہے آپ نے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا:

اے اللہ! میں ان سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت کر۔ اور اس طرح دل میں

ناراضگی کا اظہار بھی نبی ﷺ سے ثابت ہے۔

زبان سے محبت کا اظہار کو د نبی ﷺ سے ثابت ہے آپ نے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا۔

اے اللہ! میں ان سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت کر اور اسی طرح دل میں ناراضگی کا اظہار بھی نبی ﷺ سے ثابت ہے۔

ایک دفعہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تورات کے اوراق پڑھ رہے تھے تو آپ ﷺ دل دل میں بہت ناراض ہوئے اور زبان سے خاموش رہے، یہاں تک کہ بات کرنے کی نوبت آئی۔ [1]

6: ماں کی عظمت:

جب مدینہ میں اسلام عام ہو چکا تو نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر آج میری ماں زندہ ہوتی اور میں نماز عشق میں کھڑا ہوتا اور میری ماں اپنے حجرے سے مجھے آواز دیتی، اے محمد ﷺ خدا کی قسم! میں فرض نماز چھوڑ کر ماں کے قدموں میں جا گرتا۔

قارئین کرام! معاذ اللہ کس قدر تہمت و بہتان ہے، آپ ﷺ کی ذات اقدس پر جس نبی نے پوری زندگی لوگوں کو لوگوں کے سامنے جھکنے اور سجدہ کرنے سے منع کیا اور وہ خود اپنی ماں کے قدموں میں گرنے کی تمنا کرتے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

اور نماز عشق سے کیا مراد ہے؟ یہ تو اہل تصوف کی گمراہ کن اصطلاح ہے جس سے آپ ﷺ بری ہیں، اور آپ ﷺ نے ایسے لوگوں کے متعلق خبردار کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ:

((فمن كذب علي متعمدا فليتبوا مقعده من النار.)) [2]

---

[1] ملاحظہ ہو: مشکوٰۃ المصابیح: 149.

[2] بخاری: 1291.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنالے۔“

قارئین کرام! یہ تو تھیں موضوع احادیث کی چند مثالیں مگر جھوٹ کی انتہا دیکھیں کہ موبائل فون کے ذریعے خود قرآن مجید کی طرف منسوب چند ایسی باتیں پھیلائی گئیں جن کا قرآن مجید میں وجود ہی نہیں ہے۔ ایسا ہی ایک ایس ایم ایس راقم الحروف کو سورۃ الملک کے حوالے سے موصول ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”اے میرے بندے! کبھی رات کو تیری آنکھ کھلے اور پھر تو سو جائے تو تو نے مجھ سے بے وفائی کی، اور اگر تیری آنکھ کھلی تو نے وضو کیا اور میری عبادت کی اور تو نے دعا کی اور میں نے قبول نہ کی تو میں نے بے وفائی کی اور میں ایسا نہیں کرتا۔“ (سورۃ الملک)

قارئین کرام! کس قدر بہتان ہے اللہ اور اس کے رسول کی ذات پر اور کس قدر عوام الناس کو گمراہ کیا جا رہا ہے۔

ایسے ہی لوگوں کو متنبہ کرتے ہوئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ أَتَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۝٦٨ ﴾ (یونس: 68)

”کیا تم اللہ تعالیٰ کے ذمہ وہ بات لگاتے ہو جس کا تمہیں علم نہیں۔“

لہٰذا ہمیں ایسے ایس ایم ایس آگے بھیجنے سے قبل اچھی طرح تحقیق کرنی چاہیٔ ورنہ یہی چیزیں ہماری عاقبت خراب کرنے کے لیے کافی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((ان کذبا علی لیس ککذب علی احد فمن کذب علی متعمدا فلیتبوا مقعده من النار .)) ❶

”بلاشبہ مجھ پر جھوٹ باندھنا کسی اور پر جھوٹ باندھنے کی طرح نہیں ہے، جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنالے۔“

اس کے لیے علاوہ موبائل ایس ایم ایس کے اور بھی بہت سے نقصانات ہیں، جن سے اللہ تعالیٰ ہم سب کو دامن بچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

❶ بخاری: 1291.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحت خبر کی اہمیت

اب تک کی گفتگو سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ صحافت ایک نہایت اہم، مفید اور مقدس فن ہے۔ صحافی کئی جہتوں اور پہلوؤں سے معاشرے کی خدمت کرتا ہے، وہ تازہ ترین اطلاعات اور معلومات مہیا کر کے لوگوں کو اندھیرے سے اُجالے میں لاتا ہے۔ جو وہ نہیں جانتے انہیں اس سے آگاہ کر کے ان کی تعلیم کرتا ہے۔ حالات وواقعات کے اہم پہلوؤں کو واضح کر کے ان کی راہنمائی کرتا ہے۔ انہیں اندرونی اور بیرونی خطرات سے ہوشیار اور خبردار کرتا ہے۔ رائے عامہ ہموار کر کے حکومت کو عام آدمی کے مسائل حل کرنے پر مجبور کرتا ہے۔ جابر حکمرانوں کو ان کے غلط اقدامات پر ٹوکتا ہے اور کمزوروں کے ساتھ ہونے والے ظلم وستم کے خلاف آواز اٹھاتا ہے۔

ایک صحافی کے یہ تمام فرائض ایسے ہیں جو اس سے انتہائی ذمہ دارانہ طرزِ عمل کا تقاضا کرتے ہیں تا کہ جو کچھ لکھے اور اخبار میں چھپے اس پر یقین واعتماد کیا جائے، کسی کے لیے اس کو جھٹلانا ممکن نہ ہو۔ بالخصوص اہم واقعات اور دوررس اثرات کی حامل باتوں کے بارے میں بہت ہی زیادہ احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔ اطلاعات کی فراہمی اور خبروں کی اشاعت میں بعض اوقات معمولی سی غفلت اور بے احتیاطی سے بھی نہایت پریشان کن صورتِ حال پیدا ہو سکتی ہے۔ کسی شخص یا گروہ کے بارے میں غلط خبر چھپ جانے سے اسے نقصان بھی پہنچ سکتا ہے اور بدنامی اور بے عزتی بھی ہو سکتی ہے۔ اس طرح یہ حقوق العباد کا معاملہ بھی ہے جس کو دین واخلاق میں بہت اہمیت حاصل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام میں صحت خبر پر بہت زور دیا گیا ہے:

﴿ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَنْ تُصِيبُوا قَوْمًا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَدِمِينَ ﴿٦﴾ (الحجرات: 6)

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو تحقیق کر لیا کرو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تم کسی گروہ کو نادانستہ نقصان پہنچا بیٹھو اور پھر اپنے کیے پر پشیمان ہو۔''

اس آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ قبیلہ بنی المصطلق جب مسلمان ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ کو ان سے زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے بھیجا۔ یہ بنی المصطلق کے علاقے میں پہنچے تو کسی وجہ سے ڈر گئے اور اہل قبیلہ سے ملے بغیر مدینے واپس جا کر حضور علیہ السلام سے شکایت کی کہ انہوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا ہے اور مجھے قتل کرنا چاہتے تھے۔ حضور ﷺ یہ خبر سن کر سخت ناراض ہوئے۔ آپ ﷺ ان لوگوں کی سرکوبی کے لیے ایک دستہ روانہ کرنے والے تھے کہ بنی المصطلق کے سردار حارث بن ضرار رضی اللہ عنہ خود ایک وفد لے کر پہنچ گئے اور انہوں نے کہا کہ خدا کی قسم ہم نے تو ولید کو دیکھا تک نہیں، کجا کہ زکوٰۃ دینے سے انکار اور ان کے قتل کے ارادے کا سوال پیدا ہو۔

اس طرح ایک بے بنیاد خبر پر اعتماد کر لینے کی وجہ سے ایک عظیم غلطی ہوتے ہوتے رہ گئی۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہ اصولی ہدایت دی:

''جب کوئی اہمیت رکھنے والی خبر جس پر کوئی بڑا نتیجہ مرتب ہوتا ہو، تمہیں ملے تو اس کو قبول کرنے سے پہلے یہ دیکھ لو کہ خبر لانے والا کیسا آدمی ہے، اگر وہ کوئی فاسق ہو یعنی جس کا ظاہر حال یہ بتا رہا ہو کہ اس کی بات اعتماد کے لائق نہیں ہے تو اس کی دی ہوئی خبر پر عمل کرنے سے پہلے تحقیق کر لو کہ امر واقعہ کیا ہے۔''

اسی اصولی ہدایت کو بنیاد بنا کر محدثین اور فقہا نے کئی اہم شرعی قاعدے اخذ کیے ہیں۔

بہر حال:

''اس امر پر اہل علم کا اتفاق ہے کہ عام دنیوی معاملات میں ہر خبر کی تحقیق اور خبر لانے والے کے لائق اعتماد ہونے کا اطمینان کرنا ضروری نہیں ہے کیونکہ آیت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں لفظ "نَبَاءَ" استعمال ہوا ہے جس کا اطلاق ہر خبر پر نہیں ہوتا بلکہ اہمیت رکھنے والی خبر پر ہوتا ہے اس لیے فقہاء کہتے ہیں کہ عام معاملات پر یہ قاعدہ جاری نہیں ہوتا۔ اسی طرح اہل علم کا اس پر بھی اتفاق ہے کہ جن لوگوں کا فسق، جھوٹ اور بدکاری کی نوعیت کا نہ ہو، بلکہ فسادِ عقیدہ کی بنا پر وہ فاسق قرار پاتے ہوں ان کی شہادت بھی قبول کی جا سکتی ہے اور روایت بھی۔ محض ان کے عقیدے کی خرابی ان کی شہادت یا روایت قبول کرنے میں مانع نہیں ہے۔" (تفہیم القرآن جلد پنجم، صفحہ ۷۴)

کم اہم یا غیر اہم خبروں کو بلا تحقیق قبول کر لینے کی اس رعایت کا یہ مقصد ہرگز نہیں ہے کہ ایسی خبروں کے بارے میں سرے سے کسی احتیاط ہی کی ضرورت نہیں ہے۔ احتیاط، فرض شناسی اور احساسِ ذمہ داری کا بنیادی تقاضا ہے، اس لیے یہ ہر حال میں ضروری ہے۔ قرآنِ حکیم کا ارشاد ہے:

﴿وَ اِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ ؕ وَ لَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَ اِلٰۤى اُولِی الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِیْنَ یَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ ؕ﴾

(النسآء: 83)

"یہ لوگ جہاں کوئی اطمینان بخش یو خوفناک خبر سن پاتے ہیں اُسے لے کر پھیلا دیتے ہیں، حالانکہ اگر یہ اسے رسول اور اپنی جماعت کے ذمہ دار اصحاب تک پہنچائیں تو وہ ایسے لوگوں کے علم میں آ جائے جو ان کے درمیان اس بات کی صلاحیت رکھتے ہیں کہ اس سے نتیجہ اخذ کر سکیں۔"

لیکن اگر کوئی شخص احتیاط سے کام نہیں لیتا اور جو کچھ سنتا ہے پھیلا دیتا ہے۔ تو ایسا آدمی ثقہ اور معتبر نہیں ہو سکتا۔ حدیث میں آتا ہے:

((كفى بالمرء كذبًا ان يحدّث بكل ما سمع .)) (صحیح مسلم)

"آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے یہ کافی دلیل ہے کہ وہ جو کچھ سنے اسے آگے بیان کر دے۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک اور موقع پر حضور ﷺ نے فرمایا:

”سب سے بڑی خیانت یہ ہے کہ تم اپنے بھائی سے کوئی بات کہو اور وہ تمہاری بات کو سچ سمجھے حالانکہ تم نے جو بات کہی وہ جھوٹی تھی۔“ (ابوداود)

ایک صحافی کا کام یہ ہے کہ وہ اطمینان بخش یا خوفناک خبر کو سنتے ہی شائع نہ کر دے، بلکہ اس کی صحت کو اچھی طرح جانچے پرکھے اور اگر خود کوئی فیصلہ نہ کر سکے تو اپنے ادارے کے کسی ایسے ذمہ دار رکن سے مشورہ کر لے جو خبر کی جانچ پرکھ کا ملکہ رکھتا ہو تاکہ وہ اس کے قابل اشاعت ہونے، نہ ہونے کا فیصلہ کر سکے۔

حضور ﷺ کو مخبر صادق بھی کہا جاتا ہے۔ انہوں نے ہمیں غیب کے بارے میں خبریں دی ہیں۔ آپ ﷺ کی احادیث کو بھی اصطلاح میں ”خبر“ کہا جاتا ہے۔ آپ ﷺ کا قول چونکہ دین میں حجت کا درجہ رکھتا ہے اور اسلامی آئین وقانون کی بنیاد ہے، اس لیے محدثین نے آپ ﷺ سے منسوب کی جانے والی ہر بات کو آنکھیں بند کر کے قبول نہیں کر لیا، بلکہ اس کی چھان پھٹک نہایت کڑے معیاروں پر کی ہے اور ایسے اصول مقرر کیے ہیں جن کی مثال دنیا کا دوسرا کوئی مذہب پیش نہیں کر سکتا۔

تحقیق خبر کے اسلامی اصول:

محدثین نے کسی روایت کو پرکھنے کے اصول خود قرآن کی اس ہدایت سے اخذ کیے کہ جب کوئی خبر سنو تو اس کے ذریعے کے معتبر ہونے کی تحقیق کر لو۔ اس ہدایت کی روشنی میں کسی روایت کو پرکھنے کا پہلا اصول یہ ہے:

”جو واقعہ بیان کیا جائے اس شخص کی زبان سے بیان کیا جائے جو خود شریک واقعہ تھا اور اگر خود نہ تھا تو شریک واقعہ تک تمام راویوں کا نام بالترتیب بتایا جائے۔ اس کے ساتھ یہ بھی تحقیق کیا جائے کہ جو اشخاص سلسلہ روایت میں آئے کون لوگ تھے؟ کیسے تھے؟ ان کے مشاغل کیا تھے؟ چال چلن کیسا تھا؟ حافظہ کیسا تھا؟ سمجھ کیسی تھی؟ ثقہ تھے یا غیر ثقہ؟ سطحی الذہن تھے یا دقیقہ بیں؟

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عالم تھے یا جاہل؟‘‘

احادیث اور روایات کی پرکھ کے سلسلے میں اس اصول کے تحت راویوں کے بارے میں معلومات جمع کرنا بہت مشکل کام تھا مگر محدثین نے نہایت محنت اور جانفشانی سے کام لے کر ایک لاکھ سے بھی زیادہ لوگوں کے تفصیلی حالات جرح وتعدیل کے ساتھ جمع کر کے اسماء الرجال کا عظیم الشان فن مرتب کر ڈالا۔

یہ ہے روایت کو پرکھنے کا اصول، لیکن قرآن پاک میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی براءت کے متعلق جو آیتیں نازل ہوئیں ان میں سے ایک آیت یہ ہے:

﴿ وَ لَوْ لَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا ۖ سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ ﴾ (النور: 16)

’’کیوں نہ اسے سنتے ہی تم نے کہہ دیا کہ ہمیں ایسی بات زبان سے نکالنا زیبا نہیں دیتا۔ سبحان اللہ یہ تو بہت بڑا بہتان ہے۔‘‘

اس آیت سے ایک اصول یہ بھی ہاتھ آیا کہ اس قسم کا خلاف قیاس جو بھی واقعہ بیان کیا جائے اسے فوراً غلط سمجھ لینا چاہیے۔ ایسے واقعات کے راویوں کے ثقہ یا غیر ثقہ ہونے کی تحقیق میں پڑنے کی ضرورت ہی نہیں مثلاً:

’’حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے سامنے جب بعض فقہا کے اس قول کو کہ آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیا تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اگر یہ صحیح ہو تو اس پانی کے پینے سے بھی وضو ٹوٹ جائے گا جو آگ پر گرم کیا گیا ہو۔‘‘ (صحیح ترمذی، باب الوضوء)

تحقیق کے اس اصول کو درایت کہتے ہیں، محدثین نے درایت کے اصول بھی منضبط کیے ہیں:

’’ابن جوزی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ جس حدیث کو دیکھو کہ عقل یا اصول مسلمہ کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلاف ہے تو جان لو کہ وہ مصنوعی ہے۔ اس کی نسبت اس بحث کی ضرورت نہیں کہ اس کے راوی معتبر ہیں یا غیر معتبر۔ اسی طرح وہ حدیث قابل اعتبار نہیں جو محسوسات اور مشاہدات کے خلاف ہو اور تاویل کی گنجائش نہ رکھتی ہو۔ یا وہ حدیث جس میں ذرا سی بات پر سخت عذاب کی دھمکی ہو یا معمولی کام پر بہت بڑے ثواب کا وعدہ ہو، یا وہ حدیث جس میں لغویت پائی جائے مثلاً یہ کہ کدو کو بغیر ذبح کیے نہ کھاؤ، اسی لیے بعض محدثین نے لغویت کو راوی کے کذب کی دلیل قرار دیا ہے۔ یہ تمام قرینے خود روایت سے متعلق ہیں، کبھی یہ قرائن راوی سے متعلق ہوتے ہیں، مثلاً غیاث کا واقعہ خلیفہ مہدی کے ساتھ۔ یا جب کہ راوی کوئی ایسی حدیث بیان کرے جو اور کسی نے نہ بیان کی ہو اور خود راوی جس سے روایت کرتا ہے اس سے ملاتک نہ ہو، یا وہ حدیث جس کو ایک راوی بیان کرتا ہے حالانکہ بات ایسی ہے کہ اس سے اوروں کا بھی مطلع ہونا ضروری تھا جیسا کہ خطیب بغدادی نے کتاب الکفایہ کے شروع میں اس کی تصریح کی ہے، یا وہ روایت جس میں کسی عظیم الشان واقعے کا ذکر ہے اگر وہ واقعہ ہوا ہوتا تو سینکڑوں آدمی اس کو بیان کرتے مثلاً یہ واقعہ کو کسی دشمن نے حاجیوں کو کعبے کے حج سے روک دیا۔"

اس عبارت کا ماحصل یہ ہے کہ حسب ذیل صورتوں میں روایت اعتبار کے قابل نہ ہوگی اور اس کے متعلق اس تحقیق کی ضرورت نہیں کہ اس کے راوی معتبر ہیں یا نہیں۔

١: جو روایت عقل کے مخالف ہو۔

٢: جو روایت اصول مسلمہ کے خلاف ہو۔

٣: محسوسات اور مشاہدات کے خلاف ہو۔

٤: قرآن مجید یا حدیث متواترہ یا اجماع قطعی کے خلاف ہو اور اس میں تاویل کی کچھ گنجائش نہ ہو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵: جس حدیث میں معمولی بات پر سخت عذاب کی دھمکی دی گئی ہو۔

۶: معمولی کام پر بہت بڑے انعام کا وعدہ ہو۔

۷: وہ روایت رکیک المعنی ہو، مثلاً کدو کو بغیر ذبح کیے نہ کھاؤ۔

۸: جو راوی کسی ایسے شخص سے ایسی روایت بیان کرتا ہے کہ کسی اور نے نہیں کی اور یہ راوی اس شخص سے نہ ملا ہو۔

۹: جو روایت ایسی ہو کہ تمام لوگوں کو اس سے واقف ہونے کی ضرورت ہو بایں ہمہ ایک راوی کے سوا کسی اور نے روایت نہ کی ہو۔

۱۰: جس روایت میں ایسا قابل اعتنا واقعہ بیان کیا گیا ہو کہ اگر وقوع میں آتا تو سینکڑوں آدمی اس کو روایت کرتے، باوجود اس کے صرف ایک ہی راوی نے اس کی روایت کی ہو۔ (سیرت النبیؐ، جلد اول، صفحہ ۴۴)

ملا علی قاری رحمہ اللہ نے اپنی کتاب موضوعات کے خاتمے میں حدیثوں کے نامعتبر ہونے کے چند اصول تفصیل کے ساتھ لکھے ہیں۔ مولانا شبلی نعمانی نے سیرت النبیؐ میں ان کا خلاصہ یوں بیان کیا ہے:

۱: جس حدیث میں فضول باتیں جو رسول اللہ ﷺ کی زبان سے نہیں نکل سکتیں مثلاً یہ کہ جو شخص لا الٰہ الا اللہ کہتا ہے خدا اس کے کلمے سے ایک پرندہ پیدا کرتا ہے جس کے ستر زبانیں ہوتی ہیں، ہر زبان میں ستر لغت ہوتے ہیں۔ الخ

۲: وہ حدیث جو مشاہدے کے خلاف ہو، مثلاً بینگن کھانا ہر مرض کی دوا ہے۔

۳: وہ حدیث جو صریح حدیثوں کے مخالف ہو۔

۴: جو حدیث واقعہ کے خلاف ہو، مثلاً یہ کہ دھوپ میں رکھے ہوئے پانی سے غسل نہیں کرنا چاہیے کیونکہ اس سے برص پیدا ہوتا ہے۔

۵: وہ حدیث جو انبیاء علیہم السلام کے کلام سے مشابہت نہ رکھتی ہو مثلاً یہ حدیث کہ تین چیزیں نظر کو ترقی دیتی ہیں، سبزہ زار، آب رواں اور خوبصورت چہرے کا دیکھنا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶: وہ حدیثیں جن میں آئندہ واقعات کی پیشین گوئی بقید تاریخ مذکور ہوئی ہو مثلاً یہ کہ فلاں سنہ اور فلاں تاریخ میں یہ واقعہ پیش آئے گا۔

۷: وہ حدیثیں جو طبیبوں کے کلام سے مشابہ ہوتی ہیں، مثلاً یہ کہ ہریسہ کھانے سے قوت آتی ہے یا یہ کہ مسلمان شیریں ہوتا ہے اور شیرینی پسند کرتا ہے۔

۸: وہ حدیث جس کے غلط ہونے کے دلائل موجود ہوں، مثلاً عوج بن عنق کا قد تین ہزار گز تھا۔

۹: وہ حدیث جو صریح قرآن کے خلاف ہو، مثلاً دنیا کی عمر سات ہزار برس کی ہے کیونکہ اگر یہ روایت صحیح ہو تو ہر شخص بتا دے گا کہ قیامت کے آنے میں اس قدر دیر ہے۔ حالانکہ قرآن سے ثابت ہے کہ قیامت کا وقت کسی کو معلوم نہیں۔

۱۰: جس حدیث کے الفاظ رکیک ہوں۔

۱۱: وہ حدیثیں جو قرآن مجید کی الگ الگ سورتوں کے فضائل میں وارد ہیں، حالانکہ یہ حدیثیں تفسیر بیضاوی اور کشاف وغیرہ میں منقول ہیں۔ (سیرت النبیؐ، جلد اول، صفحات ۴۵ تا ۴۷)

ان اصولوں کو محدثین نے جس طرح برتا اس کی ایک مثال ملاحظہ ہو:

''ایک واقعہ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے خیبر کے یہودیوں کو جزیہ سے معاف کر دیا تھا اور معافی کی دستاویز لکھوا دی تھی۔''

ملا علی قاری رحمہ اللہ اس روایت کے متعلق لکھتے ہیں کہ یہ روایت مختلف وجوہ سے باطل ہے:

۱: اس معاہدے پر سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی گواہی بیان کی جاتی ہے، حالانکہ وہ غزوۂ خندق میں وفات پا چکے تھے۔

۲: دستاویز میں کاتب کا نام معاویہ رضی اللہ عنہ ہے حالانکہ وہ فتح مکہ میں اسلام لائے۔

۳: اس وقت تک جزیہ کا حکم ہی نہیں ایا تھا، جزیہ کا حکم قرآن مجید میں جنگ تبوک کے بعد نازل ہوا ہے۔

۴: دستاویز میں تحریر ہے کہ یہودیوں سے بیگار نہیں لی جائے گی حالانکہ آنحضرت ﷺ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے زمانے میں بیگار کا رواج ہی نہ تھا۔

۵: خیبر والوں نے اسلام کی سخت مخالفت کی تھی ان سے جزیہ کیوں معاف کیا جاتا!

۶: عرب کے دور دراز حصوں میں جب جزیہ معاف نہیں ہوا حالانکہ ان لوگوں نے چنداں مخالفت اور دشمنی نہیں کی تھی، تو خیبر والے کیونکر معاف ہو سکتے تھے۔

۷: اگر جزیہ ان کو معاف کر دیا گیا ہوتا تو یہ اس بات کی دلیل تھی کہ وہ اسلام کے ہوا خواہ اور دوست اور واجب الرعایت ہیں حالانکہ چند روز کے بعد خارج البلد کر دیئے گئے۔

یہ تمام اصول اور معیارات جو محدثین نے روایات کو پرکھنے کے لیے وضع کیے ہیں ان کو کسی اخباری خبر کی صحت کا پتہ چلانے کے لیے بھی استعمال کیا جا سکتا ہے بلکہ سچ پوچھیے تو ذہین اور تجربہ کار نیوز ایڈیٹر (News Editor) شعوری طور پر نہ سہی عملی طور پر ضرور ان اصولوں کو اپنے روزمرہ کے فرائض ادا کرتے ہوئے برتتا ہے، کسی واقعے یا بیان یا اطلاع کے بارے میں یہ فیصلہ کرنا کہ ایا وہ خبر بھی ہے؟ اور خبر ہے تو کس اہمیت کی ہے؟ ایک صحافی (نامہ نگار، معاون مدیر اور نیوز ایڈیٹر) کی بنیادی ذمہ داری ہے کیونکہ جب تک یہ معلوم نہ ہو کہ کس واقعے یا اطلاع میں خبر کی کونسی بات ہے خبر لکھی ہی نہیں جا سکتی۔

محدثین کی طرح صحافیوں کے لیے یہ جان لینا مشکل نہیں کہ کون سی خبر کس اہمیت کی ہے اور جس ذریعے سے وہ مل رہی ہے وہ کس قدر ثقہ یا غیر ثقہ ہے۔ کس ذریعے سے آئی ہوئی خبر کی تحقیق اور تصدیق ضروری ہے اور کن ذرائع سے ملی ہوئی خبر کی تصدیق کی ضرورت نہیں ہے۔ کس خبر کی اشاعت سے اسلام اور مسلمانوں کے مفادات کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے اور کس کی اشاعت اسلام اور مسلمانوں کے مفاد میں ہے۔

مثال کے طور پر ہمارے ملک کی اساس نظریہ پاکستان ہے جس کا مطلب یہ بھی ہے کہ پاکستان میں آباد تمام مسلمان رنگ ونسل کے اختلاف کے باوجود ایک قوم ہیں۔ اب اگر کوئی فرد یا گروہ کسی بیرونی طاقت کے اشارے پر یہ دعویٰ کرے کہ پاکستان میں چار قومیتیں آباد ہیں، یا کچھ لوگ عظیم تر بلوچستان یا سندھو دیش کے علمبردار بن کر اٹھیں، یا کچھ اور لوگ برطانیہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں بیٹھ کر سامراج کے ایما پر کنفیڈریشن کا نعرہ بلند کریں یا اس ملک میں جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے نام پر قرآن وسنت کے نظام قائم کرنے کی خاطر حاصل کیا گیا ہے، سیکولر، سرمایہ دارانہ یا اشتراکی نظام قائم کرنے کے عزائم کا اظہار کیا جائے تو ایک مسلمان صحافی کا کام یہ ہرگز نہیں ہے کہ وہ محض یہ دیکھ کر کہ کچھ لوگ واقعی ایسا کہہ رہے ہیں۔ ان کے نظریہ پاکستان کے منافی اور ملک دشمن بیانات کو جوں کا توں اپنے اخبار میں شہ سرخیوں کے ساتھ چھاپ دے، بلکہ اس کے ملی اور اسلامی شعور کا تقاضا ہے کہ وہ اس قسم کے بیانات کو اول تو لغو سمجھ کر نظر انداز کر دے اور اگر دیکھے کہ اطلاعات کا عالمی سامراجی نظام اپنے طاقتور ٹرانسمیٹروں کے ذریعے ان فتنہ انگیز بیانات کو ہوا دینے پر تلا ہوا ہے تو اسے چاہیے کہ صاف اور سیدھے طریقے سے ان بیانات اور ان بیانات کے دینے والے ملک دشمن عناصر کی حقیقت کو بھی بالکل اسی طرح بے نقاب کر کے رکھ دے جس طرح محدثین نے ناپاک مقاصد کے لیے احادیث گھڑنے والوں کو بے نقاب کیا ہے اور جنہیں لوگ اب قیامت تک کذاب کی حیثیت سے یاد رکھیں گے۔

پابند اسلام صحافت کے لیے ضروری ہے کہ جو بھی اہمیت رکھنے والی خبر یا مواد شائع کیا جائے اس کی صحت، افادیت اور پس پردہ غایت کے بارے میں ہر ممکن طریقے سے اطمینان کر لیا جائے اور ایسی کوئی بات شائع نہ کی جائے جو درست نہ ہو، جو اسلامی احکام وعقائد کے منافی ہو، جس سے مسلمانوں کے جائز اجتماعی مفاد کو نقصان پہنچ سکتا ہو، جس سے حقوق العباد کے پامال ہونے کا اندیشہ ہو، جس سے عصبیت پھیلنے اور فتنہ کھڑا ہونے کا احتمال ہو اور جس سے کسی کی رسوائی اور دلآزاری ہو سکتی ہو۔

بدقسمتی سے مغربی اور اشتراکی ملکوں نے نام نہاد سرد جنگ کے نام پر افواہیں پھیلانے اور جھوٹ گھڑ گھڑ کر دنیا کو گمراہ کرنے کا جو فن ایجاد کیا ہے اور جس کے فروغ کے لیے انہوں نے باقاعدہ ادارے قائم کر رکھے ہیں۔ دانستہ یا نادانستہ ہماری اردو صحافت میں بھی اس پر عمل کیا جانے لگا ہے اور ایسی مثالیں موجود ہیں جو نقطہ نظر رکھنے والے ایڈیٹروں اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جماعتوں کے خلاف بالکل جھوٹی خبریں گھڑ کر شائع کر دی گئیں یا کسی لیڈر نے جو کچھ کہا اس کو اس کے منشا کے بالکل برعکس توڑ مروڑ کر چھاپا گیا اور بار بار کی تردید کے باوجود اس جھوٹ کو دہرایا جاتا رہا۔ یہ روش اسلام کا اعلیٰ وارفع معیار اخلاق تو بہت دور کی بات ہے کسی بھی معیارِ اخلاق کے منافی ہے۔ اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھنے والا کوئی صحافی تو یہ حرکت کبھی نہیں کرسکتا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وقائع نگاری کے آداب

صحافت میں وقائع نگاری Reporting کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ خبروں کی فراہمی کے اخبارات، ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے شعبہ ہائے خبر میں کئی کئی وقائع نگار اور علاقائی نامہ نگار مقرر ہوتے ہیں جو مختلف ذرائع سے خبریں اکٹھی کر کے اپنے اپنے اداروں کو مہیا کرتے ہیں، خبر رساں ایجنسیاں جو خبریں مہیا کرتی ہیں وہ بھی نامہ نگاروں ہی کی جمع کی ہوئی ہوتی ہیں۔

وقائع نگاری کے جہاں کچھ تکنیکی اصول ہیں وہاں کچھ اخلاقی ضابطے بھی ہیں، نامہنگار کے لیے ضروری ہے کہ وہ حالات وواقعات اور مسائل ومعاملات کی سوجھ بوجھ کے علاوہ خوش اخلاق، نیک نام، خداترس، خیرخواہ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ صادق اور امانتدار ہو۔ راز کو راز رکھنا جانتا ہو تاکہ باخبر حلقے اور ذرائع اپنا نام ظاہر ہو جانے کے اندیشے کے بغیر اسے بے تکلف رازہائے درون پردہ سے آگاہ کر سکیں۔

فنی اعتبار سے وقائع نگار میں خبر کی پہچان کے علاوہ موزوں سوال کرنے کی اہلیت کا ہونا بھی ضروری ہے۔ کوئی خبر یا اطلاع کسی سے سوال کر کے ہی معلوم کی جا سکتی ہے۔ مختلف شعبوں سے متعلق لوگوں کے پاس اپنے اپنے شعبے کے بارے میں بے شمار معلومات ہوتی ہیں، وقائع نگار کا کام یہ ہے کہ وہ پہلے یہ دیکھے کہ کونسی ایسی بات ہے جس سے عوام کو دلچسپی ہو سکتی ہے یا جسے لوگ جاننا پسند کریں گے۔ پھر وہ متعلقہ لوگوں سے سوالات کر کے اس کے بارے میں مفید معلومات حاصل کرے۔ یہ اصول حدیث میں اس طرح بیان ہوا ہے:

''علم خزانے ہیں اور ان کی کنجی سوال ہے۔''

وقائع نگار چونکہ خبر کی فراہمی میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ اس لیے اس کو خبر کی صحت کا خصوصیت کے ساتھ خیال رکھنا چاہیے بصورت دیگر جو کیفیت پیدا ہوگی وہ اس شعر سے مختلف

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ ہوگی۔

خشت اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا می رود دیوار کج

خبر کی صحت کا تقاضا ہے کہ جو بھی اطلاع ملے اسے خوب جھان پھٹک لیا جائے۔

﴿حَتّٰۤى اِذَا جَآءُوْ قَالَ اَكَذَّبْتُمْ بِاٰيٰتِيْ وَ لَمْ تُحِيْطُوْا بِهَا عِلْمًا اَمَّا ذَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۝﴾ (النمل: 84)

''یہاں تک کہ جب سب آ جائیں گے، تو (ان کا رب ان سے) پوچھے گا کہ ''تم نے میری آیات کو جھٹلا دیا حالانکہ تم نے ان کا علمی احاطہ نہ کیا تھا؟ اگر یہ نہیں تو اور تم کیا کر رہے تھے؟''

اس آیت سے جہاں یہ اصول مستنبط ہوتا ہے کہ کسی بات کو علمی تحقیق اور غور و فکر کے بغیر یونہی نہیں جھٹلا دینا چاہیے وہاں اس کا یہ مطلب بھی ہے کہ جب کوئی خبر یا اطلاع یا نظریہ پیش کیا جائے تو اسے خود بھی خوب غور و فکر اور تحقیق و تجزیے کے بعد قبول کیا جائے اور اس کے بعد ہی دوسروں کے سامنے پیش کیا جائے۔ ایسا ہرگز نہ کرنا چاہیے کہ جہاں کوئی بات پتہ لگی بس اسے لے کر اڑے۔

﴿وَ اِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ﴾ (النسآء: 83)

''یہ لوگ جہاں کوئی اطمینان بخش یا خوفناک خبر سن پاتے ہیں اسے لے کر پھیلا دیتے ہیں۔''

وقائع نگار کو چاہیے کہ جب اس پر یہ بات واضح ہو جائے کہ اس تک پہنچنے یا پہنچائی جانے والی اطلاع دروغ پر مبنی ہے تو پھر خواہ وہ کیسی ہی دلچسپ اور سنسنی خیز کیوں نہ ہو اسے آگے نہ بڑھائے اور جو بھی جھوٹی یا لغو بات علم میں آئے اسے نظر انداز کر دے:

﴿وَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّ عُمْيَانًا۝﴾

(الفرقان: 73)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''(اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں) جو جھوٹ کے گواہ نہیں بنتے اور کسی لغو چیز پر ان کا گزر ہو جائے تو شریف آدمیوں کی طرح گزر جاتے ہیں۔''

جھوٹی شہادت دینے سے منع کرنے کے ساتھ ہی یہ بھی ہدایت کی گئی ہے کہ حق کی شہادت کو ہرگز نہ چھپاؤ۔ ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَ لَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ ؕ وَ مَنْ يَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗۤ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ۝۲۸۳﴾ (البقرة: 283)

''اور شہادت ہرگز نہ چھپاؤ جو شہادت چھپاتا ہے اس کا دل گناہ میں آلودہ ہے۔ اور اللہ تمہارے اعمال سے بے خبر نہیں ہے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحافت اور ضمیر کی آواز

انسان کے اندر موجود حاسہ اخلاق کو ضمیر کہتے ہیں جس کی مثال ایک کمپیوٹر کی سی ہے۔ جس طرح کمپیوٹر میں اعداد وشمار اور معلومات فراہم کر دی جاتی ہیں اور وہ ضرورت کے وقت آدمی کو ان سے آگاہ کرتا رہتا ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے بھی ہر آدمی کے اندر ایک کمپیوٹر لگا رکھا ہے، جسے قرآن پاک میں نفس لوامہ کا نام دیا گیا ہے اور عام اصطلاح میں ضمیر کہا جاتا ہے۔ اس کمپیوٹر میں اللہ تعالیٰ نے بدی اور پرہیز گاری الہام کر رکھی ہے۔ قرآن کہتا ہے:

﴿فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا ۝﴾ (الشمس: 8)

''پھر (نفس انسانی پر) اس کی بدی اور اس کی پرہیز گاری الہام کر دی۔''

سورۃ القیامہ میں اس کمپیوٹر سسٹم کا ذکر اس طرح کیا گیا ہے:

﴿وَلَا أُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ۝﴾ (القیامۃ: 2)

''اور نہیں، میں قسم کھاتا ہوں ملامت کرنے والے نفس کی۔''

یعنی انسان کے اندر ایک نفس لوامہ موجود ہے جو برائی کرنے پر اسے ملامت کرتا ہے، اس لیے کوئی متنفس یہ نہیں کہہ سکتا کہ مجھے تو برائی کا علم ہی نہ ہو سکا یا یہ کہ مجھ سے تو لوگوں نے یہ کہا تھا کہ یہ کام اچھا ہے، قرآن مجید کا کہنا ہے:

﴿بَلِ الْإِنسَانُ عَلَىٰ نَفْسِهِ بَصِيرَةٌ ۝ وَلَوْ أَلْقَىٰ مَعَاذِيرَهُ ۝﴾

(القیامۃ: 14، 15)

''بلکہ انسان خود ہی اپنے آپ کو جانتا ہے چاہے وہ کتنی ہی معذرتیں پیش کرے۔''

ایک صحابی حضرت وابصہ رضی اللہ عنہ بن معبد کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نیکی اور گناہ کی حقیقت ان الفاظ میں بتائی:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((یا وابصة استفت قلبك واستفت نفسك البر ما اطمان اللّٰه النفس والاثم ما حاك فی القلب و تردد فی النفس وان افتاك .)) (سیرت النبی ، جلد پنجم ، مسند احمد بن حنبل)

''اے وابصہ رضی اللہ عنہ! اپنے دل سے پوچھا کر، اپنے نفس سے فتویٰ لیا کر، نیکی وہ ہے جس سے دل اور نفس میں طمانیت پیدا ہو اور گناہ وہ ہے جو دل میں کھٹکے اور نفس کو ادھیڑ بن ڈالے، اگرچہ لوگ اس کا کرنا جائز ہی کیوں نہ بتائیں۔''

نیکی سے طمانیت کا احساس اور گناہ کے خیال سے دل میں کھٹک پیدا ہونے کا یہ خود کار نظام برابر ٹھیک کام کرتا رہتا ہے، لیکن جب آدمی اس نظام کے انتباہ کے باوجود غلط کام کرنے لگے اور اس خدائی واعظ و ناصح کی نصیحتوں پر کان دھرنا چھوڑ دے تو یہ نظام زنگ آلود ہو کر غیر موثر ہو جاتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کیفیت کو اس طرح بیان فرمایا ہے:

((ان العبد اذ اخطأ خطیئة فکتت فی قلبه فکتة سوداء فاذا هو فزع واستغفر وقاب صقل قلبه و ان عاد زید فیها حتّٰی یعلو قلبه .)) (جامع ترمذی)

''بندہ جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں داغ کا ایک سیاہ نکتہ پڑ جاتا ہے، تو اگر اس نے پھر اپنے کو اس گناہ سے علیحدہ کر لیا اور خدا سے مغفرت مانگی اور توبہ کی تو اس کا دل صاف ہو جاتا ہے اور اگر اس نے پھر وہی گناہ کیا تو وہ داغ بڑھتا جاتا ہے، یہاں تک کہ وہ پورے دل پر چھا جاتا ہے۔''

اس کے بعد فرمایا یہی وہ زنگ ہے جس کا ذکر اس آیت میں ہے:

﴿كَلَّا بَلْ ۜ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝۱۴﴾ (المطففین: 14)

''ہرگز نہیں، بلکہ دراصل ان لوگوں کے دلوں پر ان کے برے اعمال کا زنگ چڑھ گیا ہے۔''

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حاسۂ اخلاقی کی تشریح ایک تمثیل میں اس طرح کی ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اللہ تعالیٰ صراطِ مستقیم کی مثال ایک ایسے راستے کی مانند بیان فرماتا ہے جس کے دونوں طرف دو دیواریں کھنچی ہوئی ہیں اور ان دونوں دیواروں میں کھلے ہوئے دروازے موجود ہیں، جن پر پردے پڑے ہوئے ہیں، اس راستے کے سرے پر ایک آواز دینے والا آواز دے رہا ہے کہ اس پر سیدھے چلے چلو اور ادھر ادھر نہ مڑو، اس کیج لا وہ ایک پکارنے والا اوپر بھی موجود ہے اور جب کوئی راستہ چلنے والا شخص چاہتا ہے کہ ان میں سے کسی دروازے کو کھولے تو اوپر موجود پکارنے والا پکار کر کہتا ہے: بے وقوف! خبردار دروازہ نہ کھولنا، اگر تو دروازہ کھولے گا تو تجھے پھر اس میں داخل ہونا پڑے گا۔''

پھر آپ ﷺ نے اس ضرب المثل کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:

''یہ راستہ اسلام ہے اور اس کے دونوں طرف کھلے ہوئے دروازے اللہ تعالیٰ کی محرمات ہیں اور یہ پردے اس کی حدود ہیں اور راستے کے سرے پر پکارنے والا قرآن ہے اور اوپر کا پکارنے والا خدا کا وہ واعظ ہے جو ہر مومن کے قلب میں ہے۔'' (مشکوٰۃ باب الاعتصام، بالکتاب والسنۃ)

اس ضمیر کا زندہ ہونا آدمی کے ایمان کی دلیل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جب تمہاری نیکی تم کو خوشی بخشے اور تمہاری بدی تم کو غمگین کر دے تو تم مومن ہو۔'' (مسند احمد بن حنبل، مستدرک حاکم، کتاب الایمان)

''جس کو نیکی خوش اور برائی غمزدہ بنائے وہ مومن ہے۔'' (کنز العمال)

''جس شخص نے جب کوئی برا کام کیا تو اس کو اس سے نفرت ہوئی، اور جب کوئی اچھا کام کیا تو اس کو اس سے مسرت ہوئی تو وہ مومن ہے۔''

(مستدرک حاکم، کتاب الایمان)

اس بحث سے معلوم ہوا کہ آدمی کا ضمیر اسے نیکی پر ابھارتا اور برائی پر ملامت کرتا ہے اور اس معاملے میں وہ واعظِ خدا ہونے کی بنا پر کبھی مداہنت سے کام نہیں لیتا۔ اس لیے آدمی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو ہمیشہ اپنے ضمیر کی آواز کے مطابق کام کرنا چاہیے اور اس معاملے میں کسی مصلحت، کسی دباؤ، کسی خوف اور لالچ کو خاطر میں نہ لانا چاہیے، ضمیر کی آواز کے خلاف کام کرنا اور اس کو دبا دینا نہ صرف گناہ اور بداخلاقی ہے بلکہ شرف انسانیت سے گری ہوئی بات بھی ہے۔ جو شخص ایسا کرتا ہے وہ خود اپنے آپ سے خیانت اور غداری کرتا ہے۔ قرآن مجید میں ایسے لوگوں کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَ لَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِيْنَ يَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا اَثِيْمًا ۝﴾ (النسآء: 107)

"جو لوگ اپنے نفس سے خیانت کرتے ہیں تم ان کی حمایت نہ کرو، اللہ کو ایسا شخص پسند نہیں ہے جو خیانت کار اور معصیت پیشہ ہو۔"

مولانا مودودی رحمہ اللہ اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"جو شخص دوسرے کے ساتھ خیانت کرتا ہے وہ دراصل سب سے پہلے خود اپنے نفس کے ساتھ خیانت کرتا ہے، کیونکہ دل و دماغ کی جو قوتیں اس کے پاس بطور امانت ہیں ان پر بے جا تصرف کر کے وہ انہیں مجبور کرتا ہے کہ خیانت میں اس کا ساتھ دیں اور اپنے ضمیر کو جسے اللہ نے اس کے اخلاق کا محافظ بنایا تھا اس حد تک دبا دیتا ہے کہ وہ اس خیانت کاری میں سد راہ بننے کے قابل نہیں رہتا۔ جب انسان اپنے اندر اس ظالمانہ دست برد کو پایہ تکمیل تک پہنچا لیتا ہے تب کہیں باہر اس سے خیانت و معصیت کے افعال صادر ہوتے ہیں۔" (تفہیم القرآن)

ضمیر کی آزادی کے حق کو خود اللہ تعالیٰ نے بھی تسلیم کیا ہے وہ اس کو پسند نہیں کرتا کہ کسی شخص کو زبردستی کسی بات کے قبول کرنے پر مجبور کیا جائے خواہ وہ توحید و اسلام ہی کیوں نہ ہو۔ ارشاد ہوتا ہے:

﴿لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ڐ﴾ (البقرۃ: 256)

"دین کے معاملے میں کوئی زور زبردستی نہیں ہے۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ایک اور مقام پر فرمایا:

﴿ أَفَأَنتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتَّىٰ يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ ﴾ (یونس: 99)

”پھر کیا تو لوگوں کو مجبور کرے گا کہ وہ مومن ہو جائیں۔“

اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہونے کا مطلب اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ یہ عہد کرنا ہے کہ اب ہم حق وانصاف کا رویہ اپنائیں گے اور کوئی ایسی بات نہ کہیں گے، نہ کریں گے جس سے اللہ اور رسول ﷺ کی نافرمانی لازم آتی ہو، لیکن اگر کوئی شخص اپنے قلب وضمیر کی آمادگی کے ساتھ ایمان لانے کو تیار نہ ہو تو زبردستی اسے کلمہ پڑھانا نہ مفید ہے اور نہ خود اللہ اور اس کا رسول اسے پسند کرتا ہے، بلکہ اللہ کے رسول ﷺ تو ایمان لانے والوں سے بھی یہ کہتے ہیں کہ ہماری بھی اطاعت تم صرف اچھی باتوں میں کرو گے، حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

”آپ ﷺ کے صحابہ کی ایک جماعت بیٹھی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا: مجھ سے اس بات پر بیعت کرو کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو گے، چوری نہ کرو گے، زنا نہ کرو گے، اپنی اولاد کو قتل نہ کرو گے، نہ کسی پر ایسا بہتان باندھو گے جسے تم نے دیدہ دانستہ گھڑ لیا ہو اور کسی اچھی بات میں خدا اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی نہ کرو گے۔ پس جو کوئی تم میں سے اس عہد کو پورا کرے گا اس کا ثواب اللہ کے ذمے ہوگا اور جو کوئی ان باتوں میں سے کسی میں مبتلا ہوا اور دنیا میں اس نے سزا بھی پالی تو یہ سزا اس کا کفارہ ہو جائے گی اور جو ان باتوں میں مبتلا ہوا اور اللہ اس کو دنیا میں پوشیدہ رکھے تو وہ اللہ کے حوالے ہے، چاہے معاف کرے، چاہے سزا دے، پس ہم سب لوگوں نے اس شرط پر بیعت کر لی تھی۔“

(صحیح بخاری، کتاب الایمان)

اس حدیث کے ان الفاظ سے اور کسی اچھی بات میں خدا اور اس کے رسول کی نافرمانی نہ کرو گے۔ یہ ثابت ہوتا ہے کہ جو بات اچھی نہ ہو اس میں اللہ اور رسول ﷺ نے اپنی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اطاعت کو بھی جائز نہیں رکھا کجا کہ کسی اور کی اطاعت کا سوال پیدا ہو حالانکہ اللہ اور اس کا رسول ﷺ کسی کو غلط بات کا حکم دے ہی نہیں سکتے۔

اس حدیث کی رو سے کسی صحافی کو ہرگز کوئی ایسی بات کرنا اور لکھنا نہیں چاہیے جو اس کے میر کی آواز کے خلاف ہو اور جس سے دین کے مقرر کیے ہوئے حدود کی خلاف ورزی ہوتی ہو۔ اسے ایسے ہر داخلی اور خارجی دباؤ کی مزاحمت کرنا چاہیے جو اس کے ضمیر کی آزادی کو سلب کرنے کے لیے اس پر ڈالا جائے۔

عملی صحافت میں ایسے کئی سخت مقام آتے ہیں، جہاں ایک عامل صحافی کو یہ سوال درپیش ہوتا ہے کہ وہ اپنے ضمیر کی آواز کے مطابق عمل کرے یا وہ کچھ کرنے کے لیے تیار ہو جائے جس کی تائید اس کا ضمیر نہیں کرتا۔ یہ سوال کبھی کسی شخص یا گروہ کی حمایت اور مخالفت کے معاملے میں سامنے آتا ہے، کبھی کسی مضمون یا خبر کو چھاپنے اور نہ چھاپنے کے سلسلے میں پیش ہوتا ہے اور کبھی کسی اخبار کی پالیسی کے مطابق کام کرنے یا نہ کر سکنے کے بارے میں فیصلہ کرتے ہوئے پیدا ہوتا ہے۔ ان میں سے ہر صورت دو حالتوں سے خالی نہیں ہوتی۔ ایک طرف ضمیر کے مطابق کام کرنے میں ملازمت کے چلے جانے سے لے کر جان جانے تک خطرات ہوتے ہیں اور دوسری طرف گوناں گوں مالی اور مادی مفادات کا سبز باغ لہلہا رہا ہوتا ہے۔ اس امتحان و آزمائش میں صرف وہی صحافی پورے اتر تے ہیں، اتر سکتے ہیں جو بااصول اور صاحب کردار ہوں، جن کا اپنے نظریے پر پختہ یقین ہو اور جنہیں احساس ہو کہ بے اصولی کے صلے میں حاصل ہونے والے مادی اور دنیوی فائدے دنیا ہی میں رہ جائیں گے اور صرف اس کا وبال نامہ اعمال کا حصہ بن کر تا قیامت جائے گا۔

صحافت کے صنعت بننے سے پہلے اخبار کسی خاص مشن یا نقطہ نگاہ کے حق میں رائے عامہ ہموار کرنے کے لیے نکالے جاتے تھے اور ان کے عملے میں بھی زیادہ تر وہی لوگ شامل ہوتے تھے جنہیں اس مشن یا نقطہ نگاہ سے اتفاق ہوتا تھا۔ اخبار کے مالک اور عامل صحافی دونوں کی سوچ ایک جیسی ہوتی تھی، اس لیے ... ہوتے

محکم دلائل سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے، مگر جب سے صحافت صنعت بنی ہے اور مشترکہ سرمائے سے اخبارات نکلنا شروع ہوئے ہیں یہ ضروری نہیں رہا ہے کہ مالک اور عامل صحافی کے خیالات ایک جیسے ہوں۔ آج کل اخبار کی پالیسی بنانے میں عامل صحافیوں کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔ عامل صحافیوں کا کام بس اس قدر رہ گیا ہے کہ وہ اخبار کی طے شدہ پالیسی اور مالکان کی ہدایت کے مطابق اخبار مرتب کر دیں، ایسی صورت میں ایک عامل صحافی کے ضمیر کو جس اوّلیں سوال کا سامنا ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ آیا اخبار کی پالیسی اس کے ایمان اور عقیدے کے مطابق ہے؟ اور اگر نہیں ہے تو کیا ایسی صورت ہے جس کے مطابق کام کرنا کسی بااصول اور باضمیر مسلمان صحافی کے لیے سرے سے ممکن ہی نہیں۔

پہلی صورت تو یہ ہے کہ اخبار کا نصب العین اللہ کی زمین پر اللہ کی حکومت قائم کرنا ہو اور اس کی پالیسی یہ ہو کہ نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں سب سے تعاون کرو اور گناہ اور زیادتی کے کاموں میں کسی سے تعاون نہ کرو۔ ایسی صورت میں ایک مسلمان عامل صحافی پوری طرح دلی رغبت سے کام کرے گا اور اس کا ضمیر بھی پیشہ وارانہ خدمات انجام دے کر طمانیت محسوس کرے گا۔

دوسری شکل یہ ہے کہ اخبار کا نصب العین مسلم معاشرے کی بھلائی اور بہتری ہو اور اس کی حمایت اور مخالفت کی بنیاد مسلم قومیت کا مفاد ہو، تو ایسے اخبار میں کام کرنے کے لیے ایک مسلمان عامل صحافی اپنے اندر لچک پیدا کر سکتا ہے۔ ایسے اخبار میں وہ مسلم قوم کے حوالے سے اسلام کی سربلندی اور قرآن وسنت کے مطابق نظام حکومت کی تشکیل و تنظیم کی بات کر سکتا ہے۔

تیسری صورت یہ ہے کہ اخبار سیکولرازم، سوشلزم یا کسی اور غیر اسلامی نظریہ حیات کا علمبردار ہو اور کسی مسلم عامل صحافی کو اس میں پیشہ وارانہ خدمات انجام دینے کا موقع مل رہا ہو تو یہ کام وہ اپنے ضمیر کا گلا گھونٹ کر ہی کر سکتا ہے۔ شرعاً بھی ایسا کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ اللہ کے دین کے مقابلے میں غیر اللہ کے دین کو سربلند کرنے کی جدوجہد کرنا شرک اور بغاوت ہے اور اسلام باطل اور حرام چیزوں کے فروغ اور ترقی میں کسی حیثیت سے بھی مددگار

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بننے سے روکتا ہے، حدیث میں آتا ہے:

((لعن رسول اللہ ﷺ اکل الربوا وموکلہ وشاھد وکاتبہ .))

(ابوداود)

”رسول اللہ ﷺ نے سود کھانے والے اس پر گواہی دینے والے اور اس کے لکھنے والے پر لعنت بھیجی۔“

اسی طرح شراب کے کاروبار میں حصہ دار بننے سے بھی روکا گیا ہے:

((قال رسول اللہ ﷺ لعن اللہ الخمر وشاربھا وساقیھا وبائعھا ومبتاعھا وعاصرھا ومعتصرھا وحاملھا والمحمولۃ الیہ .)) (ابوداود)

”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خدا نے لعنت کی ہے شراب پر، اس کے پینے والے پر، اس کے پلانے والے پر، اس کے بیچنے والے پر، اس کے خریدنے والے پر، اس کے کشید کرنے والے پر، اس کے کشید کرانے والے پر، اس کے لے جانے والے پر اور اس شخص پر جس کے پاس وہ لے جائی جائے۔“

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر اسلامی نصب العین اور پالیسی رکھنے والے اخبارات میں کام کرنا ایک مسلمان عامل صحافی کے لیے جائز نہیں ہوسکتا۔ رہا معاش اور روزی کا سوال، تو مسلمان تو اس بات پر ایمان رکھتا ہے کہ روزی رسان اللہ تعالیٰ ہے، وہ صحافی اور غیر صحافی سب کو روزی دیتا ہے۔ شیخ سعدی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے:

اے کریمے کہ از خزانہ غیب
گبر و ترسا وظیفہ خورداری
دوستاں را کجا کنی محروم
اے کہ باد شمناں نظر داری

جس منحوس نظام سے روزنامہ ... مرحوم کی جماعت کنونشن مسلم لیگ کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمان اوراس کی سیکولر پالیسیوں کا پرچار تھا۔ اس کے عملے میں شامل ایک صحافی جناب مسعود ساحر نے راولپنڈی میں سوال وجواب کی ایک نشست میں مولانا سیّد ابوالاعلیٰ مودودی رحمہ اللہ سے سوال کیا کہ مولانا! کسی صحافی کا کسی ایسے اخبار میں ملازمت کرنا کیسا ہے جہاں اسے اپنے ضمیر کے خلاف کام کرنا پڑے؟ مولانا نے فرمایا:

> ''ضمیر کے خلاف کام کرنا شرفِ انسانیت کے منافی ہے، ایسی صحافت سے بہتر ہے کہ آدمی جوتے گانٹھ کر روزی کما لے۔''

اس پر وہاں موجود ایک اور صحافی نے کہا کہ ''مولانا! ان صاحب کا تعلق کنونشن مسلم لیگ کے اخبار کوہستان سے ہے، اس اخبار میں کچھ اور صحافی حضرات بھی ہیں جو ذاتی طور پر ایوب خاں کی استبدادی پالیسیوں کے مخالف ہیں اور ان کا کہنا ہے کہ اگر ہم اس اخبار میں کام کرنا چھوڑ دیں، تو ہماری جگہ ایسے لوگ آجائیں گے جو دل سے بھی ایوب خاں کی استبدادی پالیسیوں کے حامی ہوں گے۔ اس صورت میں اسلامی اور جمہوری قوتوں کے بارے میں اخبار کا لب ولہجہ اور زیادہ سخت اور درشت ہو جائے گا اور وہ اور زیادہ شدت سے زہر اگلنے لگے گا۔''

مولانا رحمہ اللہ نے فرمایا:

> ''یہ سوچ درست نہیں ہے، حقیقت اس کے برعکس ہے۔ آپ جن شریف لوگوں کا ذکر کر رہے ہیں ان کا اس اخبار میں موجود ہونا کنونشن لیگ کے استبدادی نظام کی عمر میں اضافے کا موجب بن رہا ہے۔ اگر یہ اخبار سے علیحدگی اختیار کرلیں اور بقول ان کے ان کی جگہ برے لوگ آجائیں تو اخبار کے کردار کی برائی اور زیادہ جلدی سامنے آجائے گی اور کنونشن لیگ کی اخلاقی حیثیت اتنی ہی جلدی عام لوگوں کی نظر میں گر جائے گی۔''

اخبارات اور صحافیوں کو بعض دوسری صورتوں میں بھی اپنے ضمیر کے خلاف کام کرنے یا نہ کرنے کے مشکل سوال سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ وقت کے حکمران

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اخبارات کو مجبور کرتے ہیں کہ ان کی غلط پالیسیوں کی تائید کی جائے۔ اس مقصد کے لیے اشتہارات پر پابندی، مقدمات میں الجھانے، اخبار اور پریس سے ضمانت طلب کرنے اور اخبارات کا اجازت نامہ (Declaration) منسوخ کر دینے کی دھمکیوں سے کام لیا جاتا ہے اور اگر اخبار یا صحافی جی دار ثابت ہو تو ان دھمکیوں کو عملی جامہ پہنانے سے بھی گریز نہیں کیا جاتا۔ بہر حال ایسی صورت میں بھی با اصول اخبارات مقابلہ کرتے ہیں اور عدالتوں سے اپنا حق حاصل کرتے ہیں۔

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ با اثر لوگ جاگیردار اور سرمایہ دار اپنی زیادتیوں کی خبریں رکوانا چاہتے ہیں اور کبھی ان کی خواہش ہوتی ہے کہ ان کے حق میں خبریں شائع کی جائیں۔ اس مقصد کے لیے وہ خوشامد سے بھی کام لیتے ہیں اور دھن، دھونس اور دھاندلی کے حربے بھی استعمال کرتے ہیں۔ پولیس بھی صحافیوں کو خصوصاً مفصلات کے نامہ نگاروں کو تنگ کرتی ہے اور چاہتی ہے کہ اس کی دھاندلیوں کو بے نقاب نہ کیا جائے۔ ان تمام صورتوں میں باضمیر صحافیوں کو مشکلات سے دو چار ہونا پڑتا ہے۔

جس طرح کسی غیر قوم کی سیاسی غلامی میں قوموں کے اخلاق پست ہو جاتے ہیں، اسی طرح جبر کے ماحول میں بھی اخلاقی پستی کا مرض عام ہو جاتا ہے اور معاشرے کے ہر شعبے میں اپنا اثر دکھانے لگتا ہے۔ ۱۹۵۸ء میں مارشل لاء لگنے کے بعد سے قوم کے سر پر جبر کی تلوار لٹکتی چلی آ رہی ہے، اس نے پیشہ صحافت سے وابستہ لوگوں کے اخلاق کو بھی متاثر کیا ہے۔

غالباً ۱۹۵۴ء کی بات ہے کہ کوہستان راولپنڈی کے اسٹاف رپورٹر شاہ عبدالرزاق ہمدانی مرحوم کے پاس کچھ لوگ آئے اور ان سے درخواست کی کہ شہر کے فلاں تاجر نے اپنی بیٹی کو بدچلنی کے شبہ میں قتل کر دیا ہے، آپ اس واقعے کی خبر اس طرح چھاپ دیجیے کہ ان پر الزام نہ آئے تو مہربانی ہوگی۔ ساتھ ہی انہوں نے سو سو روپے کے تین نوٹ بھی بڑھا دیے جو اس زمانے کے لحاظ سے خاصی معقول رقم تھی، مگر ہمدانی مرحوم نے نہ صرف اس رقم کو لینے سے انکار کر دیا، بلکہ چپڑاسی کو بلا کر ان لوگوں کو دفتر سے نکلوا دیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ واقعہ اس دور کا ہے جب ملک میں جمہوریت تھی اور لوگ اپنے ضمیر کے مطابق بات کر سکتے تھے، لیکن جب جمہوریت نہ رہی تو بلند کرداری کی ایسی مثالیں بھی کمیاب ہوگئیں اور جواب صورت حال ہوگئی ہے اس کی سنگینی کا اندازہ کل پاکستان انجمن مدیرانِ جرائد کے صدر اور روزنامہ نوائے وقت کے مدیرِ اعلیٰ جناب مجید نظامی کی اس گفتگو سے کیا جا سکتا ہے جو روزنامہ ''وفاق'' کے اصلاحِ معاشرہ نمبر میں ایک اخباری ملاقات کی صورت میں شائع ہوئی ہے۔ وہ اس گفتگو میں اس بات سے اتفاق کرتے ہوئے کہ اخبارات میں باقاعدہ جرائم پیشہ لوگ آ گئے ہیں، کہتے ہیں:

''بالکل آگئے ہیں اور اکثر یعنی شام کو دکانیں کھلی ہوتی ہیں کہ تصویر یا خبر چھپنے کا کیا معاوضہ ہے، مجھے آپ سے بالکل اتفاق ہے۔ میرا خیال ہے جس طرح صدر صاحب (صدر محمد ضیاء الحق) کبھی کبھی کہتے ہیں کہ آوے کا آوا ہی بگڑا ہوا ہے، تو میں یہ تو نہیں کہتا کہ اس کا اطلاق پریس پر بھی ہوتا ہے۔ لیکن حالات کچھ اس سے مختلف ہیں نہیں، بہتر تو یہی ہے کہ جس طرح ہم صدر صاحب سے توقع رکھتے ہیں کہ وہ اوپر سے اصلاح شروع کریں۔ ان کے وزرائے کرام یا ان کے مشیر اور (حکومت کے) سیکرٹریوں کی اصلاح ہونی چاہیے۔ اسی طرح اخبارات میں بھی مدیران اور مالکان ہیں، ان کے ساتھی ہیں، ان کی بھی اصلاح ہونی چاہیے اور اگر اس سطح پر کالی بھیڑیں موجود ہیں تو ان کی تطہیر ہونی چاہیے۔''

انہی نظامی صاحب نے ۱۹ جولائی ۱۹۸۵ء کو پولیس کلب لاہور میں ''جرائم پر قابو پانے میں ذرائع ابلاغ کا کردار'' کے موضوع پر ہونے والے سیمینار میں مہمانِ خصوصی کی حیثیت سے تقریر کرتے ہوئے کہا:

''مجھے اس امر کا اعتراف ہے کہ بعض کرائمز رپورٹر پولیس کے ٹاؤٹ بن گئے ہیں۔ ایماندارانہ رپورٹنگ کا تقاضا ہے کہ رپورٹر وہی کچھ لکھنے پر اکتفا نہ کرے جو تھانوں کی ضمنی رپورٹوں میں لکھا جاتا ہے، بلکہ رپورٹر کا فرض ہے کہ وہ معاملے کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفتیش اور تحقیق کے بعد اپنی رپورٹ مرتب کرے۔ اسی طرح کچھ پولیس والے ایسے ہیں جو اپنی تصاویر اور اپنے حق میں خبریں چھپوانے کے لیے رپورٹروں کو ماہانہ ادائیگی کرتے ہیں۔'' (نوائے وقت، راولپنڈی، ۲۰ جولائی ۱۹۸۵ء)

یہ صورت حال جہاں صحافی برادری کے اخلاقی انحطاط کی آئینہ دار ہے وہاں اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ضمیر کی آزادی کو صرف خارجی موانع ہی محدود نہیں کرتے، بلکہ کچھ داخلی عوامل بھی اس کی راہ میں مزاحم ہوتے ہیں جن میں دولت دنیا کی حد سے بڑھی ہوئی حرص اور استحقاق سے بڑھ کر مفاد حاصل کر لینے کا جذبہ بہت زیادہ قوی ہیں۔ ضمیر کو زندہ و بیدار رکھنے کے لیے داخلی اور خارجی ہر قسم کے موانعات سے ہمہ وقت چوکس رہنے کی ضرورت ہے۔ ضمیر کی آزادی بھی سیاسی اور آزادی کی طرح جدوجہد اور قربانیوں سے حاصل ہوتی ہے اور حفاظت کرنے سے محفوظ اور برقرار رہتی ہے۔ دیکھا جائے تو صحافت کی آزادی درحقیقت ضمیر کی آزادی ہی کا دوسرا نام ہے۔ صحافیوں کو اگر یہ آزادی حاصل نہیں تو انہیں اس کے حصول کی جدوجہد کرتے ہوئے کسی قربانی سے دریغ نہ کرنا چاہیے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تحریر ونگارش کے اخلاقی پہلو

پہلی وحی جو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر نازل ہوئی وہ یہ ہے:

﴿ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۝۱ ﴾ (العلق: 1)

''پڑھو (اے نبیؐ!) اپنے رب کے نام کے ساتھ جس نے پیدا کیا۔''

اس سے معلوم ہوا کہ وحی کے الفاظ جو اس سورت کی ابتدائی پانچ آیات پر مشتمل تھے، آپ ﷺ کے سامنے تحریری شکل میں پیش کیے گئے تھے۔ جس طرح کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی کی جانے والی ہدایات تختیوں پر لکھی ہوئی ملی تھیں۔ اگر یہ ابتدائی وحی حضور ﷺ کے سامنے تحریری شکل میں پیش نہ کی گئی ہوتی تو نہ حضور ﷺ سے یہ کہا جاتا کہ ''پڑھو!'' اور نہ حضور ﷺ ہی جواب میں یہ فرماتے کہ ''میں تو پڑھا ہوا نہیں ہوں۔''

اس ابتدائی وحی میں رب تعالیٰ کی دو صفات بیان کی گئی ہیں۔ ایک یہ کہ وہ ساری کائنات کا پیدا کرنے والا ہے، جس نے جمے ہوئے خون کے ایک لوتھڑے سے انسان کی تخلیق کی ہے۔ دوسری یہ کہ وہ بڑا کریم ہے جس نے قلم کے زور سے علم سکھایا، انسان کو وہ علم دیا جسے وہ نہ جانتا تھا۔

﴿ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝۴ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ۝۵ ﴾ (العلق: 4، 5)

''جس نے قلم کے زور سے علم سکھایا، انسان کو وہ علم دیا جسے وہ نہ جانتا تھا۔''

ان آیات سے جہاں خواندگی، لوح وقلم اور علم کی اہمیت، ضرورت اور افادیت کا ثبوت ملتا ہے وہاں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ قلم کے استعمال کا فن خود خالق کائنات نے سکھایا ہے جو بڑے پیمانے پر علم کی اشاعت، ترقی اور نسلاً بعد نسل اس کی بقا اور تحفظ کا ذریعہ ہے، اگر انسان کو یہ ذریعہ میسر نہ ہوتا تو اس کی علمی قابلیت ٹھٹھر کر رہ جاتی، اسے بڑھنے، پھیلنے اور ایک نسل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے علوم دوسری نسل تک پہنچنے اور مزید ترقی کرتے چلے جانے کا موقع ہی نہ ملتا۔

قلم کے استعمال کا فن جب خود خالق کائنات نے سکھایا ہے تو پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اس نے اس فن کے صحیح استعمال کی ہدایت نہ دی ہو اور اس کے غلط استعمال کے نتائج سے خبردار نہ کیا ہو۔

اللہ تعالیٰ کی سنت یہ ہے کہ جن چیزوں کی منفعت یا مضرت فوری طور پر ظاہر ہو جاتی ہے اور آدمی کے اخلاق پر ان کے اثرات مرتب نہیں ہوتے، ان کے بارے میں وہ کوئی ہدایت نہیں دیتا لیکن جن باتوں کے فوائد اور نقصانات دیر سے ظاہر ہوتے ہیں اور ان کا برا اثر انسان کے اخلاق پر پڑتا ہے تو وہ ان کے بارے میں انسان کو ضرور خبردار کرتا ہے اور ضروری ہدایات دیتا ہے۔ مثال کے طور پر زہر کو اسلام نے مہلک ہونے کے باوجود حرام نہیں قرار دیا کیونکہ زہر انسان کے اخلاق پر اثر انداز نہیں ہوتے۔ اس کے مقابلے میں لحم الخنزیر کو مہلک نہ ہونے کے باوجود حرام قرار دیا گیا ہے کیونکہ وہ انسان کے اخلاق پر برا اثر ڈالتا ہے اور آدمی اپنے طور پر اس کی مضرت کا صحیح اندازہ نہیں کر سکتا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحافت کیا ہے؟

رات کی تاریکی میں راستے کے نشیب وفراز سے آگاہی حاصل کرنے، دوست اور دشمن کی پہچان اور اندھیرے کی چادر میں چھپے ہوئے خطرات سے خبردار رہنے کے لیے جس طرح چراغ کی روشنی انسان کی بنیادی ضرورت ہے، اسی طرح دنیا میں قافلہ حیات کے محفوظ سفر کے لیے ایسے ذرائع کا بہم ہونا ضروری ہے، جن سے اہل قافلہ کو اپنے ماحول اور گردوپیش کے حالات وواقعات کے بارے میں بے لاگ اور قابل اعتماد معلومات حاصل ہوتی رہیں۔

ان دنوں انسان کی اس بنیادی ضرورت کو پورا کرنے کا ذریعہ اخبار ہے، یہ ذریعہ یعنی خبروں کی ترسیل ہمیشہ اور ہر دور میں کسی نہ کسی شکل میں موجود رہا ہے۔ اس وقت بھی جب فن طباعت شروع نہ ہوا تھا اور موجودہ دور کے ترقی یافتہ اخباروں کا کوئی تصور نہ تھا۔ بادشاہانِ وقت اس مقصد کے لیے اپنے پرچہ نویس اور وقائع نگار مقرر کرتے تھے اور ان کی مہیا کی ہوئی اطلاعات کی روشنی میں عملی اقدامات کیا کرتے تھے اور جو اطلاعات عام دلچسپی یا عوام کے فائدے کی ہوتیں ان سے عوام کو بھی ہرکاروں کے ذریعے آگاہ کرتے تھے۔

اخبار خبر کی جمع ہے اور یہ نام ان قلمی خبر ناموں کے لیے اختیار کیا گیا جو اسلام سے قبل کے دور میں ایران کے بادشاہوں کو مملکت کے ہر حصے کی خبریں مہیا کرنے کے لیے مرتب کیے جاتے تھے، اس مقصد کے لیے مختلف مقامات پر تعینات کیے جانے والے پرچہ نویس، اخبار نویس کہلاتے تھے۔

اس ضرورت کو حضور ﷺ کے عہد میں اور بعد میں خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے دورِ سعادت میں بھی محسوس کیا گیا۔ آنحضور ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی حالات وواقعات سے باخبر رہنے کا اہتمام فرماتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تو خود راتوں کو گشت کر کے عامۃ المسلمین کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حال جاننے کی کوشش کرتے تھے۔

مفتی محمد شفیع مرحوم، مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کے رسالے ''اخبار بینی'' سے استفادہ کرتے ہوئے اپنی ایک تحریر ''آداب الاخبار'' میں فرماتے ہیں:

''حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنی اسلامی برادری کے اخبار واحوال پر مطلع ہونے، کرنے کا اہتمام اس لیے فرماتے تھے، کہ مطلع ہو کر مظلوم کی دادرسی، بیمار کی عیادت، ضعفاء کی اعانت، محتاجوں کی امداد کرنے کے لیے ہر قسم کے مادی اور روحانی ذرائع استعمال کیے جائیں اور اگر کسی مادی امداد پر قدرت نہ ہو تو کم از کم دعا سے اس کے شریک غم ہو جائیں۔''

برصغیر پاک وہند کے حکمرانوں کے عہد میں بھی قلمی اخبارات کا سلسلہ قائم رہا۔ مغلیہ سلطنت کے زوال کے بعد اس اخباری پیشے سے وابستہ اخبار نویسوں نے حصولِ معاش کے لیے امراء اور روساء کو معاوضے پر قلمی اخباروں کی نقلیں فراہم کرنا شروع کر دیں۔ اسی دوران میں طباعت کی سہولتیں عام ہوئیں اور انگریزی اخبارات کی طرز پر اُردو اخبارات بھی چھپنے لگے۔ پچھلی صدی میں مشینی ایجادات ہوئیں اور ان کے طفیل دنیا کے مختلف ملکوں اور قوموں کے درمیان قریبی رابطے قائم ہوئے۔ ریل، ٹیلی فون، تار برقی، ہوائی جہاز اور لاسلکی مواصلاتی سہولتوں میں اضافے کے ساتھ ساتھ خبروں کی فراہمی کے نظام میں بھی انقلاب رونما ہوتا گیا۔

سائنس اور ٹیکنالوجی کے میدان میں چونکہ سب سے زیادہ ترقی یورپ وامریکہ میں ہوئی اس لیے فطری طور پر اخبار نویسی کے فن کو وہیں عروج حاصل ہوا۔ افریقی اور ایشیائی ملکوں میں اس شعبے کی ترقی چونکہ یورپ وامریکہ میں ہونے والی مشینی ایجادات کی مرہون منت ہے اور خود صحافت کے میدان میں بھی ان کی تقلید کی گئی ہے، اس لیے قدرتی طور پر ہماری صحافت پر مغربی صحافت کی چھاپ اور اثرات نمایاں ہیں۔

صحافت اور صحافی کے الفاظ یوں تو عربی زبان کے لفظ صحیفہ سے نکلے ہیں، لیکن ہمارے ہاں انگریزی کے الفاظ جرنل ازم (Journalism) اور جرنلسٹ (Journalist) کے ترجمے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے طور پر ہی رائج ہوئے ہیں۔

صحافت کی اصطلاح اگر چہ موقت الشیوع، یعنی وقفوں سے شائع ہونے والے اخبار یا رسالے کے لیے استعمال ہوتی ہے، لیکن اب ریڈیو اور ٹیلی ویژن سے بھی خبریں اور حالاتِ حاضرہ پر تبصرے، انٹرویوز اور فیچر نشر ہوتے ہیں اور ان کی ترتیب وتزئین بھی صحافی ہی کرتے ہیں، اس لیے صحافت کی اصطلاح کا اطلاق اس کام پر بھی ہوتا ہے اور اسے ریڈیائی صحافت کہا جاتا ہے اور اس طرح صہافت کا دائرہ بہت وسیع ہوگیا ہے۔ اب تو اخبارات ورسائل اور دوسری مطبوعات کے لیے طباعتی ذرائع ابلاغ (Objectvie Reporting) اور ریڈیو، ٹیلی ویژن، فلم، کیسٹ اور دوسرے سمعی اور بصری ذرائع کے لیے برقیاتی ذرائع ابلاغ (Electronic Media) کی اصطلاحات استعمال ہونے لگی ہیں۔ اور ان سب قسم کے ذرائع ابلاغ پر مشتمل مربوط اور ہمہ گیر نظام کو اطلاعات کا نظام کہا جاتا ہے۔

سائنس اور ٹیکنالوجی کے میدان میں ترقی یافتہ قوموں نے اس نظام کو درجہ کمال تک پہنچا دیا ہے۔ انہوں نے اس کی افادیت اور اہمیت کو سمجھنے کے لیے اسے عالمی سطح پر قائم اور منظّم کرنے پر بھر پور توجہ دی ہے اور اب وہ اس طاقت سے پورا پورا فائدہ اٹھا رہی ہیں۔ ان کی قائم کردہ ایجنسیوں سے پوری دنیا میں فائدہ اٹھایا جا رہا ہے اور معلوم دنیا میں ان کا جال پھیلا ہوا ہے۔

اطلاعات کے اس ترقی یافتہ نظام میں ابلاغ کے وہ تمام ذرائع شامل ہیں جن کے توسط سے ہر نوعیت کی قومی اور بین الاقوامی خبر، حالات وکوائف اور اطلاعات ومعلومات ایک جگہ سے دوسری جگہ اور عامۃ الناس تک پہنچائی جاتی ہیں۔ ان ذرائع میں قومی اور بین الاقوامی خبر رساں ادارے، ریڈیو، ٹیلی ویژن، فلمیں، اخبارات رسالے، مصور جرائد، شماریاتی بینک، اشتہارات دینے اور تیار کرنے والے ادارے، کیسٹ، کتابیں، پمفلٹ اور ماہرانہ تبصرے فراہم کرنے والے سنڈیکیٹ شامل ہیں۔

ابلاغ کے ان سب ذرائع کے لیے کام کرنے والے صحافی اور دوسرا متعلقہ عملہ اپنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے فن میں غیر معمولی مہارت رکھتا ہے، ان کی ترتیب کے ادارے بھی اطلاعات کے نظام ہی کا ایک حصہ، بلکہ بہت اہم حصہ ہیں جو اگر نہ ہوں تو یہ سارا نظام کچھ زیادہ موثر ثابت نہ ہو۔

اطلاعات کے اس نظام میں خبر رساں اداروں کو وہی حیثیت حاصل ہے جو انسان کے جسمانی نظام میں قلب کو حاصل ہے۔ یہ ادارے صرف خبریں ہی مہیا نہیں کرتے، بلکہ خبروں کا رخ بھی مہیا کرتے ہیں۔

عالمی سطح پر اہمیت کے اعتبار سے اس وقت پانچ خبر رساں ادارے سب سے ممتاز اور نمایاں مقام رکھتے ہیں، جو یہ ہیں: رائٹر (برطانیہ) ایسوسی ایٹڈ پریس (امریکہ) یونائیٹڈ پریس انٹرنیشنل یا یو۔ پی۔ آئی (امریکہ) اژانس فرانس پریس یا اے ایف پی (فرانس(اور تاس (روس)۔

ساری دنیا میں ان پانچ خبر رساں اداروں کے پانچ سو بیورو اور دفاتر قائم ہیں اور کوئی ایک سو پچیس ممالک میں ان کے پانچ ہزار سے زیادہ نامہ نگار اور نمائندے اطلاعات فراہم کرنے پر مقرر ہیں۔ ہر ادارہ روزانہ ڈیڑھ ملین (پندرہ لاکھ) الفاظ ریڈیو، مواصلاتی سیاروں، ریڈیو ٹیلی ٹیپ (آر، ٹی، ٹی) ٹیلکس، ٹیلی گرام، ٹیلی فون، ہوائی سروس، سمندری سروس، ریل اور سڑکوں پر چلنے والی ٹرانسپورٹ کے ذریعے دنیا کے مختلف ممالک کو نشریات ارسال کرتا ہے۔ اس کارکردگی کا اندازہ یوں لگایا جا سکتا ہے کہ پاکستان کا خبر رساں ادارہ، ایسوسی اٹیڈ پریس آف پاکستان (اے پی پی) اپنے ٹیلی پرنٹروں کے ذریعے روزانہ چالیس ہزار الفاظ پر مشتمل اطلاعات یا خبریں ارسال کرتا ہے۔ جن کو سب سے زیادہ انگریزی اخبارات استعمال کرتے ہیں اور وہ بھی ایک دن میں دس ہزار سے زیادہ الفاظ استعمال نہیں کر پاتے۔

ترقی یافتہ ملکوں میں ابلاغ عامہ کے فن کو موثر بنانے کے لیے بڑے پیمانے پر تحقیق و تدقیق سے کام لے کر نفسیات عامہ پر مبنی نہایت نفیس، موثر اور لطیف طریقے رائج کیے گئے ہیں جن سے لوگوں کی سوچ جامد نہیں ہونے پاتی، زندگی میں تنوع اور دلچسپی برقرار رہتی ہے اور لوگوں کو تفریح بھی حاصل ہوتی رہتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کثیر الاشاعت اور کئی کئی زبانوں میں چھپنے اور ساری دنیا میں پھیلنے والے جرائد اور رسائل پر بڑی حد تک امریکہ، برطانیہ، روس اور جرمنی کی اجارہ داری ہے، اسی طرح بی بی سی، وائس آف امریکہ، وائس آف جرمنی، ریڈیو ماسکو اور ریڈیو بیجنگ بھی ساری دنیا میں سنے جاتے ہیں، خود پاکستان کے دیہی علاقوں تک میں لوگ ان ریڈیو اسٹیشنوں کی نشریات سنتے ہیں۔

مغربی ممالک میں تیار ہونے والی فلموں کے کیسٹوں کی مانگ بھی پوری دنیا میں ہے، جسے نہ صرف ترقی پذیر ملکوں کے ٹیلی ویژنوں پر پیش کیا جاتا ہے، بلکہ عام لوگ انہیں اپنے اپنے گھروں میں وی سی آر پر بھی دیکھتے ہیں۔

اطلاعات کے نظام کا ایک اہم عنصر شماریات بینک بھی ہیں، جو مختلف ممالک کے متعلق مستند اعداد وشمار جمع کرتے اور اپنے صارفین کو مہیا کرتے ہیں۔ اس قسم کے ادارے صرف مغربی ممالک میں قائم ہیں۔ مشرق میں آج تک ایسا کوئی ادارہ قائم نہیں ہوا، اسی ایک بات سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ مغرب کے ترقی یافتہ ممالک کے نزدیک اطلاعات کے نظام کی کیا اہمیت ہے اور وہ اس پر کتنی توجہ دیتے ہیں۔

تصنیف اور تالیف کے میدان میں بھی مغرب سب سے آگے ہے۔ وہاں دنیا کے مختلف حصوں اور علاقوں کے ہر قسم کے حالات اور کوائف کے ماہر تحقیق میں مصروف رہتے ہیں، اور ان کی کتابیں اطلاعات کے نظام میں کام کرنے والوں کے لیے مشیر اور رہنما ثابت ہوتی ہیں۔ ہر شعبہ علم کے لیے ڈکشنریاں اور حوالے کی دوسری کتابیں مرتب کی گئی ہیں جن سے کسی بھی موضوع پر لکھنے میں مدد لی جاسکتی ہے۔

اطلاعات کا یہ ہمہ گیر اور مربوط نظام قومی سطح پر یکجہتی اور استحکام پیدا کرتا ہے، قومی سوچ کا رخ متعین کرتا ہے، قوم کی فکری تہذیب میں مدد دیتا ہے۔ تحقیق اور تجسس کے جذبے کو ابھارتا ہے، سیاسی اور ملی شعور بیدار کرتا ہے اور قوم اور معاشرے میں خود اعتمادی اور حوصلہ مندی پیدا کرنے کا باعث بنتا ہے۔ نیز یہ عوام کو کسی اعلیٰ مقصد کے لیے تیار کرنے کا نہایت موثر ذریعہ ہے۔ علاوہ ازیں یہ بین الاقوامی سطح پر قوموں کے درمیان آگاہی اور رابطے اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابلاغ اور تفہیم کا وسیلہ ہونے کے ساتھ ساتھ اعصابی اور نفسیاتی جنگ اور تہذیب یلغار کا بھی بہترین حربہ ہے، اس کے ذریعے نیکی کی تبلیغ بھی کی جاسکتی ہے اور خلق خدا کو بہکانے اور پھسلانے کا کام بھی لیا جاسکتا ہے۔

نئی نئی ایجادات کی بدولت اب یہ نظام اس قابل ہو چکا ہے کہ دنیا کے دور دراز علاقوں اور آہنی پردوں کے پیچھے سے نہ صرف اطلاعات حاصل کرسکتا ہے، بلکہ وہاں اطلاعات پہنچا بھی سکتا ہے۔ ہزاروں میل دور بیٹھے ہوئے لوگوں کی رہنمائی بھی کرسکتا ہے اور انہیں گمراہ اور بدراہ بھی کرسکتا ہے۔ انہیں حوصلہ اور سہارا بھی دے سکتا ہے اور خوف وہراس پیدا کر کے ان کے حوصلوں کو پست اور عزائم کو کمزور کر کے ان کی صفوں میں دراڑیں بھی ڈال سکتا ہے۔ اتحاد واتفاق بھی پیدا کرسکتا ہے اور باہمی اختلافات کو ہوا دے کر انہیں خانہ جنگی کی آگ میں بھی جھونک سکتا ہے۔

قائداعظم محمد علی جناح نے ۲۴ مئی ۱۹۴۴ء کو سرینگر میں کشمیر کے صحافیوں سے گفتگو کرتے ہوئے کہا تھا:

> ''صحافت ایک بڑی قوت ہے جو فائدہ بھی پہنچا سکتی ہے اور نقصان بھی، اگر یہ ٹھیک نہج پر ہو تو رائے عامہ کی رہنمائی بھی کرسکتی ہے۔''

۱۴، اپریل ۱۹۴۸ء کو سول حکام سے خطاب کرتے ہوئے قائداعظم نے فرمایا تھا:

> ''صحافت قوم کی ترقی و بہبود کے لیے اشد ضروری ہے کیونکہ اسی کے ذریعے زندگی کے تمام شعبوں میں سرگرمیاں بڑھانے کے لیے قوم کی رہنمائی اور رائے عامہ کی تشکیل کی جاسکتی ہے۔''

ترقی یافتہ ملکوں نے اس حقیقت کو سمجھا اور دل کھول کر صحافت کی ترقی کے لیے سرمایہ کاری کی۔ ان ملکوں نے صحافت کو دوسرے مقاصد کے لیے استعمال کیا۔ ایک طرف تو انہوں نے اس سے اپنی قوم کی رہنمائی، ترقی، استحکام، اتحاد و یکجہتی اور تہذیب و تربیت کا کام لیا اور دوسری طرف بین الاقوامی سطح پر اپنے سامراجی مقاصد پورے کیے۔ پسماندہ قوموں کو ذہنی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غلامی میں مبتلا کر کے ان کا استحصال کیا اور ان کی تہذیب، قومی روایات، نظریہ زندگی اور اقدارِ حیات کو خود ان کی اپنی نظر میں بے وقعت بنا کر رکھ دیا اور اس طرح اس خطرناک ہتھیار سے وہ کام لیا جو بڑی سے بڑی فوجی قوت کے استعمال سے بھی ممکن نہ تھا۔ آج کے زمانے میں اس سارے عمل کو سرد جنگ کا نام دیا گیا ہے۔ اور یہ تیر وتفنگ کے بجائے ذرائع ابلاغ سے لڑی جاتی ہے۔

اس وقت کیفیت یہ ہے کہ عالمی اطلاعاتی نظام میں ابلاغ کے نوے فیصد ذرائع ترقی یافتہ اور سامراجی ممالک کی اجارہ داری ہے اور عملی طور پر یہ ذرائع صیہونی یہودیوں کے کنٹرول میں ہیں جن کی اسلام اور انسانیت دشمنی سے ایک دنیا آگاہ ہے۔ امریکہ اور برطانیہ کے اکثر بڑے اور کثیر الاشاعت اخبارات اور جرائد، خبر رساں ادارے، ریڈیو اور ٹیلی ویژن یہودی سرمایہ داروں کی ملکیت ہیں یا پھر یہ ان کے نگران اور کرتا دھرتا ہیں، چنانچہ اس طاقت کے بل پر پوری دنیا میں ان کی مرضی چلتی ہے۔ جہاں تک امریکہ کا تعلق ہے وہاں پریس پر قبضہ ہونے کی وجہ سے یہودیوں کا اثر ورسوخ غیر معمولی ہے، جہاں کسی نے ان کی مرضی اور مفاد کے منافی کوئی قدم اٹھایا اور یہ اس کے خلاف حرکت میں آئے۔ صدر نکسن اور واٹر گیٹ اسکینڈل کی مثال سب کے سامنے ہے۔

سامراجی ممالک خواہ امریکہ اور برطانیہ ہوں یا روس اور فرانس، وہ اپنے مخصوص مفادات رکھتے ہیں اور تیسری دنیا کے ممالک کو اپنی منڈیاں اور چراگاہیں بنائے رکھنا چاہتے ہیں۔ امریکہ اگر انہیں مغرب کی اخلاق باختہ ملحدانہ تہذیب کے رنگ میں رنگنا چاہتا ہے تو روس انہیں کارل مارکس (یہودی) اور لینن کے پیش کیے ہوئے اشترا کی شکنجے میں جکڑنے کے لیے پروپیگنڈے کا جال بچھانے میں مصروف رہتا ہے۔

ان مذموم کوششوں کی سب سے زیادہ مزاحمت اسلامی ممالک میں ہوتی ہے کیونکہ مسلمان جس دین حق کے علمبردار ہیں وہ باطل کی طرح دوئی پسند نہیں، بلکہ لاشریک ہے، چنانچہ اسی لیے یہ ممالک صہیونیوں، سامراجیوں اور کمیونسٹوں کی زد پر ہیں۔ سامراجی اطلاعاتی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نظام اسلام اور مسلمان قوموں کے خلاف ہمیشہ زہر افشانی کرتا رہتا ہے۔

اسلام اور مسلمانوں کے ازلی دشمن یہودی اس صورت حال کا بطور خاص فائدہ اٹھاتے ہیں، وہ سرخ وسفید سامراج کی گود میں بیٹھ کر انتہائی پیشہ وارانہ مہارت اور چابکدستی کے ساتھ اسلامی قوتوں کو بدنام اور کمزور کرنے، ان کے راستے میں رکاوٹیں پیدا کرنے اور مسلم عوام اور خواص کو گمراہ کرنے کا عیارانہ کھیل کھیلتے رہتے ہیں۔

دنیائے اسلام میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ کی تحریکیں بطور خاص ان کی شرانگیزیوں اور خباثتوں کا نشانہ بنتی رہی ہیں۔ مصر میں اخوان المسلمون کی تحریک کو ناصر کے ذریعے ختم کرانے میں یہودی ذرائع ابلاغ نے اہم کردار ادا کیا تھا، ان کے پروپیگنڈے کے باعث پاکستان اور دوسرے ممالک کے بہت سے مخلص مسلمان بھی ایک طویل عرصے تک اس غلط فہمی میں مبتلا رہے کہ اخوان غلطی پر تھے اور جمال عبدالناصر برسر حق تھا۔

اطلاعات کے اس ہلاکت آفریں ہتھیار کی کاٹ کا اندازہ اس سے لگایئے کہ مسلمان ہونے کے مدعی چالیس سے زیادہ آزاد وخود مختار ممالک میں سے کسی ایک ملک میں بھی قرآن وسنت کے مطابق نظام حکومت قائم نہیں ہے کیونکہ اطلاعات کے اس سامراجی نظام نے مسلمانوں کے اندر خود اسلام کے بارے میں طرح طرح کے شکوک وشبہات پیدا کر کے ان سے وحدتِ فکر چھین لی ہے، ان کے اتحاد کو پارہ پارہ کر دیا ہے، انہیں کٹر، بنیاد پرست اور روشن خیال مسلمانوں میں بانٹ دیا ہے۔ انہیں سوشلزم اور سرمایہ داری کے حامیوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ ان میں مزدور اور سرمایہ دار کے اختلافات کو ہوا دے کر طبقاتی منافرت پیدا کر دی ہے اور اس طرح امت مسلمہ کو جسے بنیان مرصوص ہونا چاہیے تھا بھیڑوں کے ایک منتشر گلے میں بدل کر رکھ دیا ہے۔

ابلاغ عامہ کے مغربی اور روسی ذرائع اپنی ان کارستانیوں میں اس لیے کامیاب ہیں کہ عالمی اطلاعاتی نظام پر ان کا تسلط ہے۔ اطلاعات کے بہاؤ کا رخ مغرب سے مشرق کی طرف یک طرفہ ہے۔ ترقی پذیر ممالک دنیا کے تین چوتھائی ملکوں پر مشتمل ہیں اور مسلمان دنیا کی کل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آبادی کا ایک چوتھائی یعنی کوئی ایک ارب سے زیادہ ہیں پھر بھی ان کی خبروں کو نظر انداز کیا جاتا ہے اور ان کے مفادات کو درخور اعتنا نہیں سمجھا جاتا۔ یہ ذرائع مغرب کی رائے عامہ کے سامنے ترقی پذیر ملکوں، خصوصاً مسلم ملکوں کے باشندوں کی جو تصویر پیش کرتے ہیں وہ انتہائی مضحکہ خیز اور گمراہ کن ہوتی ہے۔

چند سال ہوئے یونسکو کے ڈائریکٹر جنرل جناب امدد مہتار ایم۔ بو (Amadou Mahtar M. Bow) نے پانچوں بڑے بین الاقوامی خبر رساں اداروں کے بارے میں اظہارِ خیال کرتے ہوئے کہا تھا:

''ترقی یافتہ ملکوں کے یہ خبر رساں ادارے اپنی اجارہ داری کو ہوشیاری سے ایسی خبریں منتخب کرنے میں استعمال کرتے ہیں جن سے ترقی پذیر ممالک میں صرف نفاق، تناؤ، کشیدگی، پسماندگی، مار دھاڑ، تشدد اور بد نظمی ظاہر ہو، یا ایسی خبریں جن سے اچنبھا ظاہر ہو اور وہاں کے حکمران عجوبہ روزگار نظر آئیں۔ وہ مثبت قسم کے واقعات، اخبار و احوال اور ترقی کے میدان میں ان کی تگ و دو کو قطعی نظر انداز کر دیتے ہیں اور چونکہ غیر ترقی یافتہ ممالک میں علم وخبر کا رابطہ انہی خبر رساں اداروں سے قائم ہے اور ایک دوسرے کی سرگرمیوں کے متعلق علم انہی کی ارسال کردہ خبروں سے ہوتا ہے جو اکثر وبیشتر صحیح نہیں ہوتا، لہٰذا جب وہ ان ناہموار آئینوں سے ایک دوسرے کا آئینہ دیکھتے ہیں تو انہیں اپنی شکلیں مسخ شدہ دکھائی دیتی ہیں اور وہ انہیں سچ سمجھنے لگتے ہیں کیونکہ ان کے پاس ان کی تصدیق کا کوئی اور ذریعہ یا پیمانہ نہیں ہوتا۔'' (نوائے وقت ۲۷، دسمبر ۱۹۸۴ء)

سامراجی ملکوں کے یہ خبر رساں ادارے اور نشریاتی ذرائع مسلمانوں کے معاملے میں خصوصیت سے جانبداری برتتے ہیں، مظلوم فلسطینیوں کو دہشت گرد اور غاصب و مجرم اور جارح اسرائیل کو مظلوم اور تہذیب کا علمبردار بنا کر پیش کرتے ہیں۔ پاکستان اور بھارت کی جنگ ہو تو بے تکلف لاہور پر بھارت کا قبضہ کرا دیتے ہیں۔ مشرقی پاکستان میں بھارت کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ریشہ دوانیاں بغاوت کی شکل اختیار کرتی ہیں، تو بی بی سی اور مغربی پریس کا رویہ پاکستان کش ہو جاتا ہے۔ پاکستان کا کوئی حکمران اسلامی قوانین کے نفاذ کی بات کرتا ہے، تو اسے رجعت پسند، وحشی اور دقیانوسی کہہ کر بدنام کیا جاتا ہے۔ اور جب کوئی سیکولرازم یا سوشلزم کا نعرہ لگتا ہے، اخلاقی اقدار کو پامال کرتا ہے، قومی ملکیت کے نام پر ملک کی صنعتی اور اقتصادی ترقی کا ناس کر ڈالتا ہے، تو یہ ذرائع ابلاغ اسے ایشیا کا عظیم لیڈر بنا کر پیش کرتے ہیں۔

مختصر یہ کہ مغربی ذرائع ابلاغ کو اس قسم کی ریشہ دوانیوں میں غیر معمولی مہارت حاصل ہے۔ اس مہارت کو استعمال کر کے انہوں نے جہاں دوسرے ممالک کی طرح ہمارے ملک میں بھی ایک ایسا طبقہ پیدا کر دیا ہے جو مسلمان ہونے کا مدعی ہونے کے باوجود مغربی اور اشتراکی اقدار اور تہذیب کا دلدادہ ہے اور اسلامی تہذیب و اقدار کی پابندی کرنے والوں سے بیر رکھتا ہے، وہاں انہوں نے ہماری صحافی برادری میں بھی ایسے لوگ تیار کر دیئے ہیں جو اسلام کو رجعت پسندی قرار دیتے ہیں، اسلامی اقدارِ حیات کی پابندی کو پاگل پن اور اسلام کی سربلندی اور احیاء کے لیے کام کرنے والوں کی کردار کشی کو اپنا فرض منصبی سمجھتے ہیں۔

اس کی وجہ یہ بھی ہے کہ ہمارے ہاں صحافت کے فروغ و ترقی میں مغربی صحافت اور اس کے آداب اور طریقوں کو نمونے اور معیار کا درجہ حاصل رہا ہے اور ہمارے صحافیوں نے ان کی تکنیک سیکھنے کے ساتھ ساتھ مغربی صحافت کے لادینی اصول و نظریات اور اخلاقی قدروں کو بھی اپنا لیا ہے۔

اس صورت حال کو ہمارے اہل علم نے محسوس بھی کیا ہے اور وہ کبھی کبھی جملہ ہائے معترضہ بھی کہتے رہے ہیں م، لیکن اس مسئلے کا علمی انداز میں جائزہ لے کر قرآن وسنت کی روشنی میں صحافت کے جامع و مانع اصول مرتب کر دینے کی ضرورت کسی نے کم ہی محسوس کی ہے، اگر ایسا کیا گیا ہوتا تو صحافت کے طالب علم اس سے ضرور رہنمائی حاصل کرتے اور ہماری صحافت اور ذرائع ابلاغ کا اپنا ملی تشخص اور کردار قائم ہونے میں بھی مدد ملتی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحافت اور اسلام

صحافت کے بارے میں اسلامی نقطہ نظر سے غور کرتے ہوئے پہلا سوال ذہن میں یہ آتا ہے کہ صحافت جب انسانی زندگی کی ایک ناگزیر ضرورت ہے اور اسے معاشرے کے اتنے اہم شعبے کی حیثیت حاصل ہے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ اسلام نے اس کے متعلق ضروری اور اصولی ہدایات نہ دی ہوں اور اس کو یونہی آزاد چھوڑ دیا ہو، بالخصوص اس صورت میں کہ تمام انسانوں کو یہ خوشخبری سنائی جا رہی ہے:

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾ (المائدہ: 3)

''آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے اور تمہارے لیے اسلام کو تمہارے دین کی حیثیت سے قبول کر لیا ہے۔''

اور دین کو مکمل کر دینے کے بعد مطالبہ یہ کیا جا رہا ہے:

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً وَّ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ﴾ (البقرۃ: 208)

''اے ایمان والو! تم پورے کے پورے اسلام میں آ جاؤ اور شیطان کی پیروی نہ کرو کہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔''

اس مطالبے کے ساتھ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم تو اسلام میں جو ایک مکمل ضابطہ حیات ہے پورے کے پورے آ جائیں اور شعبہ صحافت کو باہر آزاد چھوڑ دیں۔ مغرب کے دین و دنیا کی ثنویت اور تثلیث کے ملحدانہ اور مشرکانہ عقیدے اور نظریے کی بنیاد پر وجود میں آنے والے معاشرے میں تو ایسا ممکن ہے لیکن عقیدہ توحید پر قائم معاشرے میں فرد اور ریاست

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سب ایک ہی ضابطہ اخلاق کے پابند ہیں۔ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ کا حکم سب کے لیے عام ہے۔ زندگی کے ہر شعبے اور ادارے کے لیے سر چشمہ ہدایت ایک ہی ہے اور وہ ہے اسلام، جس کے مطابق سب کو عمل کرنا ہے یہاں نہ کسی کو مطلق آزادی حاصل ہوسکتی ہے، نہ قرآن وسنت کی مقررہ حدوں سے تجاوز کرنے کا کوئی سوال پیدا ہوتا ہے۔

پورے کے پورے اسلام میں آ جانے کے مطالبے کا منشاء یہ ہے کہ ''کسی استثناء اور تحفظ کے بغیر اپنی پوری زندگی کو اسلام کے تحت لے آؤ، تمہارے خیالات، تمہارے نظریات، تمہارے علوم، تمہارے طور طریقے، تمہارے معاملات اور تمہاری سعی وعمل کے راستے سب کے سب اسلام کے تابع ہوں۔''

ایسی صورت میں ایک مسلمان صحافی کا فرض ہے کہ وہ صرف اپنی ذاتی زندگی ہی میں اسلام کے احکام وتعلیمات پر عمل نہ کرے، بلکہ اپنے پیشہ وارانہ فرائض میں بھی اس بات کو ملحوظ رکھے کہ اس کا قلم ٹھیک ٹھیک اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے لیے استعمال ہو۔

زندگی کے دوسرے شعبوں کی طرح شعبہ صحافت میں بھی اسلام کی پیروی کی ضرورت مسلم ہو جانے کے بعد ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جو صحافی اپنے پیشہ وارانہ فرائض ایک مسلم صحافی کی حیثیت سے ادا کرنا چاہتا ہے اسے کن اصولوں پر عمل کرنا چاہیے اور کن باتوں کو اپنانا اور کن چیزوں سے بچتے رہنا چاہیے۔ قرآن وسنت اس بارے میں ہماری کیا رہنمائی کرتے ہیں؟

اس سوال کا جواب تلاش کرنے کے لیے جب ہم قرآن مجید اور کتب حدیث کی ورق گردانی کرتے ہیں تو ہمیں ان میں آیات واحادیث کی صورت میں صحافت کا ایک مکمل ضابطہ اخلاق موجود نظر آتا ہے جس پر عمل کرنے سے صحافت بلا شبہ انسانیت کی فلاح و بہبود، امن خوشحالی اور ترقی وکامرانی کا ایک نہایت اہم اور مفید ذریعہ ثابت ہوسکتی ہے۔

صحافت کے اس اسلامی ضابطہ اخلاق سے آگاہی کے لیے ضروری ہے کہ پہلے یہ معلوم کیا جائے کہ اسلام کی رو سے صحافت کا مقصد کیا ہے؟ کیونکہ مقصد کے تعین کے بعد ہی کردار کا تعین کیا جا سکتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحافت کا مقصد

مغربی مفکرین صحافت نے صحافت کے جو مقاصد بیان کیے ہیں ان کا نچوڑ کچھ یوں ہے:

''اس (صحافت) کا مقصد یہ ہے کہ لوگوں کو تازہ ترین خبروں سے آگاہ کیا جائے، عصر حاضر کے واقعات کی تشریح کی جائے اور ان کا پس منظر واضح کیا جائے تاکہ رائے عامہ کی تشکیل کا راستہ صاف ہو۔ صحافت رائے عامہ کی ترجمان اور عکاس بھی ہوتی ہے اور رائے عامہ کی رہنمائی کے فرائض بھی سرانجام دیتی ہے۔ عوام کی خدمت اس کا مقدس فریضہ ہے۔ اس لیے صحافت معاشرے کے ایک اہم ادارے کی حیثیت رکھتی ہے۔'' (فن صحافت، ڈاکٹر عبدالسلام خورشید)

پنجاب یونیورسٹی میں شعبہ صحافت کے سربراہ ڈاکٹر مسکین علی حجازی نے اس مقصد کو ایک مختصر فقرے میں یوں بیان کیا ہے:

''صحافت اور صحافی کا بنیادی مقصد لوگوں کو معلومات فراہم کرنا، ان کو تعلیم دینا، ان کی رہنمائی کرنا اور ان کو تفریح فراہم کرنا ہے۔''

صحافت کا یہ مقصد اگرچہ اپنی جگہ درست ہے، لیکن جس طرح کسی ملک کے لیے نصاب تعلیم مقرر کرتے وقت یہ سوال سامنے آتا ہے کہ اس ملک کے لیے کس قسم کے شہری درکار ہیں تاکہ اسی کے مطابق تعلیم و تربیت کا نصاب تیار کیا جائے۔ اسی طرح صحافت کے معاملے میں بھی یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہمیں کس قسم کی رائے عامہ تشکیل کرنا ہے، کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ جس قسم کی رائے عامہ کی ضرورت اشتراکی روس کو ہو سکتی ہے، سرمایہ داری کے علمبردار امریکہ کے لیے ویسی رائے رائے عامہ موزوں نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح اسلامی معاشرے کی رائے عامہ اور مادیت پسند معاشرے کی رائے عامہ میں بھی فرق و اختلاف لازمی ہے جس کو نظر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انداز کرنے کا نتیجہ معاشرے کے اسلامی تشخص کے خاتمے کے سوا کچھ نہیں نکل سکتا، لہٰذا معلوم ہوا کہ مجرد تازہ ترین خبروں اور معلومات کی فراہمی سے خاص قسم کی رائے عامہ کی تشکیل اور رہنمائی ممکن نہیں، بلکہ اس کے لیے ضرور ہے کہ لوگوں کو جو بھی خبریں یا معلومات فراہم کی جائیں۔ وہ ملک اور معاشرے کے نظریے اور اقدارِ حیات سے ہم آہنگ اور انہیں تقویت پہنچانے والی ہوں، ان کو ضعف پہنچانے والی نہ ہوں مثلاً یہ کہ اسلامی معاشرے کی شیرازہ بندی، رشتہ اخوت اور معاشرتی عدل ومساوات سے عمل میں آتی ہے، اب اگر اسلامی معاشرے کے اخبارات اور دوسرے ذرائع ابلاغ ایسی اطلاعات اور خیالات عام کرنے لگیں جن سے یہ رشتے کمزور ہو جائیں، طبقاتی کشمکش کو ہوا ملے اور معاشرتی مساوات کے بجائے اقتصادی مساوات کے نظریے کو فروغ ہو جن سے عزت اور بزرگی کا معیارِ تقویٰ اور پرہیزگاری کے بجائے دولت اور جائیداد کا زیادہ ہونا قرار پائے تو ایسی کبروں اور اطلاعات کی فراہمی اور خیالات کی اشاعت سے جو رائے عامہ تشکیل پائے گی وہ اسلامی معاشرے کی ترجمان صحافت کا نصب العین ہرگز نہیں ہو سکتی۔

اسلامی نقطہ نظر سے صحافت کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ تازہ ترین خبروں کی فراہمی اور واقعات وحالات کی تشریح، توجیہہ اور تعبیر کے ذریعے سے رائے عامہ کی اس طرح تشکیل اور رہنمائی کی جائے جس سے خیر اور صداقت کو فروغ اور شر اور باطل کی قوتوں اور منکرات کی بیخ کنی ہو سکے۔

قرآن مجید اور احادیث کی روشنی میں صحافت اور دوسرے ذرائع ابلاغ کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ رضائے الٰہی کے حصول اور آخرت کی نجات اور کامیابی کے لیے انسانوں کو نیکی کی طرف بلائیں، بھلائی کا حکم دیں اور برائی سے روکتے رہیں۔ شہادت کو نہ چھپائیں، بھلائی کی سفارش کریں، حق کی نصیحت اور صبر کی تلقین کرتے رہیں، ظالم حکمرانوں کے سامنے حق وانصاف کی بات کہیں اور کسی قیمت پر بھی ان کی برائیوں کی تائید اور ان کے جھوٹ کی تصدیق نہ کریں، حتیٰ کہ اس جہاد اور اصلاح کی کوشش میں اگر اپنی جان سے بھی ہاتھ دھونے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑیں تو اس کی پروانہ کریں کیونکہ اس طرح قتل ہونے والا شہید ہوتا ہے۔

اس سلسلے میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ہدایات ملاحظہ ہوں:

﴿ كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ ﴾ (آل عمران: 110)

''اب دنیا میں وہ بہترین گروہ (امت) تم ہو جسے انسانوں کی ہدایت و اصلاح کے لیے میدان میں لایا گیا ہے، تم نیکی کا حکم دیتے ہو، بدی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔''

﴿ وَ لْتَكُنْ مِّنْكُمْ أُمَّةٌ يَّدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۚ وَ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴾ (آل عمران: 104)

''تم میں کچھ لوگ تو ایسے ضرور ہی رہنے چاہئیں جو نیکی کی طرف بلائیں، بھلائی کا حکم دیں اور برائیوں سے روکتے رہیں، جو لوگ یہ کام کریں گے وہی فلاح پائیں گے۔''

﴿ وَ لَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ ۚ وَ مَنْ يَّكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ قَلْبُهُ ۚ وَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ﴾ (البقرة: 283)

''اور شہادت ہرگز نہ چھپاؤ جو شہادت چھپاتا ہے اس کا دل گناہ میں آلودہ ہے اور اللہ تمہارے اعمال سے بے خبر نہیں ہے۔''

﴿ مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهُ نَصِيبٌ مِّنْهَا ۚ وَ مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنْ لَّهُ كِفْلٌ مِّنْهَا ﴾ (النسآء: 85)

''جو بھلائی کی سفارش کرے گا، وہ اس میں سے حصہ پائے گا اور جو برائی کی سفارش کرے گا وہ اس میں سے حصہ پائے گا۔''

﴿ وَ تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَ تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ﴾ (العصر: 3)

''اور ایک دوسرے کو حق کی نصیحت اور صبر کی تلقین کرتے رہو۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

((افضل الجهاد كلمة عدل (او حق) عند سلطان جائد .))

(ابوداود، کتاب الملاحم، باب ۱۷)

''سب سے افضل جہاد ظالم حکمران کے سامنے انصاف (یا حق) کی بات کرنا ہے۔''

((سيكون عليكم امة يملكون ارزاقكم يحدثونكم فيكذبون ويعملون فيسيئون العمل لا يرضون منكم حتى تحسنوا قبيحهم وتصدقوا كذبهم فاعطوهم الحق مارضوا به فاذا تجاوزوا فمن قتل على ذالك فهو شهيد .)) (كنز العمال:٦/ ٢٩٧)

''عنقریب تم پر ایسے لوگ حاکم ہوں گے جن کے ہاتھ میں تمہاری روزی ہوگی، وہ تم سے بات کریں گے تو جھوٹ بولیں گے اور کام کریں گے، تو برے کام کریں گے، وہ تم سے اس وقت تک راضی نہ ہوں گے جب تک تم ان کی برائیوں کی تعریف اور ان کے جھوٹ کی تصدیق نہ کرو، پس تم ان کے سامنے حق پیش کرو جب تک وہ اسے گوارا کریں، پھر اگر وہ اس سے تجاوز کریں تو جو شخص اس پر قتل کیا جائے وہ شہید ہے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حرفِ آخر

گذشتہ بحث سے ہمارے سامنے یہ نتیجہ نکلا اسلامی شریعت نے عزت و آبرو کے بنیادی حق کی حفاظت دو طریقوں سے کی ہے۔

1: پہلا طریقہ وجودہ اعتبار سے ہے کہ شریعت نے مسلمانوں کو تاکید کی ہے کہ وہ شکوک و شبہات کے مقامات سے دور رہیں۔ معلومات کو قابل اعتماد ذرائع سے حاصل کریں اور ظاہری امور و مسائل پر اعتماد کریں۔

2: دوسرا طریقہ غیر وجودی اور عدمی اعتبار سے ہے کہ شریعت نے ان افواہوں تک پہنچنے کا ہر راستہ بند کر دیا ہے مثلاً: جھوٹ کو حرام قرار دیا، افواہوں کی نشر و اشاعت اور تصدیق و تائید سے منع کیا، دوسروں کی شخصیت کو مجروح کرنے سے روکا، یہ لوگ اگرچہ فاسق و فاجر ہوں جب تک وہاں کوئی شرعی مصلحت نہ ہو سچائی کے ہوتے ہوئے بھی ان کو طعن و تشنیع کا نشانہ نہ بنانا، اسی طرح حد قذف اور دیگر مناسب تعزیرات کا تصور دینا سب ایسے راستے ہیں جو بالواسطہ یا بلا واسطہ انھی جھوٹی افواہوں کا سد باب کرنے کے لیے ہیں۔

عقیدہ و فکر، مال و دولت، صحت اور امن امان کو متاثر کرنے والی افواہوں کے خلاف جنگ کر کے دراصل اسلامی شریعت نے مسلم معاشرے کی اصلاح کرنے والی اقدار کی حفاظت کی ہے اور اسی امن و امان کے تحفظ کے لیے اسلامی شریعت نے حکام اور علماء کے خلاف پھیلائی جانے والی غلط اور جھوٹی افواہوں کو بڑی سختی سے منع کیا ہے۔

دورِ حاضر میں متعدد ذرائع ابلاغ موجود ہیں جن کو ان افواہوں کو ختم کرنے کے لیے مؤثر کردار ادا کرنا چاہیے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ صحیح معلومات نشر کی جائیں، بے بنیاد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خبروں کی نشر و اشاعت سے احتیاط برتی جائے اور اُن کو شائع نہ کیا جائے، ہر خبر کو قابل اعتماد اور ثقہ ماہرین فن کے حوالے کیا جائے، بے بنیاد اور غلط خبریں نشر کرنے والے ذرائع ابلاغ کے چہرے سے نقاب ہٹائی جائے تاکہ لوگوں کو اُن سے باز رکھا جائے اور جمہور عوام کے اندر ایسی صلاحیت پیدا کی جائے جو غلط اور باطل خبروں کو سمجھنے اور ان سے بچنے میں ان کی مدد کرے۔ اسی طرح ان وسائل اور ذرائع کو بروئے کار لانا بھی ضروری ہے جو حق کی نشر و اشاعت کریں اور غلط اور بے بنیاد افواہوں کے چہرے کو بے نقاب کر کے اصل حقیقت لوگوں کے سامنے لائیں۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

DAR-UL-MARIFA
2nd Floor, Al-Fazal Market,
17 Urdu Bazar, Lahore (PAK)

Ph +92-321-4210145 +92-42-37361321 www.facebook.com/darulmarifa darulmarifa@gmail.com